خصوصی شمارہ
سہ ماہی دعوت اہل سنت
امام اہل سنت نمبر
شمارہ نمبر 5
بااہتمام
ضیغم اسلام قاطع بدمذہبیت
حضرت
علامہ پیر سید مظفر شاہ قادری
دامت برکاتہم العالیہ

نام: سہ ماہی مجلہ دعوت اہل سنت کا امام اہل سنت نمبر
ترتیب: مولانا سید وہاج علی قادری حفظہ اللہ
مصحح: مولانا ابو نجید قادری حفظہ اللہ
سن اشاعت: صفر المظفر ۱۴۴۴ھ بمطابق ستمبر 2022ء
صفحات: 403
تعداد: 1100
قیمت:
ناشر: پاسبان اہل سنت و جماعت (پاکستان)

ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ مجلہ ہر قسم کی اغلاط سے پاک ہو تاہم بشری کمزوریوں کے باعث اگر پھر بھی کسی بھی قسم کی غلطی پر مطلع ہوں تو ادارہ کو آگاہ فرما کر ماجور ہوں۔

شکریہ

اجمالی فھرس

صفحہ	فہرس	

پیش لفظ

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا

آج سے کئی سال قبل اکتوبر ۲۰۱۲ میں مجلہ "دعوت اہل سنت" سہ ماہی کا اجرا کیا گیا تھا جس میں دیابنہ وروافض کی تردید میں محقق علما کے مضامین شائع کئے جاتے تھے اہل علم طبقہ نے اس کی بہت پذیرائی فرمائی تھی۔

الحمد للہ عزوجل "دعوت اہل سنت" کے چار شمارے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے لیکن پھر ناگزیر وجوہات کی بنا پر یہ وقیع مجلہ توقف کا شکار ہو گیا۔

چوں کہ "دعوت اہلسنت" کو اہل علم طبقہ میں بہت پذیرائی حاصل ہوئی تھی اسی لئے اس کی نشاۃ ثانیہ کا مطالبہ مسلسل ہوتا رہا۔ فقیر کی گونا گوں مصروفیات پاؤں کی زنجیر بنتی رہیں بالآخر اس کار خیر کو سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہو ہی گئی، الحمد للہ "دعوت اہل سنت" کا مکرر اجرا ایک خصوصی شمارے سے کیا جارہا ہے "دعوت اہل سنت امام اہل سنت نمبر"۔ تو لیجئے مجلہ دعوت اہل سنت کا خصوصی شمارہ "امام اہل سنت نمبر" آپ کے ہاتھوں میں ہے، ان شاء اللہ اب یہ مجلہ سہ ماہی بنیادوں پر پابندی سے شائع کیا جائے گا۔

ہم دعوت اسلامی کے شکر گزار ہیں چوں کہ کچھ مضامین ہم نے ماہنامہ "فیضان مدینہ فیضان امام اہل سنت" سے لئے ہیں اور اس کی فراہمی کے لئے ہم علامہ عدنان چشتی مدنی حفظہ اللہ کے بھی بے حد شکر گزار ہیں۔

تمام احباب سے التجا ہے کہ ہمیں دعاؤں سے نوازیئے گا۔ اللہ جل جلالہ ہمیں ثابت قدمی کے ساتھ اس اہم کام کو سرانجام دینے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

ادارہ: پاسبان اہل سنت وجماعت (پاکستان)

حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جھلک

ابوالہمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین امابعد!

نام: پیدائشی نام: محمد، تاریخی نام: المختار، جدامجد کا تجویز کردہ نام: احمد رضا، اپنے نام کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرمایا۔

والد ماجد کا نام: مولانا نقی علی خان، دادا کا نام: امام العلماء رضا علی خان، پردادا کا نام حافظ کاظم علی خان بن محمد اعظم خان

قوم: بڑیچ افغان (پختون) اولادِ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت قیس عبدالرشید رضی اللہ عنہ

آباء واجداد کا وطن: افغانستان، صوبہ قندھار، علاقہ شوراوک

مقامِ ولادت باسعادت: بمقام بریلی شریف محلہ جسولی (روہیل کھنڈ)

تاریخ ولادت: بروز شنبہ، وقت ظہر، ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بمطابق ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ

بھائی اور بہنیں: دو بھائی اور تین بہنیں

ختم ناظرہ قرآنِ مجید: عمر ۴ سال۔ ۱۸۶۰ء/۱۲۷۶ھ

عربی زبان میں گفتگو: ۶ سال کی عمر میں

پہلا خطاب: عمر ۶ سال، ۱۸۶۲ء، ربیع الاول ۱۲۷۸ھ، خطابِ موضوع: میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلی تصنیف: شرح ہدایۃ النحو بزبان عربی، ۱۸۶۴ء/ ۱۲۸۰ھ

دوسری تصنیف: اصول فقہ کی معروف کتاب مسلم الثبوت کی شرح بعمر دس سال۔ ۱۸۶۶ء/ ۱۲۸۲ھ

پہلی عربی تصنیف: ۱۸۶۸ء/ ۱۲۸۵ھ

سالِ فراغت دستارِ فضیلت: عمر ۱۳ سال ۱۰ ماہ ۵ دن۔ ۱۲۶۹ء/ شعبان، ۱۲۸۶ھ

مسندِ افتاء کی ذمہ داری: ۱۸۶۹ء ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ

پہلا فتویٰ: عمر ۱۳ سال ۱۰ ماہ ۵ دن۔ مسئلہ رضاعت ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ

آغاز درس وتدریس: ۱۸۶۹ء/ ۱۲۸۶ھ

ازدواجی زندگی کا آغاز: ۱۸۷۴ء/ ۱۲۹۱ھ

فرزندِ اکبر حجۃ الاسلام حامد رضا خان کی ولادت: ۱۸۷۵ء/ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ۔

فتویٰ نویسی کی مکمل اجازت: ۱۸۷۶ء/ ۱۲۹۳ھ

مرشد کامل حضرت سید شاہ آلِ رسول مارہرہ شریف سے بیعت طریقت وخلافتِ سلاسل: ۱۸۷۷ء۔ ۵ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ

پہلی اردو تصنیف کی اشاعت: ۱۸۷۷ء/ ۱۲۹۴ھ

زیارت حرمین شریفین اور پہلا حج: ۱۸۷۸ء/ ۱۲۹۵ھ

شیخ سید احمد دحلان مکی مفتی شافعیہ سے اجازتِ حدیث: ۱۸۷۸ء/ ۱۲۹۵ھ

مفتی مکہ شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی مفتی حنفیہ سے اجازتِ حدیث: فقہ، اصول، تفسیر اور دوسرے علوم کی اجازت: ۱۸۷۸ء/ ۱۲۹۵ھ

امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی نے آپ کے پیشانی میں نورِ الٰہیہ کا مشاہدہ کیا: بعد نمازِ مغرب، ۱۸۷۸ء/ ۱۲۹۵ھ

شیخ عابد السندی کے تلمیذ رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی سے اجازتِ صحاح ستہ، اور سلسلہ قادریہ: ۱۸۷۸ء/ ۱۲۹۵ھ

امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی کی طرف سے لقب: ضیاء الدین احمد۔ ۱۸۷۸ء/ ۱۲۹۵ھ

امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی سے مذکورہ سند میں امام بخاری تک گیارہ واسطے

امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی کے ایما سے رسالہ جوہرہ مفید مناسک حج کی شرح دودن میں بنام ''النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوھرۃ المضیۃ''

مسجد خیف مکہ مکرمہ میں بشارتِ مغفرت: ۱۸۷۸ء/ ۱۲۹۵ھ

زمانہ حال کے یہود ونصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کے عدمِ جواز کا فتویٰ: ۱۸۸۱ء/ ۱۲۹۸ھ

تحریک گاؤ کشی کا سد باب: ۱۸۸۲ء/ ۱۲۹۹ھ

پہلی فارسی تصنیف: ۱۸۸۲ء/ ۱۲۹۹ھ

فرزندِ اصغر مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان کی ولادت: ۱۸۹۳ء/ ۲۲ ذی الحجہ، ۱۳۱۰ھ

۳۱ سال کی عمر میں منظر عام پر آنے والی کتب کی تعداد: ۷۵ (مولانا رحمٰن علی نے تذکرہ علماء ہند میں امام مجدد اعلیٰ حضرت کا تذکرہ لکھا ہے اور اس میں اعلیٰ حضرت کی (۷۵) کتب کا ذکر کیا ہے۔) یہ کتاب ۸ / ۱۸۸۷ء۔ ۱۳۰۵ھ میں لکھنی شروع ہوئی اور ۱۸۹۰ء/ ۸۔

۱۳۰۷ھ میں مکمل ہوگئی اور پہلا ایڈیشن ۱۸۹۴ء/ ۱۳۱۲ھ لکھنؤ سے شائع ہوا۔

جلسہ تاسیس ندوہ کانپور میں شرکت: ۱۸۹۳ء/۱۳۱۱ھ اور تحریک ندوہ سے علیحدگی: ۱۸۹۷ء/ ۱۳۱۵ھ

مقابر پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں تحقیقی فتویٰ: ۱۸۹۸ء/ ۱۳۱۶ھ

قصیدہ عربیہ امال الابرار: ۱۹۰۰ء/ ۱۳۱۸ھ

ندوۃ العلماء کے خلاف ہفتہ روزہ اجلاس پٹنہ میں شرکت: ۱۹۰۰ء/ ۱۳۱۸ھ

علماء ہند کی طرف سے خطاب مجدد مائتہ حاضرہ: ۱۹۰۰ء/ ۱۳۱۸ھ

علماء حرمین کی طرف سے مجدد مائۃ حاضرہ اور امام الائمہ کا خطاب: ۱۹۰۶ء/ ۱۳۲۴ھ

المعتمد المستند کی تصنیف: ۱۹۰۲ء/ ۱۳۲۰ھ

تاسیس دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی: ۱۹۰۴ء/ ۱۳۲۲ھ

دوسرا حج اور زیارتِ حرمین شریفین: ۱۹۰۵ء/ ذی القعدہ ۱۳۲۳ھ

کرنسی نوٹ کے جواز کے پرسب سے پہلی تصنیف "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم": ۱۹۰۵ء/ ۱۳۲۳ھ

امام کعبہ شیخ عبداللہ میرداد اور ان کے استاد حامد احمد محمد جدادی مکی کا مشترکہ استفتاء اور امام مجدد کا تحقیقی جواب: ۱۹۰۶ء/ ۱۳۲۴ھ

تصنیف الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ (مکہ معظّمہ میں): ۱۹۰۶ء/ ۱۳۲۴ھ

حسام الحرمین: ۱۹۰۶ء/ ۱۳۲۴ھ

علماء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے نام سنداتِ اجازت وخلافت: ۱۹۰۶ء/ ۱۳۲۴ھ

واپسی حج: ۱۹۰۶ء/ ۱۳۲۴ھ

پوتے (مفسر اعظم ہند محمد ابراہیم رضا خان والدِ ماجد تاج الشریعہ اختر رضا خان الازہری) کی ولادت: ۱۹۰۷ء/ ۱۳۲۵ھ

امام مجدد اعلیٰ حضرت کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کا زبردست خراجِ عقیدت: ۱۹۰۷ء/ ۱۳۲۵ھ

ترجمہ قرآن مجید کنز الایمان: ۱۹۱۱ء/ ۱۳۳۰ھ

شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید السندی مہاجر مدنی کا امام مجدد اعلیٰ حضرت کے بارے میں اعترافِ مجددیت: ۱۹۱۲ء/ ۱۳۳۰ھ

شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے امام مجدد اعلیٰ حضرت کو خطاب ''امام الائمہ المجدد الھند الامۃ'': یکم ربیع الاول، ۱۹۱۲ء/ ۱۳۳۰ھ

حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کی طرف سے امام مجدد اعلیٰ حضرت کو خطاب "خاتم الفقہاء والمحدثین": ۱۹۱۲ء/ ۱۳۳۰ھ

علومِ المربعات میں ڈاکٹر ضیاء الدین کے سوال کا فاضلانہ جواب: ۱۹۱۳ء/ ۱۳۳۱ھ

ملت اسلامیہ کیلئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان: ۱۹۱۳ء/ ۱۳۳۱ھ

بہاول پور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتاء اور امام مجدد اعلیٰ حضرت کا تحقیقی جواب: ۱۹۱۳ء/ ۱۳۳۱ھ

مسجد کانپور کے قضیے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ: ۱۹۱۳ء/ ۱۳۳۱ھ

ڈاکٹر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم علی گڑھ یونیورسٹی) کی آمد اور استفادہ علمی: ۱۹۱۴ء/ ۱۳۳۲ھ

انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثناء: ۱۹۱۶ء/ ۱۳۳۴ھ

تاسیس جماعت رضائے مصطفی بریلی: ۱۹۱۷ء/ ۱۳۳۶ھ

سجدہ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق: ۱۹۱۸ء/ ۱۳۳۷ھ

امریکی سائنسداں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکستِ فاش: ۱۹۱۹ء/ ۱۳۳۸ھ

آئزک نیوٹن اور آئین اسٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق: ۱۹۱۲۰ء/ ۱۳۳۸ء

ردِ حرکت زمین پر نا قابلِ تردید ایک سو پانچ (۱۰۵) دلائل اور فاضلانہ تحقیق: ۱۹۱۲۰ء/ ۱۳۳۸ء

فلاسفہ قدیمہ کا ردِ بلیغ: ۱۹۱۲۰ء/ ۱۳۳۸ھ

نظریہ پاکستان کی بنیاد اور دوقومی نظریہ پر حرفِ آخر: ۱۹۲۱ء/ ۱۳۳۹ھ

تحریک خلافت کا افشائے راز: ۱۹۲۱ء/ ۱۳۳۹ھ

تحریک ترکِ موالات کا افشائے راز: ۱۹۲۱ء/ ۱۳۳۹ھ

انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان: ۱۹۲۱ء/ ۱۳۳۹ھ

امام مجدد اعلیٰ حضرت کو ۵۷ علوم پر دسترس حاصل تھی۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی تعداد ۱۵۰۰ سے زائد ہے جس میں ہر موضوع پر کتابیں لکھی گئیں۔ ۳۰ جلدوں پر مشتمل فتاوی رضویہ ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری خدائق بخشش دو (۲) حصوں پر مشتمل ہے۔ جس میں کلام "مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام" کو پوری دنیا

میں مقبولیت حاصل ہے۔ جب بھی کوئی عشقِ رسول ﷺ کی بات کرتا ہے تو انہیں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے بریلوی کہا جاتا ہے۔

وصال: ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ

☆☆☆..................☆☆☆

﴿حسین احمد ٹانڈوی کا خاندان شیعہ تھا﴾

قدیمی زمانہ سے ہماری ان سادات یا شیوخ میں بھی رشتہ داری چلی آتی ہے جو کہ شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور یہ مرض اودھ کی شیعی حکومت کی وجہ سے تمام یوپی اور بالخصوص اودھ میں بہت زیادہ پھیلا اور اگر اس زمانہ میں چند اکابر اولیاء اللہ خاندان میں نہ ہوتے تو غالباً ہمارے خاندان بھی اس لعنت سے محفوظ نہ رہ سکتا تاہم آخر میں بغیر اس کے چارہ نہ ہوسکا کہ نانا حسن علی شاہ صاحب مرحوم نے (جو کہ اپنے زمانہ میں تمام خاندانی جائیداد کے متولی اور متصرف تھے) ایک امام باڑہ بنایا اور چھ محرم کی شب کو مہندی نکالنا اور بڑے تزک اور احتشام سے تمام شہر میں روشنی اور باجوں کے ساتھ گشت کرانا جاری کردیا جس کا بقیہ اب تک چلا جارہا ہے نیز خاندان کے ہر گھرانے میں تعزیہ رکھنا جاری ہوا جو کہ ہمارے بچپن تک چلتا رہا۔

(نقش حیات اول ص ۲۴، ۲۵ دارالاشاعت کراچی مصنف حسین احمد ٹانڈوی)

گونج گونج اٹھے ھیں نغمات رضا سے بوستاں

علامہ کاشف شہزاد عطاری حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اب میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا

اُردو کے ایک مشہور نعت گو شاعر محمد محسن کاکوروی اپنا قصیدۂ معراج سنانے کے لئے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دو شعر سنائے جبکہ باقی قصیدہ عصر کے بعد سنانا طے پایا۔ امامِ اہلِ سنّت نے نمازِ عصر سے پہلے پہلے اپنا قصیدۂ معراجیہ مرتّب فرمایا اور پھر نماز کے بعد سنایا جس کا مَطلع یہ ہے:

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طَرَب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدۂ معراجیہ سن کر محسن کاکوروی نے اپنا قصیدہ لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا اور عرض گزار ہوئے: آپ کا قصیدہ سننے کے بعد اب میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

(تجلیاتِ امام احمد رضا، ص91، امام احمد رضا اور ردِ بدعات و منکرات، ص136)

منارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے
تم اس کے پہلے ہی زینے پہ چڑھ کے دِکھلا دو

فتاویٰ رضویہ تو اِک کرامت ہے
ذرا حدائقِ بخشش ہی پڑھ کے دِکھلا دو

نعت گوئی قدیم عبادت ہے

قارئین کرام! اشعار کی صورت میں اللہ پاک کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مَدْح سَرائی نہایت عمدہ اور قدیم عبادت نیز صحابہ، تابعین و بزرگانِ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ منظوم صورت میں سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مَدْح وثَنا کرنے والے عاشقانِ رسول کی طویل فہرس میں حضرت حسّان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رَواحہ، حضرت کَعب بن زُہَیر، امام بُوصَیری، مولانا عبدالرحمٰن جامی، جلال الدین رومی، شیخ سعدی شیرازی، امیر خُسرو اور دیگر بزرگانِ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام شامل ہیں۔

امامِ اہلِ سنّت کی نعتیہ شاعری

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت مجدّدِ دین وملّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری کے مجدّد اور عظیم الشان عالم ومفتی ہونے کے ساتھ بہت بڑے عاشقِ رسول بھی تھے ۔آپ کے علم کی جلالتِ شان دیکھنی ہوتو آپ کی کتابوں بالخصوص "فتاویٰ رضویہ" کا مطالعہ کیا جائے جبکہ جذبۂ عشقِ رسول کا اندازہ لگانے کے لئے نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" کی وَرَق گَرْدانی کی جائے۔ امامِ اہلِ سنّت کی نعتیہ شاعری کی خوبیاں اور مَحاسِن ایک طویل موضوع ہے جس کا اِحاطہ کرنے سے ہمارے اس مضمون کا تنگ دامن قاصِر ہے، اس عنوان پر PHD کے مقالے (Thesis) بھی لکھے جاچکے ہیں، تاہم حصولِ برکت کیلئے چند معروضات پیشِ خدمت ہیں:

نعت گوئی میں آپ کا کوئی استاد نہ تھا

امامِ اہلِ سنّت دیگر شُعَرا کی طرح صبح سے شام تک قلم تھامے اشعار بندی میں مصروف نہیں رہتے تھے اور نہ ہی فنِ شاعری میں آپ کا کوئی استاد تھا۔ اس میدان میں عشقِ رسول آپ کا راہ نُما تھا اور حضرت سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ نعت لکھتے تھے۔ اپنی نعتیہ شاعری سے متعلق آپ خود فرماتے ہیں:

رہا نہ شوق کبھی مجھ کو سیرِ دیواں سے
ہمیشہ صحبتِ اربابِ شعر سے ہوں نَفور
نہ اپنے کاموں سے تضییعِ وقت کی فرصت
نہ اپنی وضع کے قابل کہ اس میں ہوں مشہور
جبینِ طبع ہے ناسودہ داغِ شاگردی
غبارِ منتِ اصلاح سے ہے دامن دور
مگر جو مُلہِمِ غیبی مجھے بتاتا ہے
زبان تک اسے لاتا ہوں میں بمدحِ حضور

(حدائقِ بخشش، حصہ سوم، مرتبہ مفتی محبوب رضا خان صاحب، ص24)

ایک ایک مِصْرَعہ عین شریعت کے مطابق

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان کا ایک ایک مِصْرَعہ عین شریعت کے مطابق ہے۔ چونکہ اتباعِ شریعت آپ کی طبعیتِ مبارکہ میں رَچی بَسی ہوئی تھی لہٰذا آپ خلافِ شریعت اشعار نہ کہتے تھے اور نہ ہی سنتے تھے۔ خود فرماتے ہیں:

پیشہ مِرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو
ہاں شرع کا البتہ ہے جَنبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثنا میں حکمِ مولیٰ کا خلاف
لوزِینہ میں سِیر تو نہ بھایا مجھ کو

(حدائقِ بخشش، ص442)

یعنی جس طرح بادام کے حلوے میں لہسن شامل کر دیا جائے تو ایسے حلوے کو کوئی پسند نہیں کرتا یونہی اللہ کریم کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح وثنا کرتے ہوئے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا مجھے پسند نہیں ہے۔

آدابِ شریعت اور حسنِ شعر گوئی کا سنگم

جاہل شعرا میں یہ بات مشہور ہے کہ آدابِ شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے شعر میں خوبی پیدا نہیں ہوسکتی، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام کے ذریعے ان کے اس باطل قول کا عملی رد فرمادیا۔ آپ کے کلام میں آدابِ شریعت کی پابندی کے ساتھ زبان کی پاکیزگی، محاورات کی لطافت، الفاظ کی فصاحت اور آیات و احادیث کے اِقتباسات سمیت تمام خوبیاں موجود ہیں۔

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

کَلَامُ الْاِمَامِ اِمَامُ الْکَلَام

مفتی محمد محبوب علی خان قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اعلیٰ حضرت کا) کوئی شعر ایسا

نہیں جس کا ثبوت کسی آیت یا حدیث سے نہ ہو یا ائمۂ دین کے کسی قول سے ماخوذ نہ ہو۔ (آپ کے) صدہا (سینکڑوں) شعر ایسے ہیں جن میں سے ایک ایک کی مکمل شرح کی جائے تو ضخیم مُجَلَّدات (موٹی موٹی جلدیں) تیار ہو جائیں۔ کیوں نہ ہو کہ امامِ اہلِ سنّت کا کلام ہے اور کَلَامُ الْإِمَام إِمَامُ الْكَلَام (یعنی امام کا کلام کلاموں کا امام ہوتا ہے)۔ (حدائقِ بخشش، حصہ سوم، مرتبہ مفتی محبوب رضا خان صاحب، ص 7)

سدا بہار کلام

یوں تو امامِ اہلِ سنّت کا ہر کلام اپنی مثال آپ ہے لیکن بالخصوص چند ایسے ہیں جنہیں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ مختلف اوقات میں مختلف کلام ایک دم مشہور ہو جاتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ ان کی مقبولیت ماند پڑنے لگتی ہے لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کئی نعتیہ کلام ایسے ہیں جو ایک صدی (یعنی سو سال) گزرنے کے بعد بھی مقبولیت کے آسمان پر جلوہ فگن ہیں اور ان کی شہرت روز اَفزوں ترقی پر ہے مثلاً: مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی، چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے، ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں، زمین و زماں تمہارے لئے اور قصیدۂ نور یعنی صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا وغیرہ۔

کلامِ رضا پر لکھی جانے والی تضمینات

کلامِ رضا کی ہر دل عزیزی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس پر کثیر تضمینات لکھی گئی ہیں۔ تضمین (یعنی شاعری میں دوسرے کے شعر پر مصرع یا بند) لکھنے والے ایک مقبول کلام سے اپنے کلام کا رشتہ جوڑ کر اس کی برکت پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ صرف مشہورِ زمانہ

سلامِ رضا "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" پر لکھی جانے والی تضمینات کی معلوم تعداد 17 ہے۔ (خصوصی شمارہ سہ ماہی افکارِ رضا، ص292)

شروحات

تادمِ تحریر جُزوی یا کلّی طور پر حدائقِ بخشش کی ایک درجن کے قریب شروحات لکھی جا چکی ہیں جن میں سے فیضِ ملت حضرت علّامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی "الحقائق فی الحدائق" 25 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ امامِ اہلِ سنّت کی نعتیہ شاعری کی خصوصیات پر بھی درجنوں مقالے (Thesis) اور کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ کوئی اور ایسا شاعر نظر نہیں آتا جس کے دیوان پر اس قدر تحقیق کی گئی ہو۔

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضا کی قسم

شعر گوئی کے دعوے سے اِجتناب

اردو کے بہت سے شُعَرا نے خود اپنی زبان دانی کے گُن گائے اور اپنی تعریفوں کے پُل باندھے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت عاجزی کرتے ہوئے اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

کس منہ سے کہوں رشکِ عنادِل ہوں میں
شاعر ہوں فصیح بے مُماثل ہوں میں
حقّا کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو
ہاں یہ ہے کہ نقصان میں کامل ہوں میں

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

محصور جہاندانی و عالی میں ہے
کیا شُبہ رضا کی بے مثالی میں ہے
ہر شخص کو اک وَصف میں ہوتا ہے کمال
بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

(حدائقِ بخشش، ص442،443)

کلامِ رضا میں قرآن وحدیث کی جلوہ سامانیاں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک بہت بڑے عالمِ دین تھے لہٰذا آپ کے نعتیہ کلام میں جا بجا قرآن وحدیث کے انوار جگمگا رہے ہیں۔ "احمد رضا" کے 7 حروف کی نسبت سے ایسے 7 اشعار ملاحظہ فرمایئے:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں
لَیْلَۃُ الْقَدْر میں مَطْلَعِ الْفَجْر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
ان پر کتاب اتری بَیَاناً لِکُلِّ شَیْئٍ
تفصیل جس میں مَاعَبَر و مَاغَبَر کی ہے
نہ عرشِ ایمن نہ اِنِّی ذَاهِب میں میہمانی ہے

نہ لطفِ اُدْنُ یَا اَحْمَد نصیبِ لَنْ تَرَانِی ہے
اَنْتَ فِیْهِم نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمْ تھا وعدۂ ازلی
نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

معجزات کا ایمان افروز تذکرہ

کلامِ رضا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں جابجا سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات (Miracles) کا تذکرہ موجود ہے جنہیں پڑھ سن کر دل میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مَحبت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ ایسے چند معجزات کا مختصر تذکرہ اور ان سے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار ملاحظہ فرمائیے:

(1) اُحُد پہاڑ کے خوشی سے جھومنے پر اسے ٹھوکر ماری اور ساکن ہونے کا حکم دیا تو وہ فوراً ٹھہر گیا۔

(بخاری، 2/524، حدیث:3675، ارشاد الساری، 8/191، تحت الحدیث:3675)

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتناوقار اللہ اکبر ایڑیاں

(2) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں موجود کنویں میں لُعابِ دَہَن (تھوک مبارک) ڈالا تو کُنویں کا پانی میٹھا ہوگیا۔ (خصائص کبریٰ، 1/105 ملخصاً)

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زُلالِ حَلاوَت پہ لاکھوں سلام

(3) مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرما کر سینکڑوں افراد کو سیراب کر دیا۔
(بخاری، 2/493، حدیث: 3576 ملخصاً)

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غم خواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

اسی معجزے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلامِ رضا میں فرماتے ہیں:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

(4) دودھ کے ایک پیالے سے ستّر (70) اصحابِ صُفّہ کو سیراب فرما دیا۔
(بخاری، 4/234، حدیث: 6452)

کیوں جنابِ بُوہُریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستّر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

(5) دعا فرمائی تو غروب ہونے کے بعد سورج دوبارہ طُلوع ہو گیا (یعنی پلٹ آیا) (معجم کبیر، 24/144، حدیث: 382 ملخصاً) نیز کُفّارِ مکّہ کے مطالبے پر انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے۔ (بخاری، 2/579، حدیث: 3868 ملخصاً)
ان دونوں معجزات کا تذکرہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے متعدّد اشعار میں فرمایا ہے جن میں سے چار یہ ہیں:

تیری مَرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مَہ کا کلیجا چِر گیا

صاحبِ رَجعتِ شَمس و شقّ القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
چاند اشارے کا ہِلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی
اشارے سے چاند چیر دیا چُھپے ہوئے خُور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تُواں تمہارے لئے

(6) دستِ اقدس میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی جسے حاضرین نے سنا۔
(معجم اوسط، 1/343، حدیث: 1244 ملخصاً)

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

(7) بارگاہِ رسالت میں درختوں نے سلام عرض کیا۔
(ترمذی، 5/359، حدیث: 3646، دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص 231 ملخصاً)
اونٹوں اور بکریوں نے سجدے کئے۔ (الشفا، 1/312 ملخصاً)

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مَرجَعِ عالَم یہی سرکار ہے

(8) غزوۂ حُنَین کے موقع پر ایک مٹھی خاک دستِ پاک میں لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا: شَاھَتِ الْوُجُوْہ یعنی چہرے بگڑ گئے۔ وہ خاک ان ہزاروں کافروں میں سے ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے، ان میں سے جو مُشرَّف باِسلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضورِ اقدس

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کردی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے، سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی۔ (تفسیر طبری، 6 / 203، تفسیر قرطبی، الجزء السابع، 4 /275، الجزء الثامن، 4 / 28، فتاویٰ رضویہ، 30 / 279)

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

(9) بارگاہِ رسالت میں چڑیا، ہرنی اور اونٹ نے فریاد کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی فریادرسی فرمائی۔

(ابوداؤد، 3 / 75، حدیث: 2675، دلائل النبوۃ، 6 / 35، الشفا، 1 / 312 ملخصاً)

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پر شترانِ ناشاد، گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

حرفِ آخر

فنِ شاعری کے میزان میں اگر ایک پلّے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام رکھا جائے اور دوسرے پلے میں اردو ادب کے دیگر تمام شعرا کے کلام کو رکھا جائے تو بلاشبہ کلامِ رضا کا پلّہ بھاری رہے گا۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

☆☆☆..................☆☆☆

﴿کلامِ رضا کے چند ادبی شہ پارے﴾

علامہ محمد عباس عطاری مدنی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیگر علوم وفنون کی طرح زبان وبیان پر کامل دسترس تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے بلند پایہ ادیب تھے کہ گویا اردو زبان بھی ان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہوتی، آپ کی تمام تصنیفات خصوصاً فتاویٰ رضویہ میں جابجا اس کے کثیر نظائر موجود ہیں، جیسا کہ لکھتے ہیں:

اللہ اللہ! ایک وہ دن تھا کہ مدینۂ طیّبہ میں حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کی دُھوم ہے۔ زمین وآسمان میں خیر مَقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں، خوشی وشادمانی ہے کہ دَرودیوار سے ٹپکی پڑتی ہے، مدینے کے ایک ایک بچے کا دَمکتا چہرہ انار دانہ ہورہا ہے، باچھیں کھلی جاتی ہیں، دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے، سینوں پر جامے تنگ، جاموں میں قبائے گُل کا رنگ، نور ہے کہ چَھما چَھم برس رہا ہے، فرش سے عرش تک نُور کا بُقعہ بنا ہے، پردہ نشین کنواریاں شوقِ دیدارِ محبوبِ کردگار میں گاتی ہوئی باہر آئی ہیں کہ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

(ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا، ہم پر خُدا کا شکر واجب ہے، جب تک دعا کرنے والا دعا مانگے۔)

بَنِی النَّجّار کی لڑکیاں کوچے کوچے محوِ نغمہ سرائی ہیں کہ

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

(ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے اچھے ہمسائے ہیں)

(فتاوٰی رضویہ، 15/ 701-702، بتغیر قلیل)

قارئین کرام! نگاہِ شوق سے دیکھئے! جملے جملے سے کیسی خوشی ٹپک رہی ہے، فِقرہ فِقرہ خوشی سے کِھل رہا ہے، لفظ لفظ مُسکرا رہا ہے۔ جانِ عالَم، رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبلہ دل و جان میں تشریف آوری کا تذکرہ ہے اور امامِ عشق و محبّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قلم ہے۔ کلام کیا ہے بارشِ نُور کی پُھوار ہے، جملے کیا ہیں مَسَرَّتوں کی لہریں ہیں، فِقرے کیا ہیں شادمانیوں کے نغمے ہیں۔ عجب خوبصورت تحریر ہے جسے پڑھ کر یادِ محبوب کا سَماں بَندھ جاتا ہے، دِل اُنہی حسین لمحوں کے تصور میں گُم ہو جاتا ہے، کیا پُر کیف منظر ہو گا، جب ماہِ رسالت کے گِرد ہدایت کے تارے، پیارے پیارے، صحابہ ہمارے جُھرمَٹ کئے ہوں گے اے کاش!

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گُلشن
لِپَٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو
یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

قارئین کرام! امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قلم کے بادشاہ تھے، آپ نے جہاں اپنے فتاویٰ میں تحقیقات ودَلائل کے دریا بہائے، ایمان واِعتقاد کے ایک ایک باب میں...... فقہ واِرشاد کے اکثر مسائل پر...... آیات واحادیث کے جگمگاتے موتی پروئے، روایات واقوالِ بزرگانِ دین کے مہکتے گلدستے تیار کئے، وہیں آپ کی تحریر خوبصورتی کے ظاہری واَدبی پہلو سے بھی تِشنہ نہیں تھی، کلامِ رضا کا ہر مضمون جہاں تحقیق ودلائل کا مینارِ ضیابار ہوتا تھا وہیں "اردو ادب کا بھی حسین شاہکار" ہوا کرتا تھا۔ اردو روز مَرّہ کا بَرجَستہ استعمال، سادگی وسَلاسَت، حقیقی مَنظَر نِگاری، چھوٹے چھوٹے جملے، چُست تراکیب، خُوش نُما سَجع، دِلکش تَشبِیہات، برمَحل کہاوتیں، انوکھے اِستِعارے، یہ وہ خوبیاں ہیں جو امامِ علم وعرفان، شہسوارِ ہر میدان، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں کا عام خاصّہ ہیں۔

اُمّت کی غمخواری

آیئے! کلامِ رضا کا ایک اور شَہ پارہ مُلاحَظہ کیجئے، ہم گنہگاروں، سِیَہ کاروں کے غم میں، فکرِ امّت میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہنے والے آنسوؤں کا صدقہ مانگیئے۔

سویا کئے نابکار بندے
رویا کئے زار زار آقا

امام عشق ومحبت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اِس وقت آرام کی طرف جُھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خوابِ ناز ہے اور جو محتاجِ بےنوا

ہے اس کے بھی پاؤں دوگز کی کملی میں دراز، ایسے سُہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت وآسائش کو چھوڑ، خواب وآرام سے منہ موڑ، جَبینِ نیاز آستانۂ عزّت پر رکھے ہے کہ الٰہی! میری اُمّت سِیاہ کار ہے، دَرگُزر فرما، اوران کے تمام جسموں کوآتشِ دوزخ سے بچا۔ جب وہ جانِ راحت کانِ رَأفت پیدا ہوا، بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کیا اور رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ فرمایا۔ جب قبر شریف میں اُتارا لَبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سُنا، آہستہ آہستہ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فرماتے تھے۔ قیامت کے روز کہ عَجَب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زَبانیں پیاس سے باہر، آفتاب سَروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دَغدَغہ، مَلِکِ قہّار کا سامنا، عالَم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مُجرمانِ بے یار دامِ آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سوا نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ کچھ جواب نہ پائیں گے۔ اس وقت یہی محبوبِ غمگسار کام آئے گا، قُفلِ شَفاعت اس کے زورِ بازو سے کُھل جائے گا، عمامہ سَرِ اَقدس سے اُتاریں گے اور سَربسُجود ہوکر "یَارَبِّ اُمَّتِیْ" فرمائیں گے۔" (فتاویٰ رضویہ، 30/717)

فتاویٰ الحرمین

امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب ہر طرف فِتنوں نے سَر اٹھایا تھا، شیطان اپنے مکروہ چہرے پر ایک سے بڑھ کر ایک خوش نُما نِقاب ڈالے آتا تھا، کہیں علم وفَضل کے جُبّہ ودِستار میں رَہزَنی کرتا تو کہیں بھائی چارے اور اتّحاد کے بھیس میں دین وایمان پہ ڈاکے ڈالتا۔ ایسے کڑے وقت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتنوں کا مقابلہ کیا، آپ نے ابلیسِ لَعین کا مکروہ چہرہ سب کے سامنے بے نِقاب کیا اور شیطانی چالوں کو

ناکام بنایا، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے شیطانی سازشوں کی مکمل تفصیل اپنے مُبارَک فتوے کی صورت میں علمائے مکہ و مدینہ کی طرف روانہ فرمائی، علمائے حَرَمَین شریفَین نے اپنی مبارک تصدیقات کے ساتھ شیطانی سازشوں کا رَدتحریر فرمایااور امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کو عالم علّامہ، فاضِل فہّامہ، راسخُ العلم اور بہت سے اَلقابات سے یاد کیا، انہی مبارک فتاویٰ و تصدیقات کا نام "فتاویٰ الحرمین" ہے۔

آیئے! فُکرِ رضا کا ایک اور رنگ ملاحظہ کیجئے، کلام کی سادگی وسَلاسَت دیکھئے، لہجے کا خُلوص محسوس کیجئے۔امام لکھتے ہیں:

"اب جو نہ دیکھے، کان نہ دھرے، حق سمجھنے کا قصد نہ کرے، روزِ قیامت اس کے لئے کوئی عذر نہ ہوگا۔ دنیا چند روزہ ہے، واحد قہّار سے کام پڑنا ہے، للہ! ایک ذرا تعصّب وسُخن پَرْوَرِی سے جدا ہو کر تفکُّر کرو، تنہا قبر وہَنگامۂ حشر کا تصوّر کرو، اس دن نامۂ اعمال کھولے جائیں گے، اس بھڑکتی آگ کو سامنے لائیں گے، اہلِ سنّت نَجات پائیں گے، اُن کے مُخالف نارِ جہنم میں دھکّے کھائیں گے، مخالفوں کے ساتھی مخالفوں کے ساتھ ایک رسی میں باندھے جائیں گے۔ آنریری، مجسٹریٹی، ڈپٹی کلکٹری، ججی وغیرہ کے مَنصب کام نہ آئیں گے، صدارت، نِظامت، رُکنیّت وغیرہا یہ سب بکھیڑے یہیں رہ جائیں گے، ہر ایک اپنی اکیلی جان سے، اپنے اعمال، اپنے ایمان سے بارگاہِ عدالت میں حاضر ہوگا، ہر دل کا راز ظاہر ہوگا۔ کوئی جھوٹا حیلہ ہرگز نہ چلے گا، بات بنانے کو راستہ نہ ملے گا، عالم الغُیوب سوال کرے گا، دانائے قلُوب اظہار لے گا، وہاں یہ کہتے نہ بنے گی کہ ہم غافل تھے، کچھ

مولویوں نے بہکا دیا، ہم جاہل تھے۔ آج کام اپنے اختیار میں ہے، رحمتِ الٰہی توبہ کے انتظار میں ہے۔

انصاف کی آنکھ کھولو، حق و باطل میزانِ عقل میں تولو۔ وہ کام کر چلو کہ بول بالا ہو، اللہ و رسول سے منہ اجالا ہو۔ دیکھو! دیکھو! آنکھ کھول کر دیکھو!! یہ مبارک تحقیقیں، یہ مقدس تصدیقیں تمھارے معبودِ عظیم کے پاک گھر سے آئیں، تمھارے نبیِّ کریم کے شہرِ اطہر سے آئیں، سَلِیس اردو میں ترجمہ ہو گیا، حق کا آفتاب بے پردہ و حجاب جلوہ نُما ہو گیا۔ اب اگر آنکھ اٹھا کر نظر نہ ڈالو، اپنی اندھیری کوٹھری سے سر باہر نہ نکالو، تو تمھیں کہو کہ کیا عُذر کرو گے؟ واحدِ قہّار کو کیا جواب دو گے!"

"گھنٹوں بلکہ دنوں مہینوں قانون کا نون، دُنیوی فنون یا ناولوں، اَفسانوں، اخباروں، دیوانوں کے مطالعے میں گزارتے ہو، خدا کو مان کر، قیامت کو حق جان کر ایک نظر اِدھر بھی! مگر اس کے ساتھ تعصُّب ونفسانیّت سے قطعِ نظر بھی! خدا نے چاہا تو یہ اَوراق تمھیں بہت کام آئیں گے، بڑے ہولناک صدموں کے دن سے بچائیں گے۔" (فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ الحرمین، 20/349-350)

قیامِ تعظیمی

ہمارے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعینِ عظام رحمۃ اللہ علیہم کو اپنے زمانے میں دینِ مَتین کے اہم ترین معاملات درپیش تھے، اُنھیں کلمۂ خُدا کی بلندی، دین مَتین کی اشاعت، شہروں اور لوگوں کی درستی، فتنہ و فساد کی سرکوبی، فرائضِ دینی واحکاماتِ الٰہی کے نفاذ، باہمی معاملات کی اصلاح، ایمانی اَرکان کی حفاظت اور احادیثِ نبوی کی روایت وغیرہ اہم

ترین معاملات سے فرصت ہی نہیں تھی، لہٰذا اگر کوئی نیک اور مُستحب کام بعد کے مسلمانوں میں رائج ہے، علمائے کرام اسے اچھا سمجھتے ہیں، شریعت اسے منع نہیں کرتی تو اس کام میں کوئی حَرَج نہیں بلکہ اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ کرنے سے ثواب ملے گا۔ ذکرِ ولادتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت جو قیامِ تعظیمی کیا جاتا ہے اس کے متعلق وسوسہ ڈالنے والے شیطانوں کے رَد میں امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "اِقَامَةُ الْقِيَامَة" تحریر فرمایا جس نے واقعی شیطانِ لَعین اور اس کی ظاہری ومعنوی اولاد کے سَر پر قیامت ڈھادی، امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ نے رسالۂ مبارکہ میں آیات واحادیث اور مضبوط دلائل سے ثابت کیا کہ قیامِ تعظیمی مستحب ہے۔ ایک مَقام پر صحابۂ کرام وتابعینِ عظام کی مذکورہ بالا اہم ترین دینی مصروفیات وخدمات کا تذکرہ کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح تمثیلی انداز میں سمجھایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، اس میں گل وگلزار کے رنگ بھی ہیں، اردو ادب کے ڈھنگ بھی ہیں۔ امام لکھتے ہیں:

"جب بِفَضْلِ اللہ تعالیٰ اُن کے زورِ بازو نے دینِ الٰہی کی بنیاد مُسْتَحْکَم کردی اور مَشارِق ومَغارِب میں مِلّتِ حَنَفِیَّہ کی جَڑ جَم گئی، اُس وقت ائمہ وعلمائے مابعد نے تخت وبخت سازگار پاکر بیخ وبُن جمانے والوں کی ہمّتِ بلند کے قدم اور باغبانِ حقیقی کے فَضْل پر تکیہ کرکے اَهَمّ فَالْاَهَمّ کاموں میں مشغول ہوئے اب تو بے خلشِ صَرصَر واندیشۂ سُمُوم اور ہی آبیاریاں ہونے لگیں۔ فِکرِ صائب نے زمینِ تدقیق میں نہریں کھودیں۔ ذہنِ رَواں نے زُلالِ تحقیق کی ندیاں بہائیں۔ علماء واولیاء کی آنکھیں ان پاک مبارک نونہالوں کے لئے تھالے بنیں۔ ہواخواہانِ

دین و مِلّت کی نسیمِ اَنفاسِ مُتبرّکہ نے عِطر باریاں فرمائیں، یہاں تک کہ یہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا باغ ہرا بھرا پَھلا پُھولا لہلہایا اور اس کے بھینے پھولوں، سُہانے پتّوں نے چشم وکام ودماغ پر عَجَب ناز سے احسان فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔ اب اگر کوئی جاہل اعتراض کرے: یہ کُنجھیاں جواَب پھوٹیں ...... جب کہاں تھیں؟ یہ پتّیاں جواَب نکلیں ...... پہلے کیوں نِہاں تھیں؟ یہ پتلی پتلی ڈالیاں جواَب جھومتی ہیں ...... نو پیدا ہیں! یہ ننّھی ننّھی کلیاں جواَب مہکتی ہیں ...... تازہ جلوہ نما ہیں! اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ جاتے؟ تو اس کی حُماقت پر اس الٰہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا کہ: او جاہل! اگلوں کو جَڑ جمانے کی فکر تھی، وہ فُرصَت پاتے تو یہ سب کچھ کر دِکھاتے۔ آخر اس سَفاہَت کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ نادان اس باغ کے پھل پھول سے محروم رہے گا۔"

(فتاویٰ رضویہ، 26/544)

محبوب کی رخصت

قارئین کرام! اِبتِدا میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منوّرہ تشریف آوری کا تذکرہ ہوا، ایک ایک لفظ کیسے مَسَرّت وشادمانی سے جھوم رہا تھا! اب آیئے! ماحول کی سوگواری دیکھئے، اُسی سے مُتّصِل حُزنِیَہ تحریر پڑھئے، دل بیٹھے جاتے ہیں، آنکھیں اُمنڈ آتی ہیں، سورۃُ النّصر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وصال شریف میں نازل ہوئی، حضور فوراً باہر تشریف لائے، جمعرات کا دن تھا، مِنبَر پر جلوہ فرما ہوئے، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کر دو "لوگو! رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وَصِیَّت سننے چلو۔"

مدینۂ منوّرہ میں تشریف آوری کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ مجلسِ وصیّت کے احوال لکھتے ہیں:

"ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے، مجلسِ آخری وصیّت ہے، مجمع تو آج بھی وہی ہے، بچوں سے بوڑھوں تک، مَردوں سے پردہ نشینوں تک سب کا ہجوم ہے، ندائے بلال سنتے ہی چھوٹے بڑے، سینوں سے دل کی طرح بے تابانہ نکلے ہیں، شہر بھر نے مکانوں کے دروازے کُھلے چھوڑ دئے ہیں، دل کملائے، چہرے مُرجھائے، دن کی روشنی دھیمی پڑ گئی کہ آفتابِ جہاں تاب کی وَداع نزدیک ہے، آسمان پژمردہ، زمین افسُردہ، جدھر دیکھو سنّاٹے کا عالَم، اتنا اِزدحام اور ہُو کا مقام، آخری نِگاہیں اس محبوب کے رُوئے حق نُما تک کس حسرت و یاس کے ساتھ جاتی اور ضُعفِ نَومیدی سے ہلکان ہو کر بیخودانہ قدموں پر گر جاتی ہیں۔"

(فتاوٰی رضویہ، 15/702)

قارئین کرام! امامِ عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کُتُب ورسائل ایسے حسین شَہ پاروں سے بھر پُور ہیں، یہاں حصولِ برکت کے لئے چند اِقتباس ذکر کئے گئے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ کلامِ رضا کی خوبیوں کا صحیح معنوں میں اِحاطہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں، کلامِ رضا سے متعلق داغ دہلوی کا شعر ہی کافی ہے:

مُلکِ سُخَن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سِکّے بٹھا دیئے ہیں

☆☆☆..................☆☆☆

اعلیٰ حضرت کے ہم عصر علما سے تعلقات

علامہ خرم محمود عطاری مدنی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

چودہویں صدی کے مَشاہیر علما وفُقَہا میں امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت وکارنامے شُہرۂ آفاق ہیں۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ کا لمحہ لمحہ خدمتِ دینِ مَتین میں گزرا۔ کُتُب ورَسائل کی تصنیف، ملفوظات، حَواشی، تعلیقات، فتاویٰ جات لکھنے جیسے کارہائے نمایاں کے ساتھ ساتھ مُعاصِر اہلِ علم ومحقّقین سے وسیع رَوابِط وتعلّقات استوار رکھنا آپ ہی کی شان ہے۔ یہ تعلقاتی دائرہ برِّعظیم پاک وہند کے علاوہ علمائے حَرَمَین، شام، مصر وغیرہا کے علما ومَشائخ، محقّقین اور اہلِ علم پر پھیلا ہوا ہے، جس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ ذیل میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے معاصراتی تعلقات کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

علمائے مارہرہ سے تعلقات

مارہرہ شریف امامِ اہلِ سنّت کا پیرخانہ ہے۔ یہاں کے علماء ومَشائخ کے ساتھ آپ کے تعلقات (Relations) ومَراسِم علمی وروحانی، اِیقانی ووجدانی تھے، پھر اس آستانہ سے آپ کے تعلقات عمر بھر رہے۔ آپ اس آستانہ کے بعد کے سجّادگان علماء ومَشائخ کی بھی نہایت تعظیم وتوقیر فرماتے اور یہاں سے آئے ہوئے خطوط (Letters) یا استفتاءات کے جوابات کو پہلے قلم بند کرتے اور فوری اِرسال کرتے تھے۔ اپنے پیرخانے

سے اسی علمی وروحانی تعلق کی بناپر اپنی تقریر وتحریر میں جب بھی موقع ملتا مشائخِ کرام کا تذکرہ فرمادیتے چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قُدِّسَ سِرُّہٗ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کا تاریخی نام "مشرقستانِ قدس" رکھا۔ اس کا مَطلَع یہ ہے:

ماہ سیما ہے احمد نوری
مہر جلوہ ہے احمد نوری

اور مَقطَع یہ ہے:

کیوں رضا تم مَلُول ہوتے ہو
ہاں تمہارا ہے احمد نوری

اس قصیدہ کو سُن کر حضرت نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ایک نہایت ہی نَفِیس مُعطّر و مُعَنبر عمامہ عطا فرمایا اور اپنے دستِ اَقدس سے آپ کے سَر پر باندھا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت،3/57،ماخوذ)

حضرت نوری میاں کے امامِ اہلِ سنّت سے پوچھے گئے سُوالات فتاویٰ رضویہ میں کئی مَقامات پر موجود ہیں، جو امامِ اہلِ سنّت سے آپ کے مَراسِم اور آپ پر ان کے اعتماد کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

امامِ اہلِ سنّت کے تاجُ الفحول سے تعلقات

امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت تاجُ الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے خوش گوار تعلقات تھے اور آپ ان کی بڑی قَدر (Respect) فرمایا

کرتے تھے۔اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امامِ اہلِ سنّت نے تاجُ الفحول کے والدِ گرامی حضرت سیفُ اللہ المَسلُول مولانا شاہ فضلِ رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی:1289ھ) کی مدح پر مشتمل "قصیدتان رائعتان" کے (313) اشعار میں کئی شعر حضرت تاج الفحول رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف میں بھی کہے ہیں اور صرف یہی نہیں، بلکہ حضرت تاجُ الفحول رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں (105) اشعار کا اردو قصیدہ "چَراغِ اُنس" بھی قلم بند فرمایا جو امامِ اہلِ سنت کی حضرت تاجُ الفحول سے بے پناہ اُلفت ومَحبت، عقیدت کا عکّاس وغمّاز اور نہایت خوش گوار مُعاصراتی تعلقات کو ظاہر کرتا ہے۔

محدّثِ سُورتی سے تعلقات

امامِ اہلِ سنت کے خاتمُ المحدّثین حضرت مولانا وصی احمد محدّثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت گہرے اور دوستانہ مَراسِم تھے۔امامِ اہلِ سنّت اور محدّثِ سُورتی کی رِفاقت (Friendship) تقریباً نصف صَدی (50سال) پر مشتمل ہے۔اگر یوں کہا جائے کہ یہ دونوں زُعَمائے مِلّت یک جان دو قالِب تھے تو بیجا نہ ہوگا۔حضرت مُحدِّثِ سُورتی، امامِ اہلِ سنّت کے ہاں تشریف لاتے رہتے تھے، یوں ہی امامِ اہلِ سنّت بھی حضرت محدّثِ سُورتی کے ہاں پیلی بھیت گئے اور مہمان رہے۔دونوں بزرگوں میں ملاقات، گُفت وشُنید کا نہایت خوش گوار اور قابلِ تقلید سلسلہ تھا۔ایک دوسرے کے لئے لکھے گئے القابات، مُحدِّثِ سُورتی کے اپنی کُتُب میں امامِ اہلِ سنّت کی کُتُب کے حوالہ جات، ایک دوسرے کی کُتُب وفتاویٰ پر تقاریظ وغیرہ تعلقات کے خوبصورت سلسلے ہیں۔امامِ اہلِ سنّت کا مُحدِّثِ سُورتی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کا یہ پہلو بھی بڑا اہم ہے کہ آپ کی نظرِ انتخاب ہمیشہ محدّثِ سُورتی کے شاگردوں پر رہتی، یہی

وجہ ہے کہ آپ نے حضرت محدّثِ سورتی کے شاگردوں کی اکثریت کو خلافت واجازت سے سَرفراز فرمایا اوران سے مَسلکِ اہلِ سنّت کی کماحقُّہ ترویج واشاعت کا کام لیا۔ خُصوصاً قُطبِ مدینہ مولانا ضیاءُ الدّین احمد مدنی، مَلِکُ العلماء مولانا ظفرُ الدّین بہاری عظیم آبادی، مولانا عبدُ الاحد پیلی بھیتی، صدرُ الشّریعہ مولانا امجد علی اعظمی، مفتی محمد شفیع احمد بیسل پوری، مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی، علامہ سیّد محمد محدّثِ کچھوچھوی، مولانا ضیاءُ الدین ہَمدَم پیلی بھیتی، مولانا عبدالحق پیلی بھیتی اور پروفیسر سیّد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہم کے اَسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ (تذکرہ محدّثِ سورتی، ص:274 تا275)

علامہ انوارُ اللہ فاروقی حیدرآبادی (دکن، ہند) سے تعلقات

شیخ الاسلام علامہ شاہ انوارُ اللہ فاروقی علیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی:1336ھ) بھی امامِ اہلِ سنّت کے مُعاصِرین میں سے ہیں، امامِ اہلِ سنّت آپ کی عظمت ومَقام کے مُعترِف، قَدْردان اورنہایت درجہ تعظیم وتوقیر فرماتے تھے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط میں حضرت شیخُ الاسلام شاہ انوارُ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان الفاظ سے مُخاطَب کیا ہے:

''بشرف ملاحظہ والائے حضرت بابرکت جامعُ الفضائل لامعُ الفواضِل شریعت آگاہ طریقت دست گاہ حضرت مولانا الحاج مولوی محمد انوارُ اللہ خان صاحب بہادر بالقابہ العز'' (کلیات مکاتیب رضا، 1/ 106)

امامِ اہلِ سنّت کا اپنے اس مُعاصِر سے تعلّق اور قدردانی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امامِ اہلِ سنّت نے اپنے مُعاصِرین میں سے شاید ہی کسی اور کی کتب کو اتنی چاہ اور اشتیاق سے طلب کیا ہو جتنا کہ شیخُ الاسلام کی کتب کو طلب فرمایا، چنانچہ امامِ اہلِ سنّت نے

جب شیخُ الاسلام کی کتاب "اِفَادَۃُ الاِفُھَام" کا مطالعہ کیا تو آپ پر ایک اچھا تأثر قائم ہوا اور موصوف کی دیگر تصانیف بھی دیکھنے کی خواہش ہوئی، چنانچہ امامِ اہلِ سنّت اپنے ایک مکتوب میں اس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کُل تصانیفِ گرامی کا شوق ہے، اگر بہ قیمت ملتی ہوں، قیمت سے اطّلاع بخشی جائے۔ دوجلد قادیانی مخذول کے چند صفحات دیکھے تھے ایک صاحب سے ان کی تعریف کی، وہ لے گئے۔ (کلیات مکاتیب رضا، 1/113)

مذکورہ چند سطور دونوں بزرگوں کے مابین مَراسم وتعلّقات کا بخوبی پتا دے رہی ہیں۔

امامِ اہلِ سنّت اور مفتی ارشاد حسین مجدّدی رام پوری

امامِ اہلِ سنّت کے ایک مُعاصِر عظیم علمی وروحانی شخصیت تاجُ المحدّثین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجدّدی رام پوری (متوفّٰی: 1313ھ) رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، امامِ اہلِ سنّت آپ کی نہایت تعظیم وتوقیر فرماتے اور آپ کے علم وفضل کے بڑے مَدّاح تھے۔
چنانچہ مفتی محمود احمد قادری رفاقتی لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد رضا مجدّدِ مائۃ حاضرہ آپ کے علم وفضل، زہدوتقویٰ کے بڑے مَدّاح تھے۔ (تذکرہ علمائے اہلِ سنّت ص:25)

امامِ اہلِ سنّت نے آپ کا ذکر اپنی کتاب "کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاہِم" میں ان الفاظ سے کیا ہے:

وافتی علیہ ناس من کبار علماء الھند کالفاضل الکامل محمد ارشاد حسین الرامفوری رحمہ اللہ تعالٰی۔

اکابر علمائے ہند سے متعدد عالموں کا یہی فتویٰ ہوا جیسے فاضل کامل مولوی محمد ارشاد

حسین صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (فتاوی رضویہ، 17/445)

یہی نہیں، بلکہ امامِ اہلِ سنّت نے اپنی پانچ عدد مندرجہ ذیل کتب آپ کو تقاریظ و تصدیقات کے لئے پیش کیں، جن پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقاریظ بھی لکھیں:

(1) اِقَامَةُ الْقِيَامَة عَلٰى طَاعِنِ الْقِيَامِ لِنَبِي تِهَامَة (1299ھ) (2) اِيْذَانُ الْاَجْر (3) مُنِيْرُ الْعَيْن فِيْ حُكْمِ تَقْبِيْلِ الْاِبْهامَيْن (1301ھ) (4) كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم فِي اَحكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم (1324ھ) (5) مَقَامِعُ الْحَدِيْد عَلٰى خَدِّ الْمَنْطِق الْجَدِيْد (1304ھ) (مولانا ارشاد حسین مجددی رامپوری، ص 31-32)

تعظیم وتوقیر، مَدْح، اعتِرافِ زُہد وتقویٰ اور اپنی کُتُب پر تقاریظ وتصدیقات حاصل کرنا یقیناً گہرے تعلقات کی بنا پر تھا۔

شاہ سلامت اللہ رام پوری سے تعلقات

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت علامہ مولانا ابُو الذَّ کا سلامت اللہ رامپوری سے بھی خاص تعلقِ خاطِر تھا، جامعِ حالاتِ اعلیٰ حضرت، مَلِکُ العلما، مُحَدِّثِ بہار، حضرت علامہ ظفرُ الدّین بہاری علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علماء کرام کی تشریف آوری کے وقت اعلیٰ حضرت کی مَسَرَّت کی جو حالت ہوتی اِحاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ خصوصاً حضرت مُحدِّث سُورتی مولانا شاہ وَصی احمد پیلی بھیتی، حضرت ابُو الوَقت، شیر بیشہ سنّت مولانا ہدایتُ الرّسول صاحب لکھنوی، حضرت مولانا سراجُ الدّین، ابُو الذَّ کا مولانا سلامتُ اللہ صاحب اعظمی رامپوری ......الخ

سیّدی اعلیٰ حضرت اور حضرت مولانا سلامتُ اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے باہم ایک دوسرے کی کُتُب پر تقاریظ اور فتاویٰ پر تصدیقات ثبت فرمائیں اور ان میں ایک دوسرے کو حسبِ مَراتِب القابات و آداب سے یاد فرمایا ہے۔

قصیدہ "آمالُ الْاَبْرار وَ اٰلَامُ الاَشْرار" میں حضرت مولانا شاہ محمد سلامتُ اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر اس طرح موجود ہے:

سراج ابو الذکاء سلامت اللہ

حباہ سلامہ المبدی المعید

ترجمہ: سراج الدین ابُو الذَّ کا شاہ سلامتُ اللہ رام پوری، انہیں محفوظ رکھے ان کا سلامتی دینے والا پروردگار جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرنے والا اور دوبارہ اٹھانے والا ہے۔

ان ہر دو بزرگانِ دین میں مختلف اوقات میں باہَم خط و کتابت کا سلسلہ بھی رہا ہے، ان خطوط کا ذکر "کلیاتِ مَکاتیبِ رضا" جلد اوّل میں موجود ہے۔

مولانا قاضی سیّد غلام گیلانی شمس آبادی سے تعلقات

امامِ اہلِ سنّت کے مولانا قاضی سیّد غلام گیلانی شمس آبادی (آپ ضلع اٹک کے ایک قصبہ شمس آباد میں 1285ھ میں پیدا ہوئے اور 1348ھ میں وفات پائی) سے دیرینہ تعلقات تھے۔ قاضی صاحب کو بھی امامِ اہلِ سنّت سے گہری عقیدت تھی اور آپ بارہا بریلی شریف تشریف لے گئے۔ امامِ اہلِ سنّت سے اظہارِ نسبت کے لئے قاضی صاحب اپنے نام کے ساتھ "الرضوی" تحریر فرماتے تھے۔ امامِ اہلِ سنّت اور قاضی صاحب کے درمیان مُراسلَت سے تعلقات کی گہرائی کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ قاضی صاحب امامِ اہلِ سنّت کے

نام ایک استفتاء کا آغاز یوں فرماتے ہیں:

"بحضور لامع النور موفور السرور قاطع الشرور والفسق والفجور حضرت عالم اهل السنة والجماعة مجدد مائة حاضره زيد مجدهم"

دوسرے استفتاء کا آغاز یوں ہے:

"بجَناب مُستطاب حضرت عالم اہلسنّت وجماعت مجدّد مائۃ حاضرہ زِید فضلہم بعد نیازمندی عقیدت مندانہ"

ایک اور استِفتاء کا آغاز اس طرح ہے:

"الاستفتاء فى حضرت مجدد المائة الحاضرة الفاضل البريلوى غوث الانام مجمع العلم والحلم والاحترام امام العلماء ومقدام الفضلاء لازال بالافادة والافاضة والعزوالاكرام۔" (فتاوی رضویہ، 343/16)

امامِ اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ قاضی غلام گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک استفتاء کے جواب کا آغاز یوں فرماتے ہیں:

"بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرام والفضل اتم مولانا قاضی غلام گیلانی صاحب اکرمہ اللہ تعالیٰ وتکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

اس آغاز کے بعد امامِ اہلِ سنت نے اپنی صحّت کا حال بھی بیان فرمایا جو تعلق میں مزید گہرائی کو ظاہر کررہا ہے، ملاحظہ ہو:

"مجھے 27 محرم سے یکم ربیع الاول شریف تک بخار کے دورے ہوئے جن میں بعض بہت شدید تھے، اب تین روز سے ببرکتِ دعاء جناب بخار تو نہیں آیا مگر

ضعف بدرجۂ غایت ہے، اسی حالتِ حُمّٰی (بخار کی حالت) میں پہلے سوالِ سامی کا جواب حاضر کردیا تھا اور رسالہ دربارہ ذبیحہ پہلے جبل پور جانے اور اب اس بخار کے دوروں کے سبب مکمل نہ ہوسکا، طالب عفو ودعا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، 11/664)

ایک اور استفتاء کے جواب کا آغاز اس طرح ہے:

"بملاحظہ شریفہ مولٰنا المبجل المکرم ذی المجد والفضل والکرم مولٰنا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب دامت معالیہ۔" (فتاویٰ رضویہ، 11/306)

امامِ اہلِ سنت قاضی صاحب کے ایک فتویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاضل سلمہ القریب المجیب نے جو حکم تحقیق فرمایا وہی صحیح وحق صریح ہے۔

(فتاوی رضویہ، 6/200)

علمی خدمات کی بنا پر امامِ اہلِ سنت نے آپ کو "مُحْیُ الدّین" کے لقب سے نوازا تھا۔ یہ مُراسلت امامِ اہلِ سنّت اور قاضی صاحب کے درمیان انتہائی گہرے تعلقات کا پتا دے رہی ہے۔ (سالنامہ معارف رضا، شمارہ دہم، 1990ء، ص126 تا127 ملخصاً)

امامِ اہلِ سنت کا ایک مُعاصِر شخصیت سے ملاقات کے لئے سفر

مُعاصِر علماء ومَشائخ سے امامِ اہلِ سنّت کے تعلقات ومَراسِم کے حوالے سے یہ سفر بھی قابلِ ذکر ہے کہ آپ شَیْخُ المَشائخ، قطبِ زماں حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی (متوفّٰی: 1313ھ) کی زیارت کیلئے گنج مرادآباد تشریف لے گئے تھے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ مولانا وَصی احمد مُحدِّث سُورتی، مولوی حکیم خلیلُ الرحمٰن خان تلمیذ مولانا لطفُ اللّٰہ علی گڑھی، قاضی خلیلُ الدّین حسن رحمانی المعروف حافظ پیلی بھیتی اور علامہ مولانا

احمد حسن کانپوری (رحمۃ اللہ علیہم) شامل تھے۔ اس زمانے میں ریل گاڑی گنج مرادآباد کے لئے نہیں چلتی تھی۔ لوگ بیل گاڑی میں بیٹھ کر جایا کرتے تھے۔ امامِ اہلِ سنّت اپنے احباب کے ساتھ بالامیؤ اسٹیشن سے بیل گاڑی کے ذریعے گنج مرادآباد تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ فضلِ رحمٰن کو آپ کی آمد کی اطلاع مِل چکی تھی، لہٰذا آپ نے مریدین کے ساتھ قصبے سے باہر تشریف لاکر امامِ اہلِ سنّت کو خوش آمدید کہا۔ اپنے خاص حجرے میں مہمان ٹھہرایا، بعد نمازِ عصر کی مجلس میں تمام حاضرین سے مخاطب ہوکر آپ کے بارے میں فرمایا: "مجھے آپ میں نور ہی نور نظر آتا ہے اور اپنی ٹوپی اُڑھا دی اور ان کی خود اوڑھ لی"۔ تین دن سے زائد امامِ اہلِ سنّت گنج مرادآباد میں مقیم رہے۔ (تذکرہ محدّث سورتی، ص 48، تذکرہ علمائے اہل سنت، ص 208 ملخصاً)

یہ تو وہ حضرات ہیں جو امامِ اہلِ سنّت کے مُعاصِر (Contemporaries) تھے، اندازہ لگایئے کہ جب ان سے ایسا شاندار تعلّق ہے تو پھر وہ مُفسّرین، محدّثین، علماء، فقہاء، اُدَبا، محقّقین اہلِ علم جنہیں آپ سے کسی طرح کی بھی نِسبت حاصل تھی، اُن سے تعلقات کا کیا عالم ہوگا!!!

ذیل میں امامِ اہلِ سنّت کے متعلقین میں سے چندایک سے تعلقِ خاطر ملاحظہ ہو:

ملک العلماء سے تعلقات

مَلِکُ العلماء مولانا ظفر الدین بہاری عظیم آبادی (متوفّٰی: 1382ھ) امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ اور آپ کے صفِ اوّل کے خلفا میں سے ہیں۔ ملکُ العلماء سے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ تعلقات تھے۔ امامِ اہلِ سنّت نے ملکُ العلماء کو اپنے مکتوبات

میں جن القابات سے یاد کیا، آپ کے بچوں کی خیریت دریافت کی، ان کے لئے دعائیں کیں اور جس طرح فتاویٰ وتصانیف کی تعریف کی ہے، مختلف علوم وفنون پر گفتگو کی ہے، بہت سے دینی تبلیغی اور اشاعتی اُمور پر مشورے طلب کئے ہیں اور ہدایات بھی دی ہیں ان سے مَلِکُ العلماء اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تعلقات کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

(امام احمد رضا خطوط کے آئینے میں ص:190 ملخّصاً)

شاہ عبدُ السّلام جبل پوری و برہانُ الحق جبل پوری سے تعلقات

امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے علمائے جبل پور سے خصوصی مَراسم وتعلقات تھے۔ امامِ اہلِ سنّت کی علمائے جبل پور (عید الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد عبد السلام جبل پوری و مفتی محمد برہان الحق جبل پوری) سے خط وکتابت، باہمی خانگی حال واحوال دریافت کرنا، ان کی دعوت پر جبل پور تشریف لے جانا، وفات پر تعزیت نامے وقطعاتِ تاریخ، اجازت وخلافت، کتب کی ترسیل (Transmission) وغیرہ بیسیوں امور ہیں جو امامِ اہلِ سنت کے مذکورہ حضرات سے خوش گوار تعلقات اور باہمی محبت ویگانگت کو ظاہر کرتے ہیں۔ امامِ اہلِ سنت اپنے ایک خط (بنام مولانا شاہ محمد عبد السلام جبل پوری) کے آخر میں لکھتے ہیں:

"بخدمتِ والدۂ ماجدہ تسلیم وبرہان میاں وزاہد میاں، سلام ودعا برکات علم وعمل۔"

(اکرامِ امام احمد رضا: ص128)

اسی طرح اور بھی کئی خطوط میں گھر کے دیگر افراد کی خیر وخبر اور سلام ودعا کا ذکر ہے جس سے باہمی تعلقِ خاطر ظاہر ہوتا ہے۔

مفتی محمد عمرُ الدّین ہزاروی سے تعلقات

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان نہایت گہرے تعلقات تھے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کتب پر تقاریظ بھی لکھیں، چنانچہ قاضی عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے قدیم قبرستانوں کی تعظیم وتکریم اوران میں عمارات بنانے کی ممانعت پر ایک مختصر رسالہ لکھا اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بغَرضِ تقریظ پیش کیا، اعلیٰ حضرت کے مَن کو چند صفحات کا وہ رسالہ اس قدر بھایا کہ اس سے کئی گُنا بڑی تقریظ لکھ دی، جس کی ابتدا میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل القاب لکھے:

جامع الفضائل، قامع الرذائل، حامی السنن، ماحی الفتن۔یعنی فضائل کے جامع، گھٹیا خیالات ونظریات کا قلع قمع کرنے والے، سنتوں کے حامی اور فتنوں کو مٹانے والے۔

اس کے بعد نام لکھا اور نام کے بعد مناسب دعائیں دیں:

مولانا مولوی محمد عمر الدین جعله الله کا سمه عمر الدین وبسعیه ورعیه عمر الدین یعنی اللہ تعالی ان کو نام کی مناسبت سے دین کو آباد کرنے والا بنائے اور ان کی کوشش اور نگہبانی سے دین کو آباد رکھے۔(تقاریظ امام احمد رضا:ص۲۱، ۲۲)

اعلیٰ حضرت اور حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہما میں خط وکتابت بھی رہی ہے، یہ خط وکتابت مختلفُ النّوع تھی، ان میں حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شہر ودیگر شہروں میں ہونے والے کسی جلسہ کی اطلاع دے رہے ہیں، کہیں کسی کانفرنس کی روئیداد

سے مطلع کرر ہے ہیں، کہیں کسی فاضل کی علمی و تحقیقی کتاب کے احوال بارگاہِ رضا میں پیش کر رہے ہیں اور کہیں کسی مسئلہ میں الجھن ہے تو اس کے حل کے لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض پرداز ہیں، جس کا پتا خطوط دیتے اور آپ حضرات میں موجود باہمی تعلقِ خاطر کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

مفتی احمد بخش صادق (سجادہ نشین تونسہ شریف) سے تعلقات

دونوں بزرگوں کی مُراسلت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے مابین انتہائی گہرے مَراسم تھے۔ایک دوسرے کے لئے ان کے شایانِ شان القاب کا استعمال، دید کا شوق اور کُتُب کے بارے میں طلبِ رائے وغیرہا خوش گوار تعلقات کا پتا دیتے ہیں۔امامِ اہلِ سنت اپنے ایک مکتوب میں مفتی صاحب کو ان القابات سے یاد کرتے ہیں:

"بملاحظہ گرامی جناب سامی فاضل نامی ذِی الفضائل و الفواضل دام بالبرکات والجلالات" (کلیات مکاتیب رضا:1 /115)

ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

"الی الجناب الکامل النصاب الفاضل الکامل مجمع الفضائل جناب مولانا المولوی محمد احمد بخش صاحب الچشتی النوامی" (کلیات مکاتیب رضا:1 /117)

امامِ اہلِ سنت اپنی ایک کتاب کے حوالے سے مفتی صاحب کی رائے طلب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ملاحظہ اجزاء کو طبع سامی چاہئے اور اس کی فہرست بھی ہو تو اتنے اجزاء حاضر کروں جن میں اتنا چاہوں گا کہ بالِاستیعاب نظر فرما کر رائے قائم فرمائیں کہ آیا اس

کتاب کا پورا طبع ہونا مسلمان کے حق میں مفید ہے اور انہیں اس کی تکمیل میں کوشش لازم ہے یا کیا؟" (کلیاتِ مکاتیبِ رضا: 1/ 116)

مفتی احمد بخش صادق رحمۃ اللہ علیہ نے امام اہلِ سنّت کے پاس ایک استفتاء بھیجا، جس کا جواب لکھ کر امامِ اہلِ سنّت نے روانہ کر دیا، لیکن یہ ڈاک مفتی صاحب کو نہ مل سکی۔ امامِ اہلِ سنّت نے دوسری بار روانہ فرمایا، پھر نہ مل سکی۔ تیسری بار روانہ کی، پھر بھی نہ ملی۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی صاحب کو لکھا: "مَشِیَّت مشیت مشیت... تلاش فرمائیں، اگر نہ ملے تو بارِ چہارم مکرّر ارسال کروں۔" (کلیات مکاتیب رضا: 1/ 125، ملتقطا)

اس بار بار کی تکرار سے غالباً مفتی صاحب کو مَلال ہوا کہ امامِ اہلِ سنّت کو تکلیف ہو رہی ہوگی، جس کا اظہار انہوں نے امامِ اہلِ سنّت سے کیا تو آپ جواباً لکھتے ہیں:

"حاشا کہ مَسائلِ سامِیہ کو باعثِ تکلیف خیال کروں، ایسا خیال آنے سے جو تکلیف خاطرِ سامی کو ہوئی، اس کی بھی معافی چاہتا ہوں۔ یہ مُشت اُستُخوان ادھر کس مَصرف کا کہ سوال مسائلِ دینیہ کو تکلیف جانے؟" (کلیات مکاتیب رضا: 1/ 126)

مُعاصِرین سے اس درجہ تعلقات کی مثال کہیں اور مشکل سے ملے گی!

مفتی احمد بخش صادق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امامِ اہلِ سنّت کو جن القابات والفاظ سے یاد کیا ہے وہ بھی ملاحظہ کئے جانے کے قابل ہیں، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

"سیّدی و سندی اعتضادی وعلیه اعتمادی البحر الحبر العلامة الفهامة الالمعی اللوذعی حضرت مجدّد المائة الحاضرة"

(خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا: 1/ 154)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"آدابِ عجز و نیاز بے انداز بجالا کر عرض کرتا ہوں کہ خاکسار کو ہر لحظہ عافیت مزاج شریف وقضائے حاجات، ذات مستجمع الصفات اہم مَآرِب واعظم مَطالِب ہے۔"
(ایضاً، 1/154)

امامِ اہلِ سنّت کی زیارت کا شوق ملاحظہ ہو:

"نیاز مند مشتاقِ زیارت محتاجِ دعا ہزار ہزار نیاز" (ایضاً، 1/162)
نیاز بے انداز وشوقِ زیارت کے بعد جن کا کوئی حد اندازہ نہیں"
(ایضاً، 1/163)

سبحان اللہ! یہ دو مُعاصِر بزرگوں کے مابین تعلقات کے کتنے خوبصورت بَندھن تھے۔ آخر الذّکر چاروں ہستیوں کو امامِ اہلِ سنّت سے شرف خلافت بھی حاصل ہے۔

بہرحال یہاں امامِ اہلِ سنّت کے مُعاصِرین کے ساتھ تعلقات کی ایک نہایت ہی مختصر سی جھلک پیش کی گئی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے مُعاصِرین کے ساتھ تعلقات نہایت خوش گوار تھے۔ علمی و دینی رشتہ بھی تھا، تعاون و مدد بھی، اخوت و بھائی چارہ بھی، محبت و یگانگت بھی، عزت و قدر بھی، احترام، تعظیم و توقیر بھی، ہمدردی و خبر گیری بھی، سب خوبصورت و خوش گوار رشتے تھے۔

☆☆☆..................☆☆☆

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف دیوبندی سازش بے نقاب

برصغیر میں گروہی اختلاف کی اصل وجہ

مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا مفتی راشد محمود رضوی حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

لاہور سے شائع ہونے والے ماہ نامہ روح بلند کے مدیر اعلیٰ صاحبزادہ امانت رسول نے صلح کلیت اور جدت کا علم بلند کرنے کا عزم مصمم کر رکھا ہے۔ اپنے اسی منصوبے کے تحت انہوں نے اپنے ماہ نامہ روح بلند لاہور میں ایک مقالہ برصغیر کے حنفی مسلمانوں میں گروہی اختلاف کے اسباب و وجوہ ایک جائزہ قسط وار شائع کیا۔ مضمون نگار ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی فیز 1 کے مرکزی خطیب ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان ہیں۔ مذکورہ مقالے میں مولوی ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان صاحب نے دورخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک طرف تو برصغیر کے حنفی مسلمانوں کو آپس میں اتحاد و اتفاق کا سبق دیا اور دوسری طرف برصغیر میں اختلاف کا سبب مقتدائے اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ذات گرامی کو قرار دیتے ہوئے ان کو دھوکے باز، ناجائز قطع و برید کرنے والا تفرقہ باز، مبتدع، رافضی، دجال، ابلیس، جعل ساز، شیطان، مفسد و مفتری، غلط بیانی کرنے والا، گمراہ کرنے والا، اتہام اور کذب بیانی کرنے والا، کند ذہن اور اس مضمون کے کئی کلمات لکھ کر سارا ملبہ ان کی ذات گرامی پر ڈال کر اکابرین دیوبند کو معصوم عن الخطا ثابت کرنے کی ناکام کوشش بھی کی ہے۔ اور امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر مختلف مقامات پر کیچڑ اچھالا ہے جس سے اتحاد و اتفاق کی فضا کا

پیدا ہوتا تو کجا اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی حضرات کے دل مزید مجروح ہوئے ہیں۔ اس مقالہ کے متعلق چند گزارشات کرنے سے پہلے میں پاکستان آرمی اور ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے ذمہ داران سے پوچھنا چاہوں گا کہ سوسائٹی کے رول کے مطابق DHA کا حاضر ڈیوٹی ملازم ایک سطر بھی تحریر نہیں کرسکتا۔ اس کا کوئی مضمون لکھنا قانونی جرم ٹھہرتا ہے ۔تو پھر ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان صاحب کا مقالہ کس کی اجازت سے شائع ہوا۔ یا پھر ڈیفنس سوسائٹی کے ذمہ داران نے ان کو دوسرے مکاتب فکر کے علماء پر کیچڑ اچھالنے کی کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان کا مقالہ اتحاد کے نام پر فساد پھیلانے کی ایک گھناؤنی کوشش ہے۔ ڈاکٹر سرفراز صاحب اگر اسی طرح اتحاد کروانا چاہتے ہیں تو پھر پاکستان میں ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان صاحب کے بتائے ہوئے طریقے سے امن وامان کا خواب قیامت کی صبح تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

راقم نے جب مذکورہ مقالہ پڑھا تو اس میں مغالطات و خلاف حقیقت باتوں کی بھرمار دیکھی اور اکابرین اہل سنت و جماعت خصوصاً امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر بے جا سخت تنقید محسوس کی تو ارادہ کیا کہ ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان صاحب کے مذکورہ مقالہ کے مغالطات اور الزامات کا مختصراً جواب سپرد قرطاس کردوں تا کہ اہل انصاف اور حقیقت پسند لوگوں کے سامنے حقیقت واضح ہوجائے۔

1۔ علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مغالطہ

ماہ نامہ روح بلند نومبر 2012 ص 27 پر ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے

خلاف لکھے گئے فتوے سے رجوع کرلیا تھا۔اور بطور ثبوت اپنے ہی ایک مولوی امیر شاہ خان دیوبندی کی کتاب کا حوالہ دیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں کے پاس اس دعویٰ پر کوئی مسلّم عندالخصم دلیل موجود نہیں۔اگر مدعی سے اس کی خود ساختہ دلیل کو قبول کرلیا جائے تو دنیا کا کوئی جھوٹا، جھوٹا نہیں رہ سکتا۔دنیا کی ہر عدالت اس طرح کی دلیل کو قبول کرنے سے معذرت خواہ ہے۔ثابت ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ دعویٰ محض بے دلیل ہے،اور جھوٹ پر مبنی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے رد کا سارا الزام علامہ فضل حق خیرآبادی،مولانا شاہ فضل رسول بدایونی اوراعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہم کو دیا ہے۔جبکہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے رد میں ہندوستان بھر سے مذکورہ علماء کے علاوہ متعدد وہ علماء (جن کا تعلق خاندان شاہ ولی اللہ سے تھا) نے بھی اسمٰعیل دہلوی کا شدید رد کیا۔اور مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تحقیق الفتوی (جو کہ تقویۃ الایمان کی تردید میں لکھی گئی) پر اپنی تصدیقات ثبت فرمائیں۔ ان مصدقین میں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے فرزند شاہ مخصوص اللہ دہلوی سمیت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سترہ نامی گرامی تلامذہ شامل ہیں جن کے اسماء یہ ہیں:
﴿1﴾ المتوکل علی اللہ محمد شریف ﴿2﴾ مولانا حاجی محمد قاسم ﴿3﴾ مولانا فقیر محمد حیات الآری ﴿4﴾ مولانا کریم اللہ ﴿5﴾ مولانا محمد رشید الدین ﴿6﴾ مولانا شاہ مخصوص اللہ ﴿7﴾ مولانا محمد رحمت ﴿8﴾ مولانا عبدالخالق ﴿9﴾ مولانا محمد عبداللہ ﴿10﴾ مولانا محمد موسیٰ ﴿11﴾ مولانا خادم محمد ﴿12﴾ مولانا محمد سعید مجددی ﴿13﴾ مولانا محمد شریف ﴿14﴾ مولانا محمد حیات ﴿15﴾ مولانا صدرالدین ﴿16﴾ مولانا رحیم الدین ﴿17﴾ آخر میں

مولانا محبوب علی صاحب لکھتے ہیں:

لما تأملت و نظرت فيه من دعاو و وجوهها غير ها نظر الا انصاف من غير العناد والا عتساف و جدته حقا لاياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه فختمته عليه (تحقيق الفتوى فى رد ابطال الطغوى ص 436، 437)

ترجمہ: جب میں نے اس کتاب (تحقیق الفتوی) کے دعاوی اوران کے دلائل کسی عناداور مخالفت کے بغیر نظر انصاف سے دیکھے، اسے حق پایا جسے باطل کسی جانب سے لاحق نہیں ہوسکتا، تو میں نے اس پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ (محبوب علی)

ڈاکٹر صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اختلاف کا سبب مولانا فضل حق خیر آبادی اور شاہ فضل رسول بدایونی و مولانا احمد رضا خان بریلوی ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اپنے دادا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور اپنے چچا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی و شاہ عبد القادر دہلوی کے افکار و نظریات سے اختلاف کر کے علیحدگی اختیار کی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں: فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل شہید موحد تھے چونکہ محقق تھے چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلک پیران خود مثل شیخ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔

(امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق ص 82، اسلامی کتب خانہ، لاہور)

تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

شاہ عبد القادر صاحب نے مولوی محمد یعقوب صاحب کی معرفت مولوی اسمٰعیل

صاحب سے کہلوایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو، اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا۔ جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہا تو انہوں جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جاوے تو اس حدیث کے کیا معنیٰ ہوں گے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مأة شهيد کیونکہ جو کوئی سنت متروکہ کو اختیار کرے گا۔ عوام میں ضرور شورش ہوگی۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نے شاہ عبد القادر صاحب سے ان کا جواب بیان کیا اس کو سن کر شاہ عبد القادر صاحب نے فرمایا۔ بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہوگیا، مگر وہ تو ایک حدیث کے معنیٰ بھی نہ سمجھا۔ (ارواح ثلاثہ ص98 مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

قارئین کرام! دل تو چاہتا ہے کہ ایک ایک مغالطے کا تفصیلی جواب عرض کروں۔ لیکن عدیم الفرصت ہوں اسی لئے تفصیل سے اجتناب کرتے ہوئے اختصاراً لکھ رہا ہوں۔

2۔ عبارات علماء دیوبند کے متعلق مغالطہ

اکابرین دیوبند میں سے بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب و دیوبندی قطب الارشاد رشید احمد صاحب گنگوہی و ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی تحریروں میں ایسی عبارات لکھیں جن سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی کا انکار اور اہانت رسول واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔

بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنیٰ خاتم النبیین معلوم

کرنے چاہئیں تاکہ فہم وجواب میں کچھ دقت نہ ہو۔سو عوام کے خیال میں تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔(تحذیر الناس ص 41 حجۃ الاسلام اکیڈمی، دار العلوم وقف دیوبند سہارن پور)

مزید لکھتے ہیں:

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔(تحذیر الناس ٦٥ حجۃ الاسلام اکیڈمی، دار العلوم وقف دیوبند سہارن پور)

مزید لکھتے ہیں:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔(تحذیر الناس ٨٥ حجۃ الاسلام اکیڈمی، دار العلوم وقف دیوبند سہارن پور)

ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب لکھتے ہیں:

الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی ،فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص قطعیہ کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔(براہین قاطعہ ص55)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

پھر یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو

دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہیں یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان ص13، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ایک عام سادہ مسلمان بھی اگر ان عبارات کو پڑھے گا تو وہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مذکورہ عبارات ہر گز اسلامی عبارات نہیں ہیں۔ جب علمائے دیوبند نے اپنی ان عبارات سے رجوع وتوبہ نہ کی تو امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا شرعی فریضہ ادا کرتے ہوئے اپنی کتاب المعتمد المستند میں ان عبارات کے قائلین کے خلاف حکم شرعی بیان فرمایا۔ اور اپنے شرعی فتوے پر حرمین میں اس وقت کے 35 اکابر علماء سے تصدیقیں بھی لیں جو ہندوستان میں حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین کے نام سے 1335ھ میں شائع ہوئی۔ پھر ہندوستان بھر کے تقریباً پونے تین سو اکابر علماء نے حسام الحرمین کی تائید وتوثیق فرمائی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ الصوارم الھندیہ، مرتبہ مولانا حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان صاحب نے اکابرین دیوبند کی ان غیر اسلامی عبارات پر گرفت کرنے پر بھی سارا الزام امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو دیا ہے اور ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اکابرین دیوبند کے خلاف دیئے گئے اپنے اس فتوے پر علماء حرمین سے دستخط دھوکے سے کروائے ہیں اور ثبوت میں دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی کا بیان پیش کیا ہے اس دلیل کی حیثیت کیا ہوسکتی ہے۔ اہل انصاف خود فیصلہ کرلیں گے، اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی حسین احمد مدنی صاحب

ہیں جن کے متعلق ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا:

عجم ہنوز نداند رموز دین ورنہ
دیوبند حسین احمد چہ ابو العجمی است

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اکابرین دیوبند کی ان غیر اسلامی عبارات پر گرفت کرنے والے صرف مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں یا پھر پورے ہندوستان کے سنی علماء ان عبارات کو غیر اسلامی سمجھتے تھے۔

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق لکھتے ہیں:

جب رامپور پہنچے تو وہاں وارد و صادر کا نام اور پورا پتہ داخلہ شہر کے وقت لکھا جاتا تھا حضرت نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخی نام) بتایا اور لکھوا دیا اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعات میں ایک شور برپا تھا مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں۔ (ارواح ثلاثہ ص 249، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اب بتایئے مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے تو بانی دارالعلوم کے خلاف فتویٰ ان کے فوت ہونے کے ایک عرصہ بعد لکھا ان کی زندگی میں تکفیریں کرنے والے کون تھے؟ یقیناً وہ ہندوستان بھر کے دیگر علماء اہل سنت تھے جن سب کے نزدیک نانوتوی صاحب کی عبارت قطعاً غیر اسلامی تھی۔

تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

جب مولانا محمد قاسم نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے مولانا محمد قاسم صاحب

کی مخالفت کی مگر مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موافقت میں رسالہ لکھا۔

(قصص الاکابر ص159، المکتبۃ الاشرفیہ، لاہور)

بانی دارالعلوم دیوبند کی اس غیر اسلامی عبارات کے رد میں جن علماء نے درجنوں کتابیں اور افتاء لکھے ان کی تفصیل کے لئے پروفیسر ایوب قادری کی کتاب "مولانا احسن نانوتوی" کا مطالعہ فرمالیں، واضح ہوجائے گا کہ برصغیر کے حنفی مسلمانوں میں گروہی اختلاف کا سبب کون تھا، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ یا علماء دیوبند۔

دور کرلو خود اپنی غلط فہمیاں
دیکھ لو سامنے سب کی تصویر ہے

براہین قاطعہ کے متعلق

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد ومصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی غیر اسلامی عبارات پر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۰ھ میں المعتمد المستند میں شرعی فتویٰ دیا جبکہ اعلیٰ حضرت سے پہلے ۱۳۰۲ھ میں اہل سنت و جماعت کے ایک بڑے عالم مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے براہین قاطعہ کی عبارات کے غیر اسلامی ہونے پر نواب آف بہاولپور محمد صادق عباسی کی نگرانی میں مولوی خلیل احمد سے تحریری مناظرہ کیا۔ جو تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و خلیل کے نام سے شائع ہوا۔ اس مناظرہ میں خواجہ غلام فرید صاحب (چاچڑاں والے نواب بہاولپور کے مرشد) ثالث مقرر ہوئے۔ انہوں نے فیصلہ یہ دیا کہ:

مؤلف مذکور (خلیل احمد) مع اپنے معاونین کے وہابی اہل سنت سے خارج ہیں۔

(تقدیس الوکیل ص2)

مولوی خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی صاحب لکھتے ہیں:

غلام دستگیر از کافرم خواند
چراغ کذب راهنود فروغ
غلام دستگیر نے مجھے کافر کہا
تو جھوٹ کے چراغ کو فروغ نہیں ہوتا
مسلمان گفتمش اندر مکافات
دروغے را جزا باشد دروغے

میں نے اس کے بدلے میں اس کو مسلمان ہی کہا کہ جھوٹ کا بدلہ جھوٹ ہی سے مناسب ہے۔(تذکرہ خلیل ص133)

مزید لکھتے ہیں:

ہمارے اعتقادات سراسر مطابق اعتقادات اہل سنت ہیں تو ہم کو اس کی کچھ شکایت نہیں کہ مولوی غلام دستگیر اور ان کے اتباع ہم کو اہل سنت سے خارج بتلائیں یا کافر فرمائیں۔ (تذکرہ خلیل ص134)

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۰۷ھ میں حج کے موقع پر مناظرہ کا عربی ترجمہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اس کی تصحیح فرمائی، اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے بھی اس کی تصدیق فرمائی، ان کے علاوہ متعدد علماء حرمین نے اس کی تصدیق فرمائی۔(ملاحظہ فرمائیں تقدیس الوکیل)

مذکورہ بالا حقائق سے یہ واضح ہو گیا کہ اکابرین دیوبند کی شرعی گرفت کرنے پر صرف امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو الزام دینا اور کہنا کہ علماء دیوبند کی عبارات کو احمد رضا

بریلوی سے پہلے کسی نے غیر اسلامی قرار نہیں دیا، غلط ہے۔ بلکہ المعتمد المستند اور حسام الحرمین سے پہلے بھی علماء اہل سنت نے ان عبارات پر شرعی گرفت کی ہے۔

حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق

حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق اتنا ہی کافی ہے کہ تھانوی صاحب کے چند حیدر آبادی مخلصین نے لکھا تھا:

(حفظ الایمان) کے ایسے الفاظ جن میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی کو مشعر ہے۔ کیوں ایسی عبارات سے رجوع نہ کرلیا جائے۔ (تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان ص28)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب کی عبارت کوتو خود ان کے مخلص سوء ادبی کو مشعر سمجھتے تھے تو پھر امام احمد رضا بریلوی کے اس عبارت کو غیر اسلامی عبارت کہنے پر اتنی ناراضگی کیوں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تھانوی صاحب اعلیٰ حضرت کے بار بار خط لکھ کر رجوع کی دعوت دینے پر تاویلات سے گریز کرتے ہوئے رجوع کر لیتے۔ ویسے بھی تاویلات کے متعلق تھانوی صاحب کہتے ہیں:

اگر مرید کو شیخ سے محبت ہو تو اس کے سامنے کبھی تاویلیں یا ہیچ پیچ نہیں کر سکتا۔ محبت وہ چیز ہے کہ ایسی سب باتوں کو فنا کر دیتی ہے۔ تاویلیں کرنا بالکل مرادف ہے عدم محبت کا مگر لوگ ایسی باتوں کو معلوم بھی نہیں کرنا چاہتے، سن کر خفا ہو جاتے ہیں۔

(ملفوظات حکیم الامت ج5 ص428، ادارہ اسلامیات، لاہور)

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
دلیل وہ جو سر چڑھ کر بولے

تھانوی صاحب کے مخلصین کی رائے اور اپنے بیان کے متعلق تھانوی صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ تاویلات سے کام لیے بغیر حفظ الایمان کی عبارات سے توبہ ورجوع کر لیتے اور اس عبارت کو غیر اسلامی قرار دے دیتے لیکن ایسا نہ ہوا، تو امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے اس عبارت کے قائل کا حکم بیان کر دیا تو اس میں ان کا قصور کیا ہے؟ اب قارئین خود ہی اندازہ فرمالیں کہ اختلاف کا سبب امام احمد رضا خان بریلوی ہیں یا کہ علماء دیوبند

دور کرلو خود اپنی غلط فہمیاں
دیکھ لو سامنے سب کی تصویر ہے

ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان صاحب لکھتے ہیں:

بعض علماء نے تحریر کیا ہے کہ اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خان صاحب پر علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (ماہنامہ روح بلند دسمبر 2012، ص 27)

ڈاکٹر صاحب سے راقم یہ گزارش کرنا چاہتا ہے:

یہ کیسے معلوم ہوگا کہ علماء دیوبند واقعی ایسے تھے سوائے ان کی عبارات پر غور کرنے سے تو نتیجہ بالکل واضح ہے کہ علماء دیوبند نے ان عبارات سے نہ تو توبہ ورجوع کیا ہے اور نہ ہی کوئی صحیح تاویل پیش کر سکے ہیں۔ تو ان عبارات کے خلاف فتویٰ دینا ڈاکٹر صاحب کے بیان کی روشنی میں مولانا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی مجبوری تھی اس لئے انہوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔

المہند علی المفند کا حال

المہند ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب کی کتاب ہے جس میں انہوں نے چھبیس سوالات کے جوابات لکھے ہیں، المہند کب اور کیوں لکھی گئی۔ علماء دیوبند کے ہی تاثرات ملاحظہ فرمائیں:

دیوبندی عالم اکمل محمد سعید دنیوی لکھتے ہیں:

المہند کو تحریر سے ستائیس (۲۷) سال بعد اور مولوی احمد رضا خان کی وفات سے بارہ (۱۲) سال بعد طبع کرایا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت مولانا سہارنپوری نے اپنی زندگی میں کیوں نہیں چھپوایا اور ستائیس سال مسودہ کس نے محفوظ رکھا؟ اور کتاب تو مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف لکھی گئی تھی تو یہ اس کی زندگی میں چھپوانا چاہیے (تھی) اس کی وفات کے بارہ سال بعد کیوں چھپوایا؟ کیا ضرورت محسوس ہوئی؟ معلوم نہیں ہوا کہ ایک خاص تعصبی نظریئے کے تحت اس میں ترمیم و اضافہ کر کے چھپوایا ہے۔ (شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علماء حق ص ۱۷)

نوٹ: دیوبندی علماء کے لئے یہ حوالہ الزامی نوعیت کا دیا ہے تاکہ المہند کے بارے میں اپنے علماء کے بیانات بھی پیش نظر رہیں۔

المہند کے عقائد علماء دیوبند کے عقائد نہیں

ایک دیوبندی لکھتے ہیں:

بات ظاہر ہے کہ یہ حضرات (یعنی علماء دیوبند) المہند علی المفند کو ایک دفع الوقتی کتاب سمجھتے تھے جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے اور یہ عقائد علماء دیوبند

نہیں۔(شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علماءِ حق ص5)

اکابرین دیوبند کے عقائد اور المہند میں بیان کردہ عقائد میں تضاد ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

المہند سے پہلے اکابرین دیوبند کے عقائد

1۔مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

تنزیہ او تعالی از زمان و مکان و جہت و اثبات رؤیت بلا جہت و محاذات (الی قول) ھما و جمیع بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آن اعتقادات مذکورہ راز جنس عقائدہ دینیہ بشمار انتہا ملخصاً

یعنی اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جہت سے پاک ماننا اور اس کا دیدار بغیر کیف و محاذات کے ماننا سب بدعت و گمراہی ہے اگر اس اعتقاد والا ان باتوں کو دینی عقیدوں میں سے جانے۔(ایضاح الحق ص35،36)

المہند میں مذکور عقائد

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے یقینا جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ ہے اور نقص وحدوث کی علامات سے مبرہ ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح و غلط شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائیں ہیں تاکہ فہم سمجھ لے مثلاً یہ کہ ممکن ہے کہ استوا سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے، البتہ جہت ومکان کا اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و

مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ عالی ہے۔

(المہند علی المفند ۵۵ مکتبہ الامام محمد بن حسن، مردان)

2: اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

سوال: کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ:

اور تیسری بات یہ کہ بعض کام تعظیم کے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں ان کو عبادت کہتے ہیں، جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا ...... اس پر غلاف ڈالنا...... اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی ...... اور التجاء کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرت کا واسطہ دے کر پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی قبر کو یا جھوٹی سی قبر کو...... اس قسم کی باتیں کرے تو اس سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص23)

سوال: کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرت کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ سے دعا مانگے۔

جواب: اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرے مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے۔ اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔ (المہند ص ۴۵)

3: دیوبندی قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

سوال: عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے؟ جواب: محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی

کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا، سنا ہے وہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور اور عامل بالحدیث تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا، اور وہ کون مذہب تھا اور کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں سنی اور حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟ کیا مشرب ہے؟ جواب: محمد بن وہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب کا حنبلی تھا البتہ اس کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے تھے مگر ہاں جو حد بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۸۰ اتچ ایم سعید کراچی، ایضاً)

(3) محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تم تکفیر کو جائز سمجھتے ہو یا تمہارا کیا مشرب ہے۔ (المہند ص ۵۸)

جواب: ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے، اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ ان کا حکم باغیوں کا اور پھر یہ بھی فرمایا ہم ان کی تکفیر

صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگر چہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے آپ کو حنبلی مذہب بتاتے ہیں مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ نے ان کی شوکت توڑ دی۔

(المہند ص ۵۸)

قارئین کرام! یہ چند حوالے مشتے از خروارے پیش کئے ہیں ورنہ المہند کو تقویۃ الایمان اور اکابرین دیوبند کی دیگر تصنیفات کے سامنے رکھ کر فیصلہ خود کرلیں کہ یہ کتاب دیوبندی عقائد کا بیان ہے یا محض دفع الوقتی کے لئے لکھی گئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس پوری کتاب میں اکابرین دیوبند کی وہ عبارات جن کے غیر اسلامی ہونے پر مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دے کر علمائے حرمین سے تصدیقیں لیں تھی ان کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیا۔ بلکہ فرضی سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اکابرین دیوبند کی متنازعہ عبارات بلا تحریف وتبدیل کے علمائے حرمین کے سامنے پیش کر کے ان سے شرعی فیصلہ لیا جاتا جس طرح امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے حرمین کو اصل کتابیں دکھا کر فیصلہ لیا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔

قارئین! سمجھئے مثال کے طور پر ایک شخص مندر میں جائے وہاں جا کر گھنٹہ بھر بت کی پوجا کرے، سجدے کرے، علمائے دین اس پر شرعی حکم بیان کریں اس شخص پر فتویٰ لگائیں۔

اس پر وہ شخص علمائے کرام کے پاس روتا، چیختا چلاتا آئے اور قسمیں کھا کھا کر کہے کہ میں نے بت کی پوجا نہیں کی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک له مانتا ہوں، اس کے سوا کسی کو عبادت کے لائق نہیں مانتا، بلکہ جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی پوجا کرے یا اسے جائز سمجھے میں اسے کافر سمجھتا ہوں تو کیا اس سے اس شخص کا وہ کفر اٹھ جائے گا۔ اور اس کی پیشانی سے شرک کا ناپاک ٹیکہ مٹ جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں، جب تک کہ وہ اپنے کفریہ عمل سے توبہ ورجوع نہیں کر لیتا اس کی اس کفر سے برأت نہیں ہوسکتی۔

ڈاکٹر سرفراز احمد صاحب نے اپنے مقالہ میں جابجا مولوی خلیل احمد بجنوری کو لکھا ہے:

"بریلوی مکتبہ فکر کے مولانا خلیل احمد سنی حنفی قادری لکھتے ہیں۔"

قارئین! یاد رہے کہ اہل سنت کے مفتی خلیل احمد صاحب برکاتی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آبادی جو کئی کتابوں کے مصنف تھے وہ اور ہیں اور خلیل احمد بجنوری جس نے انکشاف حقیقت کتاب لکھی ہے سخت تقیہ باز دیوبندی ہے۔ اس کو مکتبہ فکر بریلوی کے مفتی خلیل احمد قادری لکھ کر ہمارے کھاتے میں ڈالنا انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ اندازہ کریں! کہ وہ شخص جس نے پوری کتاب امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف لکھ دی ہو اس کو بریلوی مکتبہ فکر کے عالم کے طور پر پیش کرنا محض تحکم اور سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟

لہٰذا مولوی خلیل بجنوری کا مکتبہ فکر بریلوی سے کوئی تعلق نہیں۔ علماء اہل سنت کی مولوی خلیل بجنوری سے برأت کی تفصیل مولانا غلام محمد ناگپوری کی کتاب عجائب انکشافات دیوبند میں موجود ہے۔

ڈاکٹر سرفراز احمد اعون صاحب نے اپنے مقالے میں یہ تأثر دینے کی کوشش بھی کی ہے کہ

اگر علماء دیوبند پر مولانا احمد رضا خان بریلوی اور دیگر علمائے اہل سنت نے فتاویٰ دیئے ہیں تو پھر کیا ہوا بڑے بڑے اکابر علماء کے خلاف غلط فہمی کی وجہ سے فتوے دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا جس طرح ان اکابر علماء کا دامن صاف ہے اسی طرح علمائے دیوبند کا دامن بھی ان فتووں کے باوجود صاف ہی ہے۔

اس پر اتنی ہی گزارش کروں گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات پر جب ہندوستان بھر کے علماء نے فتاویٰ دیئے تو یہی چال مرزا غلام احمد قادیانی نے چلی تھی کہ اگر میری تکفیر کی گئی ہے تو کیا ہوا، ان مولویوں کا تو کام ہی یہی ہے۔ انہوں نے بڑے بڑے اکابر کے خلاف فتوے دیئے ہیں یہ مولوی مجھ سے حاسد ہیں ردعیسائیت میں میرے دینی کام کو دیکھ کر حسد کرتے ہیں۔

تو اب اس پر ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان صاحب کیا جواب دیں گے یقیناً یہی کہیں گے کہ ان اکابر پر فتاویٰ غلط فہمی ناسمجھی یا تعصب کی بناء پر دیئے گئے ہیں جبکہ غلام احمد قادیانی کے خلاف علماء نے فتاویٰ جات اس کے خلاف اسلام عقائد و کفریات کی وجہ سے دیئے ہیں۔

﴿داڑھی منڈانے پر لعن قرآن اور ارادۂ قتل﴾

مناظر اہل سنت علامہ مولانا ابوحامد رضوی زید مجدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین امابعد!

''داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت اور حدیث میں ارادۂ قتل پر اعتراض کا جواب''

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ وہ نابغۂ روزگار شخصیت ہیں جن کو اپنے تو مانتے ہی ہیں غیروں نے بھی آپ کے علم و فضل کو تسلیم کیا ہے، یہ بات دلائل کے اعتبار سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔ ہم اس پر حوالہ جات نہیں دیتے کیونکہ اس پر دلائل کے انبار موجود ہیں، افسوس اور حیرت ہے غیروں نے یہ حقیقت ماننے کے باوجود محض مذہبی تعصب میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت پر بہتانات اور بلاوجہ کے اعتراضات کر کے انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالی اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جن کا مقام ہوتا ہے ان کی مقبولیت جہاں آسمانوں میں ہوتی ہے وہیں زمین بھی ان کے تذکروں سے آراستہ ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پر جہاں اور بے جا اعتراضات کئے گئے وہیں ایک الزام بلکہ بہتان یہ بھی لگایا گیا کہ معاذ اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کے متعلق کذب بیانی کی اور حدیث پر جھوٹ بولا۔ (معاذ اللہ) یہ اعتراض کئی

ایک لوگوں نے کیا جن میں وہابی اہل حدیث بھی ہیں اور وہابی اسمٰعیلی دیوبندی بھی ہیں ہم ابھی صرف ایک دو دیوبندیوں کے حوالے دے کر اس لغو الزام بلکہ بہتان کا جواب انہی کے علما کے اصولوں سے دیتے ہیں۔

کتاب اعلیٰ حضرت پر چالیس اعتراضات کے جوابات چہل مسئلہ دیوبند بہ جواب چہل مسئلہ بریلویہ ص ۴۴۸ تا ۴۸۰ سے ماخوذ۔

وہابی اسمٰعیلی دیوبندی مولوی سرفراز گکھڑوی کی مصدقہ کتاب میں یہ بہتان اس طرح لگایا گیا ہے:

داڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح، حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل کی وعیدیں وارد ہوتی ہیں اور قرآن کریم میں اس پر لعنت ہوتی ہے۔(احکام شریعت، ص 153، حصہ دوم) فائدہ: ارادہ قتل وغیرہ کی صحیح حدیثیں کس کتاب میں ہیں اور کون سے قرآن عظیم میں لعنت کا ذکر ہے داڑھی کا وجوب بھی ثابت کرنا مشکل ہے قرآن شریف میں صراحتہً ایک جگہ حضرت ہارون علیہ السلام کی ریش مبارک کا ذکر ہے، باقی قرآن میں تو کہیں اشارۃً یا صراحتہً اس کا ذکر تک نہیں لعنت کا فتویٰ کیسا اور واجب القتل کیونکر۔ یہ قرآن مجید کے متعلق صریح کذب بیانی ہے۔ واضح ہو کہ اسی فرضی مجدد نے دوسرے رسالہ عرفان شریعت ص 13 میں لکھ دیا ہے کہ داڑھی کے متعلق قرآن پاک میں پانچ آیتیں ہیں۔ خدا معلوم وہ کہاں ہیں؟ (چہل مسئلہ، ص، ۴۴۲، مکتبہ صفدریہ)

اسی طرح وہابی اسمٰعیلی بدعتی پیر عزیز الرحمن کے خلیفہ جناب الیاس گھمن صاحب یہ بہتان

اس طرح لگاتے ہیں:

اعلیٰ حضرت بریلوی کی مذکورہ بالا عبارت میں دو باتیں بالکل جھوٹی ہیں: (۱) حدیث شریف میں داڑھی منڈانے والے پر غضب و ارادہ قتل کی وعید نہیں ہے اگر ہے تو بریلوی حضرات اس کا ثبوت پیش کریں۔ (۲) قرآن شریف میں داڑھی منڈانے والے پر لعنت نہیں ہے اگر ہو تو ثبوت پیش کر دیں۔

اسمٰعیلی گھمن صاحب مزید لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں پانچ آیتیں کون سی ہیں جس میں داڑھی رکھنے کا حکم ہو امید یہ کہ بریلوی حضرات اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے علمی کمال کو ضائع نہیں کریں گے۔

(فرقہ بریلویت، ص، ۱۹۰، مکتبہ اہل سنت والجماعت)

قارئین! جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ یہ اعتراض صرف وہابی اسمٰعیلی سرفراز گکھڑوی ہی کی مصدقہ کتاب میں نہیں بلکہ ہر چھوٹا بڑا دیوبندی اس اعتراض کو لئے پھرتا ہے اور اپنی اپنی کتابوں میں تقریباً سب نے اس اعتراض کو بیان کیا ہے۔ جیسا کہ ہم وہابی مولوی الیاس گھمن کا بھی حوالہ بیان کر چکے ہیں۔ وہابی اسمٰعیلی سرفراز گکھڑوی اور جس کی کتاب کی اس نے تصدیق کی تھی یہ دونوں آنجہانی ہو چکے ہیں اور یقیناً اللہ تعالی کے حضور ان بہتانات و الزامات کا جواب دے رہے ہوں گے جو انہوں نے امام اہل سنت پر لگائے، لیکن وہابی اسمٰعیلی الیاس گھمن صاحب ابھی زندہ ہیں ہم ان کو مخاطب کر کے جواب دے رہے ہیں تاکہ اپنے کئے پر شرمندہ ہوں۔ (جس کی ہمیں کوئی امید نہیں) اور اپنے ہی علما کے اصول دیکھ کر حق کی طرف رجوع کریں۔ ہم ایک ایک کر کے وہابی اسمٰعیلی الیاس گھمن کے

اعتراضات نقل کر کے اس کا جواب انہی کے اصولوں سے دیتے ہیں۔

"پہلا اعتراض"

قرآن شریف میں داڑھی منڈانے والے پر لعنت نہیں ہے اگر ہو تو ثبوت پیش کریں۔

"الجواب بعون الملک الوہاب"

میں وہابی اسمٰعیلی الیاس گھمن ہی نہیں بلکہ پوری دیوبندیت سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن میں فلاں شخص پر لعنت کی گئی ہے تو قرآن میں صراحۃً ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر جواب یہ ہو کہ قرآن میں صراحۃً ہونا ضروری ہے تو پھر عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہو گے کہ آپ رضی اللہ عنہ مختلف عورتوں پر اللہ کی لعنت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے:

مالی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو فی کتاب اللہ

حالانکہ ان عورتوں پر لعنت کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور جب آپ سے ایک عورت نے سوال کیا تو آپ نے کیا جواب دیا خود دیوبندیوں نے ہی اس کو بیان کیا ہے۔

دیوبندی مولوی اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

عبداللہ بن مسعود سے ایک بڑھیا نے کہا کہ آپ گودنے والی عورت پر لعنت کرتے ہیں، حالانکہ قرآن میں گودنے کی ممانعت کہیں بھی نہیں ہے، عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کاش! تو پڑھی ہوئی ہوتی، کیا قرآن میں یہ آیت نہیں ہے؟ وما آتکم الرسول فخذوہ و ما نھکم عنہ فانتھوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا کر دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ بڑھیا نے کہا، ہاں یہ تو ہے۔ فرمایا بس اسی رو

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واشمہ یعنی گودنے والی پر لعنت کی ہے اور اس فعل قبیح سے روکا، تو یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کا بیان ہو کر قرآنی حکم ہو گیا۔

(داڑھی ضرور رکھوں گا، ص ۱۰۱، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

نوٹ: جس طرح اس دیوبندی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے اس پر ہم بھی کئی اعتراضات کر سکتے ہیں لیکن نہیں، میں آپ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ فرمان بیان کر دیتا ہوں کہ آپ کیا دعویٰ کیا کرتے تھے اور اس پر دلیل کیا دیا کرتے تھے۔

چنانچہ وہابی اسمٰعیلی مولوی اشرفعلی تھانوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن، المغيرات خلق الله فجاء ت امرأة فقالت انه بلغنی انک لعنت کیت و کیت قال: مالی لا العن من لعن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و هو فی کتاب الله فقالت لقد قرأت ما بین اللوحین فما وجدت فیه ماتقول قال لئن کنت قراتیه لقد وجدتیه اما قرء ت { مااتکم الرسول فخذوه ومانهی کم عنه فانتهوا } قالت بلی قال: فانه نهی عنه۔ متفق علیه

(امداد الفتاوی، جلد ۶، ص ۱۴۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

ترجمہ اپنے انداز میں! حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: لعن الله الواشمات والمشتوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق الله یعنی اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے

بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کیلئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر، یہ سن کر ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی میں نے سنا ہے آپ نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے تو آپ نے فرمایا: مالی لا العن من لعن رسول اللہ ﷺ و هو فی کتاب اللہ یعنی مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اور جس کا بیان قرآن عظیم میں ہے، اس عورت نے کہا میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا، فرمایا: ان کنت قراتیه لقد وجدتیه اما قرات ما اتکم الرسول فخذوه و مانهکم عنه فانتهوا یعنی اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو یہ بیان ضرور پاتی کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی کہ: جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو، انہوں نے عرض کی ہاں فرمایا: فانه نهی عنه یعنی تو بے شک نبی ﷺ نے ان حرکات سے منع فرمایا ہے۔

جناب وہابی مولوی الیاس گھمن صاحب! کیا کہیں گے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں، کیا انہوں نے بھی قرآن پر بہتان باندھا؟ کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات بالکل غلط ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر حضرت ابن مسعود پر بھی ایک دو فتوے صادر کرو اگر سچے ہو تو، اور جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمان سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اگر کوئی یہ کہے کہ "یہ چیز قرآن میں ہے" تو اس کا صراحۃً ہونا ضروری نہیں ہے، تو ہم سے صراحت کا مطالبہ کرنا سوائے جنون و پاگل پن کے اور کچھ نہیں۔

"وہابی مولوی الیاس گھمن اور پوری دیوبندیت کو چیلنج"

اگر الیاس گھمن صاحب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اتنا واضح ارشاد دیکھنے کے باوجود بھی

اپنے وہابیوں کی طرح ضدی بن جائیں تو ان کا علاج ان ہی کے اصولوں سے کرتے ہیں تا کہ آئندہ کسی وہابی دیوبندی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہو کہ امام اہل سنت نے قرآن پر بہتان باندھا یا حدیث پر۔

(۱) چنانچہ دیوبندی مولوی قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

کتاب وسنت میں مختلف مقامات پر داڑھی منڈانے کو "عمل خبیث، معصیت کبیرہ، فاحشہ، منکر، حرام" اور "تغییر خلق اللہ" وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(جمال مسلم رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ص، ۲۷، مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل کراچی)

اب ہم دیوبندی مولوی الیاس گھمن اور اس کی ذریت سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ! قرآن میں کہاں داڑھی منڈانے کو "عمل خبیث" کہا ہے یا کتاب اللہ میں کون سے مقام پر داڑھی منڈانے کو "معصیت کبیرہ" کہا ہے یا قرآن مجید کے کون سے پارے میں داڑھی منڈانے کو فاحشہ، حرام و تغییر خلق اللہ کہا ہے امید ہے کہ الیاس گھمن صاحب قرآن کا وہ پارہ، سورۃ اور آیات بیان کریں گے اور اسی طرح وہ احادیث بھی بیان کریں گے ورنہ اپنے اس وہابی اسمعیلی مولوی پر وہی فتوے ضرور صادر کریں جو بغض اہل سنت میں دیوبندی قلم سے نکلے ہیں۔

(۲) دیوبندی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

حلق لحیہ تغییر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ کا حرام ہونا قرآن میں موجود۔ پس حلق لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہوگیا۔

(امداد الفتاوی، جلد، ۶، ص، ۱۱۵، مکتبہ دار العلوم کراچی)

لیجئے جناب دیوبندی مولوی الیاس گھمن صاحب! اب آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کے وہابی مولوی تھانوی صاحب کا یہ قول ''حلق لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہوگیا'' قرآن کے کون سے پارے، سورۃ اور آیت میں ہے۔

(۳) دیوبندی مولوی محمد اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

کم از کم ایک مشت داڑھی قرآن، حدیث اور فقہائے اربعہ سے ثابت ہے۔

(داڑھی ضرور رکھوں گا، ص، ۱۰۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

گھمن صاحب بتانا پسند کریں گے کہ ایک مشت داڑھی قرآن کی کون سی آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ جبکہ آپ کے وہابی استاذ سرفراز گکھڑوی صاحب اور اس کے صوفی صافی جن کی کتاب کی انہوں نے تصدیق کی ہے ان کے نزدیک قرآن میں داڑھی کا ذکر ایک جگہ صراحۃً ہے جس میں ایک مشت کا ذکر نہیں اور باقی پورے قرآن میں داڑھی کا ذکر نہ صراحۃً ہے نہ اشارۃً۔

(۴) مولوی الیاس گھمن اور کئی وہابی دیوبندی اکابرین کی مصدقہ کتاب میں دیوبندی صابر صاحب لکھتے ہیں:

یاد رکھو اس پر علماء کرام نے بھی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اٹھارہ قرآنی آیات مقدسہ، بہتر ۷۲ احادیث مبارکہ اور ساٹھ سے زیادہ بزرگان دین کے اقوال شریفہ کی روشنی میں......(بے ادب بے نصیب، ص، ۳۴۳، مکتبہ الحسن)

جناب الیاس گھمن صاحب! آپ کے استاذ سرفراز گکھڑوی صاحب کو تو قرآن کریم میں ایک مقام کے علاوہ اور کہیں بھی داڑھی کا ذکر نہ اشارۃً ملا ہے نہ صراحۃً لیکن آپ کی مصدقہ

کتاب میں اٹھارہ قرآنی آیات کا کہا گیا ہے۔ بتائیں گے کہ وہ اٹھارہ آیات کون سے قرآن میں ہیں، شاید ان کو دیکھ کر آپ کے استاذ گکھڑوی صاحب اور ان کے صوفی کی جہالت دور ہو۔

(۵) دیوبندی مولوی قاضی مظہر چکوالی صاحب لکھتے ہیں:

ابن جوزی نے قاضی ابویعلی سے روایت کی کہ انہوں نے اپنی کتاب معتمد الاصول میں اپنی اسناد سے صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کی کہ صالح نے کہا: ابا جی ایک قوم ہمیں یزید کی دوستی کا الزام دیتی ہے امام احمد نے فرمایا اے بیٹے جو خدا پر **ایمان رکھتا ہے وہ یزید کے ساتھ دوستی نہیں کرسکتا اور جن پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی اس پر لعنت کیوں نہ کی جائے۔**

(شہادت امام حسین وکردار یزید ص، ۶ تحریک خدام اہل سنت والجماعت)

گھمن صاحب! یہ آپ ہی کے علماء کا اصول ہے کہ ''جب کوئی کسی کا حوالہ نقل کرے اور اختلاف نہ کرے تو وہ اس کا موقف ہوتا ہے'' جناب کے قاضی صاحب نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ اپنی تائید میں نقل کیا ہے اور اختلاف نہیں کیا تو یہ تمہارے اصول سے ان کا موقف ہوگا اب یہ بتائیں کہ قرآن میں کسی مقام پر یزید پر لعنت ہے وہ آیت بیان کریں۔

بہرحال دیوبندی مولوی الیاس گھمن ان تمام حوالوں کا جواب قرآن کریم کی آیات اور احادیث بیان کر کے دے ورنہ اس کے یہ سارے مولوی دیوبندی اصولوں سے دجال، کذاب، مفتری کہلائیں گے، مجھے یقین ہے کہ کسی بھی دیوبندی میں یہ جرأت نہیں ہے، ہو

سکتا ہے کہ دیوبندی مولوی اپنے آباء کو بچانے کے لئے یہ کہہ دے کہ قرآن میں صراحۃً ہونا ضروری نہیں ،تو پھر بھی تمہارے گھر کے اصولوں سے اعلی حضرت امام اہلسنت کا سچا ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔

''دیوبندی پہلا اصول اور داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت''

دیوبندی مولوی محمد اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

چنانچہ سلف صالحین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام وہ مستقل احکام جو حدیث سے ثابت ہوتے تھے ،انہیں انہی آیات کی رو سے قرآنی احکام اور بیان قرآنی کہتے تھے۔(داڑھی ضرور رکھوں گا،ص،۱۰۱،ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

دیوبندی اصول سے یہ واضح ہوگیا کہ اگر کوئی حکم حدیث سے ثابت ہے تو اس کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قرآن میں ہے۔

دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب ایک قدم آگے رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور حدیث ثالث میں بعینہ ایسا ہی قصہ مذکور ہے کہ عورت نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی شبہ کیا تھا انہوں نے نہایت لطافت سے احکام ثابتہ بالحدیث کا ثابت بالقرآن ہونا ثابت فرما دیا۔ بعینہ اسی طریق سے یہ حکم بھی داخل احکام قرآنی ہے غرض کلیاً قرآن میں اور جزئیاً حدیث میں یہ حکم موجود ہے بلکہ تتبع غائر سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ طریق مذکور سے بھی زیادہ اس کی تصریح قرآن میں موجود ہے۔ قال اللہ تعالٰی (فلیغیرن خلق اللہ) آیت بعبارۃ النص تغییر خلق اللہ کے امر شیطان اور مذموم ہونے پر دال ہے اور اس فعل مسئول عنہ کا تغییر خلق اللہ

ہونا مشاہدہ سے ثابت ہے اور نیز حدیث ثالث (حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ از ناقل) اس کی موید ہے۔ کیونکہ اس میں تنمص وغیرہ سے بدر جہا زیادہ تغییر ہے۔ **حلق لحیہ تغییر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ کا حرام ہونا قرآن میں موجود۔ پس حلق لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہو گیا۔**

(امداد الفتاوی، جلد ۶، ص ۱۵۰، مکتبہ دار العلوم کراچی)

اسی طرح دیوبندی مولوی اقبال قریشی صاحب اشرفعلی تھانوی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی رکھنے کا حکم قرآن مجید میں موجود نہیں ورنہ ہم ضرور رکھتے، حضرت حکیم الامت کا اس سلسلہ میں جواب یہ ہے کہ دلائل چار ہیں (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) فقہ، ان میں سے کسی سے جواب دے دیا تو گویا چاروں سے جواب آ گیا...... جب داڑھی رکھنے کا حکم حدیث سے ثابت ہو گیا تو گویا قرآن سے ثابت ہے: **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ**

(اشرف الاحکام، ص ۲۷۶، ادارہ اسلامیات)

دیوبندی مولوی محمد اسحاق ملتانی صاحب بھی تھانوی صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی رکھنے کا حکم قرآن مجید میں موجود نہیں ورنہ ہم ضرور رکھتے، حضرت حکیم الامت کا اس سلسلہ میں جواب یہ ہے کہ دلائل چار ہیں (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) فقہ، ان میں سے کسی سے جواب دے دیا تو گویا چاروں سے جواب آ گیا...... جب داڑھی رکھنے کا حکم حدیث سے ثابت ہو گیا تو گویا قرآن سے ثابت ہے: **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** حضرت امام

احمد بن حنبل سے کسی نے داڑھی کا ثبوت قرآن پاک سے پوچھا تو فرمایا: مااتکم الرسول فخذوہ و مانھکم عنہ فانتھوا فرمایا اس میں داڑھی رکھنے کا حکم موجود ہے......(داڑھی ضرور رکھوں گا، ص، ۱۰۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

پہلے حوالے میں تھانوی صاحب نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا کہ ثابت بالحدیث کو ثابت بالقرآن کہہ سکتے ہیں، ساتھ ساتھ تھانوی صاحب کا طریقہ استدلال دیکھ کر کسی بھی دیوبندی کو حیاء نہ آئی اور تھانوی پر کسی نے بھی کسی قسم کا فتوی نہ داغا کیونکہ معلوم تھا کہ جو ٹکڑے ملتے ہیں بند ہو جائیں گے دیوبندیو! تھانوی صاحب کہہ رہے ہیں ''داڑھی منڈانے کا حرام ہونا قرآن سے ثابت'' کیا تھانوی پر بھی کوئی فتوی لگانے والا ہے کہ اس نے قرآن پر بہتان باندھا یہاں کسی دیوبندی کو غیرت نہیں آئے گی کیونکہ یہ اپنے ہیں اور اعلی حضرت امام اہل سنت سے بغض، اور دوسرے حوالے میں تو تھانوی صاحب ایک قدم اور آگے نکل گئے اس میں تو انہوں نے اجماع اور قیاس سے ثابت ہونے والے حکم کے بارے میں بھی کہہ دیا کہ اگر ان سے کوئی حکم ثابت ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ قرآن سے ثابت ہے یا پھر حدیث سے ثابت ہے اب ہم یہ بھی ثابت کر دیتے ہیں کہ دیوبندی اپنی کتابوں میں داڑھی منڈانے والے پر لعنت احادیث سے ثابت کرتے ہیں اور جب یہ بات احادیث سے ثابت ہو جائے گی تو دیوبندی اصولوں سے قرآن سے بھی ثابت ہو جائے گی۔

(۱) دیوبندیوں کے مفتی عبد الرحیم لاجپوری صاحب لکھتے ہیں:

نیز داڑھی منڈانے میں کفار اناث (عورتیں) اور مخنثوں کے ساتھ مشابہت لازم

آتی ہے جس کا ناجائز اور حرام ہونا احادیث سے ثابت ہے من تشبه بقوم فهو منهم (ابوداؤد) ایک حدیث میں ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں ان مردوں پر (جو داڑھی منڈا کر یا زنانہ لباس پہن کر) عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (فتاوی رحیمیہ، ج ۱۰، ص ۱۰۷، مکتبہ دارالاشاعت کراچی)

نوٹ: بریکٹ کے الفاظ دیوبندی مولوی کے اپنے ہیں۔

(۲) قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے و عن ابن عباس قال لعن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المشبهين من الرجال و المتشبهات بالرجال وعنه ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء و المتشبهات من النساء بالرجال رواه البخاری۔ حدیث میں ہے کہ عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر خدا کی لعنت ہے یعنی جو مرد تکلفاً عورتوں کی شکل بنائے یا جو عورت تکلفاً مردوں کی شکل بناوے وہ خدا اور رسول کے نزدیک ملعون ہیں۔

(جمال مسلم رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ص، ۸۴، مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل کراچی)

(۳) دیوبندی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

داڑھی منڈوانا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت ہو وہ اس ملعون کام کو کرے گا؟

(آپ کے مسائل اوران کا حل، جلد ۷، ص ۱۲۵، مکتبہ بینات کراچی)

ان دیوبندی حوالوں سے معلوم ہوا کہ حدیث میں جن لوگوں پر لعنت کی گئی ہے ان میں داڑھی منڈانے والا بھی شامل ہے تو جب حدیث سے داڑھی منڈانے والے پر لعنت ثابت ہوگئی تو دیوبندی اصولوں سے قرآن سے بھی ثابت ہوجائے گی تو جب دیوبندی اصولوں سے داڑھی منڈانے والے پر لعنت قرآن سے ثابت ہوگئی تو دیوبندیوں کو اب بھونکنے سے باز آجانا چاہئے یا پھر اپنے آباء کی جہالت کا اقرار کرنا چاہئے جنہوں نے ان کی مرضی کے خلاف اصول بنا کر ان کو ذلیل ورسوا کردیا۔

"دیوبندی دوسرا اصول اور داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت"

(۱) دیوبندی مولوی قاری طیب صاحب لکھتے ہیں:

پھر قطع نظر تشبہ کے یہ داڑھی پس کرانے کا فعل تغییر خلق اللہ اور خدا کے دیئے ہوئے حسن وجمال کی تخریب بھی ہے۔

(جمال مسلم رسالہ داڑھی کی شرعی حیثیت، ص، ۵۰، مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل کراچی)

(۱) دیوبندی مولوی قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

کتاب وسنت میں مختلف مقامات پر داڑھی منڈانے کو "عمل خبیث" "معصیت کبیرہ" "فاحشہ" "منکر" "حرام" اور "تغییر خلق اللہ" وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

کچھ آگے مزید لکھتے ہیں:

مفسرین کرام نے فلیغیرن خلق اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ داڑھی منڈوانا بھی تغییر

خلق اللہ ہے یعنی اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑنا ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث بخاری شریف کے مذکورہ بالا جملہ المغیرات لخلق اللہ کی شرح میں تحریر فرمایا ہے: مثلہ کرنے اور داڑھی منڈانے کے حرام ہونے کی اصل علت اور وجہ یہی تغییر خلق اللہ ہے۔

(جمال مسلم رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ص، ۲۷، ۲۸، ۳۲، مکتبہ رشیدیہ)

(۴) دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

حدیث میں جن افعال کو تغیر خلق اللہ موجب لعنت فرمایا ہے، داڑھی منڈوانا یا کٹانا بالمشاہدہ اس سے زیادہ تغیر کا اتباع شیطان ہونا اور اتباع شیطان کا موجب لعنت و موجب خسران و موجب وقوع الغرور، موجب جہنم ہونا منصوص ہے۔

(امداد الفتاوی، جلد ۴ ص، ۲۲۲، مکتبہ دار العلوم کراچی)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

دوسرے حدیث ثالث (حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ از ناقل) میں چند افعال پر لعنت آئی ہے اور مبنیٰ اس کا تصریحاً تغییر خلق اللہ فرمایا گیا ہے اور علت کے عموم سے معلول عام ہوتا ہے اور حلق لحیہ میں تغییر یقینی ہے۔ پس یہ بھی موجب لعنت ہوگا۔ (امداد الفتاوی، جلد ۶ ص، ۱۵۱، مکتبہ دار العلوم کراچی)

ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

حلق لحیہ تغییر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ کا حرام ہونا قرآن میں موجود۔ پس حلق

لحیہ کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہو گیا۔

(امداد الفتاوی، جلد ۶ ص، ۱۵۱، مکتبہ دار العلوم کراچی)

حوالے اور بھی ہیں لیکن حیا والے کے لئے اتنے کافی ہیں۔

قارئین! ان حوالوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ دیوبندی علماء کے نزدیک داڑھی منڈوانا یہ تغییر خلق اللہ میں داخل ہے۔ اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ تغییر خلق اللہ کرنے والے یا والی پر لعنت احادیث میں موجود ہے تو جب احادیث سے لعنت ثابت ہو جائے گی تو دیوبندی اصولوں سے قرآن سے بھی ثابت ہو جائے گی۔

دیوبندی مولوی قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مردوں کی شکل وصورت اختیار کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے کیوں کہ وہ ''المغیرات لخلق اللہ'' ہیں۔

(جمال مسلم، رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ص، ۳۲، مکتبہ رشیدیہ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

لعن اللہ الواشمات و المستوشمات و المتنمصات و المتفلجات للحسن، المغیرات خلق اللہ۔

یعنی اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کیلئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر۔

دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

حدیث میں جن افعال کو تغیر خلق اللہ موجب لعنت فرمایا ہے داڑھی منڈوانا یا کٹانا بالمشاہدہ اس سے زیادہ......(امداد الفتاوی، جلد ۴،ص، ۲۲۲، مکتبہ دار العلوم کراچی)

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ تغییر خلق اللہ کرنے پر اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور دیوبندیوں کے نزدیک داڑھی منڈانا تغییر خلق اللہ میں داخل تو داڑھی منڈانے والے پر لعنت حدیث سے ثابت اور جب یہ ثابت ہو گیا تو دیوبندی اصول ''جو حدیث سے ثابت وہ قرآن سے ثابت'' سے داڑھی منڈانے والے پر لعنت قرآن سے ثابت ہو جائے گی، اب کسی بھی دیوبندی کو بکواس نہیں کرنی چاہئے کہ ان کے اپنے آباء کے اصولوں سے داڑھی منڈانے والے پر لعنت قرآن سے ثابت ہوگئی۔

''دیوبندی تیسرا اصول اور داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت''

کئی دیوبندی علماء نے لکھا ہے کہ داڑھی منڈانا عورتوں سے مشابہت ہے، ہم صرف ایک دو حوالے نقل کر دیتے ہیں۔

قاضی شمس الدین صاحب علامہ شامی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

معصیت کا سبب عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے (جو کہ حرام ہے) ایسے ہی مرد کا داڑھی منڈانا عورت کی مشابہت کرنا ہے اس لئے یہ بھی حرام ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

یعنی اگر داڑھی منڈا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرے یا عورت سر کے بال کٹوا کر مردوں کی مشابہت اختیار کرے دونوں صورتیں حرام ہیں۔

(داڑھی منڈانے کی اسلامی حیثیت مع جمال مسلم، ص، ۸۴، مکتبہ رشیدیہ کراچی)

اور عورت کی مشابہت اختیار کرنے والے پر خود محبوب علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے۔
چنانچہ قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے و عن ابن عباس قال لعن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المخنثین من الرجال و المتشبهات بالرجال وعنه ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال رواه البخاری۔ حدیث میں ہے کہ عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر خدا کی لعنت ہے یعنی جو مرد تکلفاً عورتوں کی شکل بنائے یا جو عورت تکلفاً مردوں کی شکل بناوے وہ خدا اور رسول کے نزدیک ملعون ہیں۔ (جمال مسلم رسالہ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ص، ۸۴، مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل کراچی)

قاضی شمس الدین کی عبارات سے واضح ہوگیا کہ داڑھی منڈانے والا عورتوں سے مشابہت کرنے والا ہے اور عورتوں سے مشابہت کرنے والے پر حدیث میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت ہے تو داڑھی منڈانے والے پر بھی لعنت ہوگی۔

دیوبندیوں کے مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب لکھتے ہیں:

نیز داڑھی منڈانے میں کفار اناث (عورتیں) اور مخنثوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے جس کا ناجائز اور حرام ہونا احادیث سے ثابت ہے من تشبه بقوم فهو منهم (ابوداؤد) ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں ان مردوں پر (جو داڑھی منڈا کر یا زنانہ لباس پہن

کر) عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ، جلد ۱۰، ص ۱۰۷، مکتبہ دارالاشاعت کراچی)

عبدالرحیم دیوبندی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانا عورتوں کی مشابہت ہے اور اللہ ایسے مردوں پر لعنت کرتا ہے یہ بات قابل غور ہے کہ بریکٹ کی عبارت دیوبندی مفتی کی اپنی ہے یعنی اللہ تعالیٰ داڑھی منڈانے والوں پر لعنت کرتا ہے، جب احادیث سے داڑھی منڈے پر لعنت ثابت ہوگئی تو دیوبندی اصولوں سے قرآن سے بھی ثابت ہوگئی۔

''دیوبندی چوتھا اصول اور داڑھی منڈانے والے پر قرآن میں لعنت''

تمام دیوبندی یہ مانتے ہیں کہ داڑھی منڈانے سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا و تکلیف ہوتی ہے اگر کسی دیوبندی کو شک ہو تو ہم ان کے علماء کے حوالے دے دیتے ہیں۔

(۱) دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

امت کے داڑھی منڈانے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی ایذا ہوتی ہے اس کا اندازہ مرزا قتیل کی اس حکایت سے لگائیے...... (اشرف الاحکام، ص ۲۷۰، ادارہ اسلامیات)

(۲) دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:

داڑھی کے وجوب کی اہم اور باوزن دلیل یہ ہے کہ داڑھی منڈانے کا گناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے باعث اذیت و نفرت ہے۔

(اسلام میں داڑھی کا مقام، ص ۲۹، مکتبہ کتاب گھر کراچی)

مزید لکھتے ہیں:

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا بڑی دلسوزی سے لکھتے ہیں مسلمانوں کے سوچنے

کی بات ہے کہ مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر میں حضور ﷺ کا سامنا ہوگا اور اس داڑھی منڈے ہوئے چہرے سے اس پاک ذات کو کتنی تکلیف ہوگی جس کی شفاعت پر ہم مسلمانوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔

(اسلام میں داڑھی کا مقام، ص، ۲۹، مکتبہ کتاب گھر کراچی)

(۳) دیوبندی مولوی زکریا تبلیغی لکھتا ہے:

نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اس لئے حضور اقدس ﷺ کی اذیت اللہ جل شانہ کی اذیت ہے اسی لئے حضور ﷺ کا ارشاد ہے من اذانی من اذی اللہ تعالیٰ جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی جب غیر مسلموں کے داڑھی منڈانے اور موچھیں بڑھانے سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچی تو جو امتی کہلاتے ہیں ان کے اس ناپاک فعل سے حضور ﷺ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ (داڑھی کا وجوب، ص، ۲۴، مکتبہ بشری کراچی)

(۴) دیوبندی مولوی عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں:

پس کیا گزرتی ہوگی آپ ﷺ کے قلب مبارک پر جب آپ دیکھتے ہوں گے کہ آپ ﷺ کے امتی بھی داڑھیاں منڈا کر وہ شکل بنا رہے ہیں جو افسران یمن کی آپ ﷺ دیکھ چکے اور اس سے تکلیف پا چکے تھے۔

(داڑھی کی قدر و قیمت، ص، ۴۱، مکتبہ رشیدیہ کراچی)

(۵) دیوبندی عاشق الٰہی بلند شہری صاحب لکھتے ہیں:

داڑھی منڈے لوگوں کو یہ محبوب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا نہ پہنچے مگر دشمنان

رسول کی شکل وصورت اختیار کرنا منظور ہے تف ہے ایسے فیشن پر۔

(داڑھیاں بڑھانے کا حکم، ص، ۷۷، مکتبہ بشری کراچی)

(۶) دیوبندی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

انہیں سوچنا چاہئے کہ روضہ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے کس منہ سے حاضر ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر کتنی اذیت ہوتی ہوگی؟

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد ۷، ص، ۱۰۶، مکتبہ بینات کراچی)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ داڑھی منڈانے سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف واذیت ہوتی ہے اب آیئے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف واذیت دینے والے کا حکم قرآن کریم سے دیکھ لیں، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلھم عذابا مھینا ... (سورہ احزاب آیت نمبر ۵۷)

دیوبندی مولوی الیاس گھمن کی مصدقہ کتاب "بے ادب بے نصیب" میں دیوبندی مولوی صابر لکھتا ہے:

حقیقت یہ ہے کہ خود قرآن میں ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچائی اور ان کی بے ادبی کی تو ان پر دنیا وآخرت میں لعنت برستی ہے۔

(بے ادب بے نصیب، ص، ۴۸، مکتبہ الحسن لاہور)

قارئین کرام! ان جہلاء دیوبند سے تو انصاف کی امید نہیں اور نہ ہی وہ اس لائق ہیں کہ ان سے انصاف کی امید رکھی جائے لیکن آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ جب داڑھی منڈانے سے

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے اور دیوبندی ملاں بھی مانتے ہیں کہ اس فعل بد سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے والوں کے بارے میں قرآن صراحتاً ارشاد فرمارہا ہے اور دیوبندی ملاں بھی لکھ رہا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت۔ اب بھی یہ جاہل دیوبندی مطالبہ کرے گا کہ دکھاؤ قرآن میں لعنت کہاں ہے۔ میں ان دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ اپنے گھر ہی کی کتابیں پڑھ لو اور ان میں بیان کردہ اپنے ہی اصول دیکھ لو سب کچھ معلوم ہو جائے گا اور سب اعتراضات و الزمات بلکہ بہتانات کا جواب مل جائے گا۔

"دوسرا اعتراض"

حدیث شریف میں داڑھی منڈانے والے پر غضب و ارادۂ قتل کی وعید نہیں ہے اگر ہے تو بریلوی حضرات اس کا ثبوت پیش کریں۔

"الجواب بعون الکریم التواب"

"حدیث سے قتل اور ارادۂ قتل کا ثبوت دیوبندی اصولوں سے"

یہ اعتراض بھی ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت اور ان کے علمی یتیم ہونے پر دلیل ہے، جن جہلاء کے اپنے علماء گندے گندے استدلالات کرتے رہتے ہیں ان کو اس طرح کے استدلال کیسے پسند آسکتے ہیں۔ میں گھمن اور اس کی وہابی ذریت سے کہتا ہوں کہ اپنی ان بکواسات سے باز آجاؤ اور استدلال کے طریقے سیکھو ایسے ہی لایعنی اور فضول اعتراضات کرکے اپنی عوام کو پاگل اور اپنے علماء کو مجنون نہ بناؤ، بہرحال جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ داڑھی منڈانے سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے تو حدیث کا مطالعہ کرنے والا

اور حدیث کو جاننے والا جانتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے والے کے بارے میں ارادۂ قتل نہیں بلکہ قتل کا حکم ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہلکا حکم بیان کیا جبکہ دیوبندی اصولوں سے تو سخت حکم ثابت ہوتا ہے لیکن ان جہلاء کو دوسروں پر بکواس کرنا آتی ہے کیا گھسن اینڈ کمپنی نہیں جانتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے والوں کو قتل کر دیا بلکہ خود سرکار نے قتل کروا دیا اگر یہ جاہل ہیں تو میں ان کے گھر سے ہی اس کو ثابت کر دیتا ہوں، چنانچہ دیوبندی مولوی شعیب حقانی لکھتا ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز فرمایا من لکعب بن اشرف فانه قد آذی اللہ و رسولہ کون ہے جو (اس یہودی) کو ٹھکانے لگائے (قتل کرے؟) اس نے اللہ اور رسول کو تکلیف پہنچائی ہے (شرعی فیصلے، ص، ۴۴، السعادۃ)

جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والے کو خود سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے تو کوئی اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہے کہ داڑھی منڈانے سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے اور حدیث میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پر قتل کی وعید ہے (حالانکہ اعلی حضرت امام اہل سنت نے ارادۂ قتل کا فرمایا ہے) تو اس سے دیوبندیوں کو تکلیف کیوں ہوتی ہے کیا دیوبندی علماء استدلال نہیں کرتے اگر یہ جہلاء اپنے علماء کے استدلالات دیکھ لیتے تو......

ڈوب مرتے کیا دیوبندیوں نے رشید احمد کا استدلال نہیں پڑھا کہ وہ "داڑھی منڈانے سے سرکار کو تکلیف ہوتی ہے" سے داڑھی کے وجوب پر استدلال کرتا تھا یہاں تو کسی بھی دیوبندی ملاں کو تکلیف نہ ہوئی اور سب کچھ آبر یانی سمجھ کر ہضم کر گیا لیکن اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فقط اتنا ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ایسے شخص کے لئے ارادۂ قتل ہے تو

سارے دار العلوم کے بھانڈ جمع ہو گئے اور طرح طرح کی بکواسات کر کے اپنے حقیقی ابا کو خوش کرنے لگے۔

"احادیث سے ارادۂ قتل کے الفاظ کا ثبوت دیوبندی اصول سے"

دیوبندی بہت کہتے ہیں کہ داڑھی منڈانے والے کے لئے "ارادۂ قتل" کے الفاظ کہاں ہیں ہم ماقبل میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ داڑھی منڈانے سے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے اب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچانے والے کے بارے میں دیوبندی مولوی ساجد اٹکوی کیا کہتا ہے وہ بھی دیکھ لیجئے، چنانچہ ساجد دیوبندی لکھتا ہے:

یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار میں سے جو بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرتا اور آپ کو اذیت دیتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے قتل کا ارادہ فرماتے۔

(گستاخ رسول کی شرعی حیثیت، ص، ۱۲۹، مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی)

مذکورہ بالا حوالے کے یہ الفاظ **"آپ کو اذیت دیتا تو آپ اس کے قتل کا ارادہ فرماتے"** قابل توجہ ہیں، دیوبندی جب کہتے ہیں کہ داڑھی منڈانے سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اذیت دینے والوں کے قتل کا ارادہ فرمایا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی استدلال فرما دیا تو دیوبندی اپنا آبائی پیشہ بہتان بازی و الزام تراشی کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ہاں ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہے کہ یہ تو گستاخی کرنے والے کے لئے ہے، تو اس کا جواب بھی دیوبندی گھر میں موجود ہے کہ کئی دیوبندی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ داڑھی منڈانا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی ہے (جیسا کہ آگے حوالہ آ رہا ہے) تو اب بھی وہی بات ثابت ہو گی جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائی،

دیوبندی ہماری بات نہیں مانتے نہ مانیں لیکن اپنے آباء کے اصول واستدلال تو مانیں، ہر دیوبندی یقیناً بغض اعلی حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ میں اس قدر غرق ہو چکا ہے کہ وہ اپنے آباء کے اصول ماننے سے بھی انکار کر دیتا ہے۔

داڑھی منڈانے والے کے لئے غضب کے الفاظ حدیث سے ثابت دیوبندی اقرار

جب یہ ثابت ہو گیا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت و تکلیف دینا موجب قتل ہے تو اسی سے ہی غضب کا ثبوت ہو جائے گا لیکن دیوبندیوں کو کچھ ان کے گھر کی سیر بھی کروا دیتے ہیں۔
چنانچہ دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے اور اسے صاف کرانے پر غیظ وغضب کا اظہار فرمایا ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے تراشنے پر یہاں تک غیظ وغضب کا اظہار فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھ جانے کا حکم فرمایا اور یہ کہ میں تم سے بات نہیں کروں گا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد ۷، ص، ۱۲۰، ۱۳۴، مکتبہ بینات کراچی)

اب تو دیوبندیوں کو ڈوب مرنا چاہئے کہ جس وجہ سے یہ بے حیاء اعلی حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پر بکواس کرتے تھے وہی الفاظ ان کے اپنے عالم نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بیان کر دیئے ہیں، اب دیوبندیوں کو اعلی حضرت امام اہل سنت پر بکواس کرنے اور ان سے ثبوت مانگنے کے بجائے اپنے اس عالم کو بیچ چوراہے ننگا کرنا چاہئے اور

اس سے ثبوت مانگنا چاہیے۔

''دیوبندیوں کے نزدیک داڑھی منڈانے والا گستاخ رسول''

دیوبندیوں کے جدید حکیم اختر صاحب تمام داڑھی منڈانے والوں کو گستاخ رسول ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سیدالانبیاء نے حد بندی کر دی ہے حد بندی حضور کے دست مبارک سے ہوئی ہے اب اگر آگے کاٹتے ہو تو سمجھو کہ حضور کا دست مبارک کاٹ رہے ہو اور نبی کے ساتھ گستاخی کر رہے ہو۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی، ص،۱۲۱، کتب خانہ مظہری)

نوٹ: یہی حوالہ دیوبندی مولوی محمد اسحاق ملتانی نے اپنی کتاب ''داڑھی ضرور رکھوں گا'' کے ص،۲۰۶ پر دیا ہے اور اسی طرح دیوبندی مولوی رشید احمد نے اپنے رسالے ''اسلام میں داڑھی کا مقام'' کے ص، ۶۴ پر دیا ہے۔

اس دیوبندی نے تو سب داڑھی منڈانے والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ بنا دیا ہے۔ دیوبندیو! بتاؤ کیا داڑھی منڈانے والا گستاخ ہے، اگر ہے اور تمہارے مولویوں کے نزدیک ضرور ہے تو بتاؤ کیا قرآن میں گستاخ رسول پر لعنت نہیں اور احادیث میں اس کے لئے قتل کی وعیدیں نہیں، سوچ سمجھ کر بلکہ مشورہ کر کے بلکہ اپنے بڑے ابا کو بھی بلا کر دارِندوہ کا سما بنا کر جواب دینا تاکہ ذلت ورسوائی سے بچ سکو۔

''دیوبندیوں کیلئے ڈوب مرنے کا مقام''

قارئین! آپ کو اس ہیڈنگ کو دیکھ کر تعجب ہو رہا ہوگا مگر اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ جس وجہ سے گھمن صاحب اور پوری دیوبندیت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پر

طعن کرتی آئی ہے وہ تو ان کے گھر کے اندر بھی موجود ہے یعنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا ''داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب و ارادہ قتل اور قرآن میں لعنت'' دیوبندی علماء کے نزدیک یہ بات بالکل درست ہے یعنی دیوبندی علماء بھی کہتے ہیں کہ داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب وارادہ قتل اور قرآن میں لعنت آئی ہے۔

اب آپ کو اور بھی تعجب ہورہا ہوگا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس کی وجہ سے آج تک یہ جہلاء دیوبند مع گھمن صاحب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے آئے ہیں وہ دیوبندی علماء کیسے کہہ سکتے ہیں تو یہ مقولہ مشہور ہے ان الکذوب قد یصدق یعنی بے شک بہت جھوٹا بھی کبھی سچ بول دیتا ہے، دیوبندی جھوٹے اب تک تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کو جھوٹا کہتے رہے اب اپنے علماء کو کیا کہیں گے......؟ اور ان کا ٹھکانہ کہاں بنائیں گے، گھمن صاحب کی طرف سے جواب کا انتظار رہے گا، بہر حال میں قارئین کا انتظار ختم کرتے ہوئے حوالہ پیش کرتا ہوں۔

دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد صاحب کے افادات بنام "**اسلام میں داڑھی کا مقام**" کی فہرست کھولیں اس میں آپ کو ''تصریحات اکابر'' کی ہیڈنگ ملے گی اور ص ۳۹ ہوگا، اب آیئے ص ۳۹ پر وہاں بھی آپ کو "تصریحات اکابر" کی ہیڈنگ ملے گی، اب گیارہویں والے کا نام لیکر ۱۱ نمبر پر آیئے اور اپنی آنکھوں سے دیکھئے وہاں اکابر میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا نام بھی لکھا ہے اور آگے دیکھئے ایک عبارت بھی لکھی ہے شاید دیوبندی اس رسالہ کو بند کردیں میں آپ کے سامنے عبارت نقل کردیتا ہوں۔

دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد دیوبندی کہتے ہیں:

''فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں داڑھی منڈانے والا فاسق

معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا وتر ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا ۔واللہ تعالیٰ اعلم ۔احکام شریعت (اسلام میں داڑھی کا مقام،ص،۴۲،مکتبہ کتاب گھر)

قارئین! یہ وہی عبارت ہے جس پر دیوبندی بالعموم اور گھمن صاحب بالخصوص طعن کررہے تھے اور مطالبہ کررہے تھے کہ کوئی بریلوی دکھائے کہ قرآن میں لعنت کہاں اور حدیث میں غضب و ارادہ قتل کہاں ،بحمد اللہ ہم نے وہ ثابت کردیا لیکن یہ حوالہ گھمن صاحب کے گلے میں ایسی ہڈی بن گئی نہ اگل سکتے ہیں نہ نگل سکتے ہیں کیونکہ خود دیوبندیوں کے فقیہ العصر نے اس عبارت کو اپنی تائید میں ذکر کیا ہے اور اس سے کوئی اختلاف بھی نہیں کیا،اور یہ دیوبندی گھر کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی کسی کی عبارت اپنی تائید میں نقل کرے اور اس سے کوئی اختلاف نہ کرے تو اس کا بھی وہی عقیدہ یا مسئلہ ہوتا ہے،اگر گھمن صاحب کو بھولنے کی بیماری ہے یا ان عبارات کو بھول گئے ہیں تو میں یاددہانی کروادیتا ہوں۔

دیوبندی اپنے ہی اصولوں میں غرق

(۱) دیوبندیوں کے امام المحرفین سرفراز صاحب جو کہ چہل مسئلہ کی تصدیق وتوثیق کرنے والے ہیں، لکھتے ہیں:

"جب کوئی مصنف کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔"

(تفریح الخواطر،ص،۲۹،مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

دیوبندی گکھڑوی ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

اصول تصنیف کے پیش نظر جب کوئی شخص اپنے کسی بیان کی تائید میں کسی دوسرے کی عبارت نقل کرتا ہے اور اس کے کسی جز سے اختلاف نہیں کرتا تو لازماً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کے ساتھ وہ کامل اتفاق رکھتا ہے۔ (راہ ہدایت، ص، ۱۳۸، مکتبہ صفدریہ)

(۲) دیوبندی مولوی عالم صفدر لکھتا ہے:

جب مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس تعریف کو نقل کر کے اس کی تردید نہیں کی تو گویا انہوں نے بھی تسلیم کیا کہ تقلید کی یہی تعریف ہے۔

(فتوحات صفدر، جلد ۲، ص، ۸۴، مکتبہ امدادیہ ملتان)

گھمن صاحب! اگر نظریں درست ہوں تو دیکھئے آپ کے دیوبندی فقیہ العصر نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اپنی تائید میں نقل کی اور اس سے اختلاف بھی نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ آپ کے علماء کے نزدیک رشید احمد کا بھی وہی مؤقف ہے جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یعنی رشید احمد دیوبندی بھی کہتا ہے کہ داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب و ارادہ قتل اور قرآن میں لعنت آئی ہے۔

جناب گھمن صاحب! آپ بتائیں گے کہ آپ کے فقیہ العصر رشید احمد دیوبندی نے جو مؤقف اختیار کیا ہے قرآن میں کہاں اور حدیث میں کہاں؟؟؟ گھمن صاحب یہ وہ ہڈی ہے جو آپ کے حلق میں اس طرح اٹکی ہے کہ قیامت تک نہیں نکل سکتی آپ میں ہمت ہے تو اٹھایئے قلم اور لکھئے ہمارا جواب لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا جواب کسی دیوبندی کے پاس بھی نہیں سوائے ہیرا پھیری کے۔

''دیوبندی مطیع الحق کا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تائید کرنا''

گھمن صاحب! ایک اور حوالہ بھی قبول کیجیے اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت پر آج تک جو تبرا بازی، الزام تراشی اور بہتان بازی کی ہے اس میں سے کچھ حصہ اپنے علماء کے لیے بیان کر کے اپنے دیوبندی ہونے کا ثبوت دیں۔

چنانچہ دیوبندیوں کے مطیع الحق صاحب ''داڑھی کے احکام'' کی ہیڈنگ دے کر احکام شریعت کی وہی عبارت (جس پر گھمن صاحب کو اعتراض ہے) اپنی دلیل بناتے ہوئے اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سوال: داڑھی منڈانے اور خشخشی کرانے والا اور حد شرعی سے کم رکھنے والا فاسق ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز فرض، خواہ نماز تراویح پڑھنا چاہیے یا نہیں اور حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں کیا ارشاد فرمایا اور وہ حشر کے دن کس گروہ میں ہوگا۔

جواب: داڑھی منڈانے والا اور کتروانے والا فاسق معلن (کھلم کھلا بدکار) ہے اسے امام بنانا گناہ ہے، فرض یا تراویح یا کسی نماز میں اسے امام بنانا درست نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن مجید میں اس پر لعنت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

اعفاء اللحی کی ہیڈنگ دے کر لکھتے ہیں:

ایضا از اعفاء اللحی اعلیٰ حضرت بریلوی کا ایک رسالہ ہے ''اعفاء اللحی''، جس کا عنوان ہے داڑھی بڑھانا واجب ہے اور منڈوانا اور کتروانا حرام ہے اور اٹھارہ

آیتیں، بہتر ۷۲ حدیثیں اور ساٹھ ارشادات علماء اس کے ثبوت میں ہیں۔

اس رسالہ کے مختلف صفحات پر داڑھی بڑھانے کے متعلق احادیث درج ہیں صفحہ ۲۶ پر ہے (ترجمہ حدیث) مشرکوں کا خلاف کرو، مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں کثیر وافر (بہت زیادہ) رکھو۔

صفحہ ۲۷ پر ہے (ترجمہ) داڑھیوں کی عرض سے لو اور ان کے طول کو معاف رکھو یعنی خط بنواتے وقت ادھر ادھر کے بال کٹوا دیا کرو لیکن داڑھی کی لمبائی میں سے بال نہ کٹوایا کرو،

صفحہ ۳۲ پر ہے (ترجمہ عبارت درمختار) عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار ضرور ہو جائے اگرچہ شوہر کی اجازت سے ہو، اس لیے کہ خدا تعالی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اسی طرح مرد کے لیے داڑھی کاٹنا حرام ہے۔

مولف! افسوس کہ آج داڑھی رکھنا وہابیت کی علامت سمجھ لیا گیا ہے اور حنفیت کا دعوی کرنے والے عام طور پر لمبی داڑھیوں کا مذاق اڑاتے ہوئے دیکھے گئے اور سب سے زیادہ قابل صد ہزار افسوس یہ ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش دنیا طلب مولوی بھی اپنے داڑھی منڈے مریدوں کو خوش کرنے کے لیے داڑھیاں بڑھانے کا حکم نہیں دیتے بلکہ وہ بھی فساق اور۔۔ کی طرح داڑھیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور لمبی داڑھی والے کو وہابی اور داڑھی رکھنے کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں اللہ تعالی ایسے دشمن اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں اور بے ادبوں کو ہدایت دے اور حق گوئی کی توفیق بخشے دنیاوی اغراض کی وجہ سے دین کو چھپاتے

ہیں اللہ تعالی اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراض کر کے محض لوگوں کو خوش کرنے کی عادت بد سے ہمیں بچائے آمین۔

(چالیس بدعتیں، ص، ۴۳، ناشر پاک اکیڈمی آرام باغ کراچی)

دیوبندی مطیع الحق صاحب یہ عبارت اپنی تائید میں لے کر آئے ہیں اور اس سے اختلاف بھی نہیں کیا تو دیوبندی اصول کے مطابق جس کو ہم پہلے بیان کر چکے کہ جب کوئی مصنف کا حوالہ نقل کرے اور اس سے اختلاف نہ کرے تو اس مصنف کے نزدیک بھی مسئلہ وہی ہوتا ہے اس دیوبندی اصول کے مطابق مطیع الحق دیوبندی نے احکام شریعت کی عبارت کو نقل کیا ہے بلکہ مقام استدلال میں ذکر کیا ہے اور اس سے اختلاف نہیں کیا تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس دیوبندی کے نزدیک بھی داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب اور ارادہ قتل اور قرآن میں اس پر لعنت ہے، اب گھمن صاحب اور ان کی پارٹی دیوبندی مطیع الحق صاحب سے پوچھیں کہ ’’داڑھی منڈانے والے پر حدیث میں غضب اور ارادہ قتل‘‘ کہاں ہے اور ایسے شخص پر ’’قرآن میں لعنت‘‘ کہاں ہے باقی آج تک آپ لوگ جو بھی بکواس اعلی حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کرتے آئے ہو کہ ’’قرآن پر بہتان ہے حدیث پر بہتان ہے‘‘ وغیرہ یہ ساری بکواس خود آپ کے دیوبندی علماء پر ہوگی اور اب حوالے کی ذمہ داری بھی ان دیوبندی علماء پر ہوگی۔ فالحمد للہ

’’تیسرا اعتراض‘‘

گھمن صاحب اور امام المحرفین کے محقق نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ اعلی حضرت نے فرمایا ”داڑھی کے بارے میں پانچ آیات ہیں جن کو ہم نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے“ ملخصاً۔

"الجواب بعون الرحیم الوہاب"

گھمن صاحب نے ہم سنیوں سے تقاضہ کیا ہے کہ آپ وہ آیات دکھائیں، میں ادنی سنی حنفی طالب العلم ہوں آپ علماء کو چھوڑ یئے میں آپ کا یہ تقاضہ پورا کر دیتا ہوں اعلی حضرت نے جس رسالہ کا حوالہ دیا ہے اس میں آیات بھی لکھیں ہیں لیکن دیدہ کور کو کیا نظر آئے ہمارا ارادہ بھی یہی تھا کہ ہم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے رسالہ میں سے آیات لکھ دیں لیکن خیال آیا کہ دیوبندیوں کا پرانا وطیرہ اور طریقہ کار ہے کہ دوسروں کا استدلال پسند نہیں آتا، پھر بھی اگر ہم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے رسالہ مبارکہ سے لکھ دیتے تو گھمن صاحب یا ان کی محبت کا کوئی شیدائی اس کا رد کر دیتا کہ ان آیات سے تو ثابت نہیں ہوتا اس لئے ہم نے بجائے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے رسالہ کے دیوبندیوں ہی کے رسالہ سے آیات لکھنے کا ارادہ کیا ہے تا کہ اپنے رسالہ کو دیکھ کر کوئی دیوبندی دم نہ مارے اور ہم پر اعتراض نہ کرے اور اگر کرے تو یہ اعتراض خود دیوبندی علماء پر ہی ہو۔

قرآن سے آیات کا ثبوت

ویسے تو میرے پاس داڑھی کے موضوع پر کئی دیوبندی علماء کے رسالے ہیں جن میں کئی آیات ہیں لیکن چونکہ اعلی حضرت کا دعویٰ پانچ آیات کا تھا اور گھمن صاحب کو بھی اسی پر اعتراض ہے ہم دیوبندی کتابوں سے پانچ اور دو زائد گھمن صاحب کے تحفے کیلئے لکھتے ہیں۔

(ا) دیوبندی مولوی اسحاق صاحب، گھمن و دیگر دیوبندیوں کی جہالت دور کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہم یہاں سب سے پہلے قرآن کریم سے سات آیات ایسی پیش کریں گے جن سے داڑھی رکھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

(۱) قال یبنؤم لاتاخذ بلحیتی ولا برأسی (۲) اولئک الذین هدی الله فبهدٰهم اقتده (۳) قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله و یغفر لکم ذنوبکم (۴) لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (۵) فطرت الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله ذلک الدین القیم و لکن اکثر الناس لا یعلمون ... (۶) یایها الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافة و لا تتبعوا خطوٰت الشیطن انه لکم عدو مبین۔ (۷) و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی و نصله جهنم و ساءت مصیرا

(داڑھی ضرور رکھوں گا، ص ۱۰۲ تا ۱۰۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

﴿نوٹ﴾ دیوبندی مولوی نے ان آیات پر تبصرہ بھی کیا ہے ہم نے صرف آیات نقل کی ہیں۔

کیوں گھمن صاحب! آپ کی جہالت کا مرض دیوبندی قلم سے دور ہوا کہ نہیں، ہوا اور ضرور ہوا جناب گھمن صاحب اپنے گھر کی کتابوں میں دیکھ لیا کرو پھر اعتراض کیا کرو تا کہ آپ ذلت سے بچ جاؤ لیکن جن کی قسمت میں ذلت لکھی ہو وہ کیسے ٹل سکتی ہے۔

اگر ابھی بھی ذلت ورسوائی سے دل نہ بھرا ہو تو ایک اور حوالہ بھی دیکھ لو۔

(۲) دیوبندیوں کے فقیہ العصر رشید احمد صاحب یہ ''داڑھی کا وجوب'' ہیڈنگ دے کر لکھتے ہیں:

داڑھی رکھنے کا وجوب بہت سی قرآنی آیات سے بھی اشارۃً ثابت ہوتا ہے مثلاً

(۱) واذاابتلی ابراھیم ربه بکلمات فاتمھن (۲) ولأمرنھم فلیغیرن خلق اللہ (۳) ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (۴) قال یبنؤم لاتاخذ بلحیتی ولا برأسی (۵) فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنة او یصیبھم عذاب الیم (۶) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة لمن کان یرجو اللہ و الیوم الاخرۃ و ذکر اللہ کثیرا (۷) وما اٰتکم الرسول فخذوہ و ما نھکم عنه فانتھوا

ان آیات کے علاوہ بھی متعدد آیات ہیں جن میں داڑھی کا وجوب بھی داخل ہے۔

(اسلام میں داڑھی کا مقام، ص، ۲۰)

اب تو گھمن کو عقل آ گئی ہوگی اور اگر اس کے اندر حیاء کا کوئی قطرہ ہے تو اب یہ اعتراض نہیں کرے گا۔

گھمن صاحب کو اپنی مصدقہ کتاب بھی یاد نہیں

دیوبندیوں کے لغوی متکلم الیاس گھمن صاحب مفت میں نام کمانے کے چکر میں کتابوں پر تقریظ و تصدیق کر تو دیتے ہیں مگر کتابوں میں کیا ہے اس کا ان کو علم نہیں ہوتا، ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ علم پڑھنے سے آتا ہے کہ جناب علم سے کورے اور دوسروں کی کتابوں سے سرقہ (چوری) کر کے کتابیں لکھنے والے ہیں، بہر حال گھمن صاحب نے ایک کتاب ''بے ادب بے نصیب'' پر تقریظ لکھی ہے اور دیوبندیوں کے ریڈی میڈ مفتی مجاہد کا اصول ہے کہ مقرظ بھی برابر کا شریک ہوتا ہے، تو اس اعتبار سے اس کتاب میں جو باتیں ہیں اس کی ذمہ داری گھمن پر بھی آئے گی، گھمن صاحب تو ہم سے پانچ آیات کا مطالبہ کر رہے تھے کہ سنی

بتائیں وہ آیات کہاں ہیں جس کا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے دعوی کیا ہے لیکن میں کہتا ہوں پانچ کیا اس کتاب میں ۱۸ آیات کا دعوی کیا گیا ہے۔

کئی اکابرین دیوبند کی مصدقہ کتاب میں دیوبندی صابر صاحب لکھتے ہیں:

یادرکھو اس پر علماء کرام نے بھی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اٹھارہ قرآنی آیات مقدسہ، بہتر ۷۲ احادیث مبارکہ اور ساٹھ سے زیادہ بزرگان دین کے اقوال شریفہ کی روشنی میں...... (بے ادب بے نصیب، ص، ۳۴۳، مکتبہ الحسن)

نوٹ: مطیع الحق کا حوالہ پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے یہ تحقیق کہاں سے لی ہے۔

اب ہم گھمن صاحب سے پوچھتے ہیں کہ تمہاری مصدقہ کتاب میں اٹھارہ آیات قرآنی کا دعوی کیا گیا ہے بتاؤ یہ آیات قرآن میں کہاں ہیں جہاں آپ کو یہ ۱۸ آیات ملیں، وہیں وہ پانچ آیات بھی ہوں گی

ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

''وہابی مولوی الیاس گھمن صاحب جواب دیں''

گھمن صاحب ویسے تو دوسروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ بات قرآن میں کہاں ہے؟ یہ جھوٹ ہے یہ حدیث میں کہاں ہے؟ یہ جھوٹ ہے لیکن ان کو اپنے گھر کی کتابوں کا علم نہیں کہ ان میں کیا لکھا ہے، جناب گھمن صاحب! پہلے درج ذیل حوالوں کو پڑھ کر ان کا جواب تو دیدیں پھر کسی اور سے سوالات کیجئے گا۔

''امین صفدر اوکاڑوی کا دیوبندی اصولوں سے قرآن پر بہتان''

دیوبندیوں کے ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''قرآن میں واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن سیر کرتے کرتے سمندر کی طرف جا نکلے وہاں کیا دیکھا کہ ایک انسانی لاش پڑی ہے اسے مچھلیاں اور مگر مچھ بھی کھا رہے ہیں کوے اور چیلیں بھی کھا رہے ہیں اور کچھ ذرات زمین میں بھی ملتے جا رہے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ یہ قیامت کے دن کیسے زندہ ہوگا؟۔ اور اس کا حساب کتاب ہوگا''...... (فتوحات صفدر، جلد ۳،ص، ۳۶۵، مکتبہ امدادیہ ملتان)

''امین صفدر اوکاڑوی کا دیوبندی اصولوں سے ایک اور قرآن پر بہتان''

امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''قرآن پاک میں یہ ہے کہ ابوجہل کی پارٹی بتوں والی آیتیں نبیوں کے بارے میں پڑھا کرتی تھی۔ قرآن نے ان کو بل ہم قوم خصمون کہا تھا''۔

(فتوحات صفدر جلد ۳،ص، ۴۰۷، مکتبہ امدادیہ ملتان)

گھمن صاحب بتائیں کہ قرآن پاک میں یہ دونوں باتیں کہاں ہیں کون سے پارہ، کون سی سورت اور کون سی آیت۔

''دیوبندی مفتی سلمان منصور پوری کا دیوبندی اصولوں سے قرآن پر بہتان''

گھمن صاحب ایک اور حوالہ بھی قبول کیجیے شاید آپ کو کچھ شرم آئے اور دوسروں پر اعتراض کرنے کی بجائے پہلے اپنے گھر کے افراد کی اصلاح کی کوئی صورت بنائیں چنانچہ آپ کے مفتی سلمان منصور پوری صاحب لکھتے ہیں:

سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر درود وسلام بھیجنے کا حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے۔ (کتاب النوازل، جلد،ص، ۴۶۹)

کیوں گھمن صاحب بتانا پسند فرمائیں گے کہ قرآن میں کس مقام پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سن کر درود پڑھنے کا حکم ہے، کیا یہ قرآن پر بہتان نہیں ہے اگر نہیں تو وہ پارہ، وہ سورۃ اور وہ آیت بیان کریں، ہاں دھوکہ میں وہ مشہور آیت مت لکھنا کیونکہ اس میں یہ کہیں نہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سن کر درود پڑھو، گھمن صاحب ایک اور حوالہ بھی قبول فرمائیں۔

''گنگوہی کا دیوبندی اصولوں سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان''

گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا "مجھ کو بھائی کہو"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص، ۲۲۰، ادارہ صدائے دیوبند)

جناب گھمن صاحب! آپ کی آنکھیں درست ہیں تو ان الفاظ کو دیکھیں جن کو آپ کے گنگوہی صاحب نے نقل کیا ہے، اگر ہمت ہے تو بتاؤ یہ حدیث کونسی کتاب میں ہے، اس کے راوی کون کون ہیں، صحت کے اعتبار سے کیسی ہے؟...... مجھے علم ہے کہ آپ کبھی بھی ان الفاظ کو حدیث ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ یہ آپ کے گنگوہی صاحب کی اختراع ہے۔

''دیوبندی مفتی شبیر احمد قاسمی کا دیوبندی اصولوں سے حدیث پر بہتان''

آپ کے مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

عورتوں کے لیے پھول بوٹے کے ساتھ مہندی لگانا اور کانوں میں بوندے پہننا حدیث سے ثابت۔ (فتاوی قاسمیہ، جلد ۲۳، ص، ۵۱۲)

کیوں گھمن صاحب بتانا پسند کریں گے کہ کون سی حدیث میں پھول بوٹوں کے ساتھ مہندی لگانے کی اجازت ہے ہمیں آپ کی علمی لیاقت معلوم ہے آپ عربی میں نہیں اردو

میں ہی حدیث کا ترجمہ دکھادیں جس میں یہ صراحۃً ہو کہ پھول بوٹے کے ساتھ مہندی لگانا ثابت ہے اگر حدیث میں صراحۃً نہیں تو کیا تمہارے اس دیوبندی مفتی نے حدیث پر بہتان باندھا ہے بولئے اور جواب دیجیے۔

میرے پاس اس طرح کے اتنے حوالے ہیں جس میں پوری دیوبندیت غرق ہو جائے لیکن طوالت کی وجہ سے نہیں دے رہا۔

☆☆☆☆☆..................☆☆☆☆☆

مزار شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز باادب عرض کرے **السلام علیک یا سیدی ورحمة اللہ وبرکاته** پھر درود غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورہ یٰس اور سورہ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا، پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اس طرح سلام کرکے واپس آئے، مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوٰی رضویہ ج۹ ص ۵۲۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

﴿فتاویٰ رضویہ اور مسئلہ خنزیر﴾

ڈاکٹر قیصر قادری رضوی حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اما بعد! مناظرہ کوہاٹ میں وہابی نام نہاد مناظر ابوایوب دیوبندی نے بدترین خیانت وکذب بیانی سے کام لیتے ہوئے ایک اعتراض کیا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خنزیر و منی کو پاک لکھا۔ (معاذ اللہ) چنانچہ دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ:

"دیکھیں اعلیٰ حضرت کیا لکھتا ہے کہ" اور اصل تمام اشیاء میں طہارت ہے حتیٰ کہ خنزیر" او!!! کھا خنزیر...... کھا خنزیر!!...... یہ غیر مقلدین کو کہتے ہیں کہ منی کھانے والے۔ ان کے نزدیک بھی منی پاک ہے وہ بھی سور کی ...... کہتا ہے کہ "اصل تمام اشیاء میں طہارت ہے حتیٰ کہ خنزیر فانه من المنی و المنی من الدم و الدم من الغذاء و الغذاء من العناصر و العناصر طاهرة" (فتاویٰ رضویہ ج2 ص73)

...... **تو اب کھاؤ خنزیر۔** (روئیداد مناظرہ کوہاٹ، ص83 تا85)

پھر آ گر کہتا ہے کہ

"حتی الخنزیر" بھی ہے کہ ہر حال میں خنزیر پاک ہے (احمد رضا کے نزدیک) تو، تو چاٹ کر پھر کھاتا کیوں نہیں۔ (روئیداد مناظرہ کوہاٹ، ص97)

دیوبندی نام نہاد مناظر کی خیانت اور کذب بیانی

دیوبندی نام نہاد مناظر کے اس اعتراض پر سنی صدر مناظر نے فوراً جواب دیا کہ آگے اس کی قید بیان کی کہ نہیں؟ لیکن دیوبندی نام نہاد مناظر نے دوبارہ جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ "کوئی قید نہیں ...... کوئی قید نہیں"۔ حالانکہ یہ دیوبندی نام نہاد مناظر کا صریح جھوٹ ہے کیونکہ اسی عبارت میں آگے قید موجود ہے۔ لیکن دیوبندی مولوی نے اس کو "توڑ مروڑ کر اپنے من مانے مطلب کے مطابق بنانے کی کوشش کی" (سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص73) بلکہ خیانت اور بد دیانتی کی انتہا...... آپ (دیوبندیوں) نے کی ہے......جس کی بنا پر یہ آیت "لعنة اللہ علی الکذبین "جھوٹے پر اللہ کی لعنت" کے مصداق آپ (دیوبندی) ہیں" (سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص73)

دیوبندی حلالی ہیں تو ثبوت پیش کریں

دیوبندی جاہل اعظم ابوعیوب اینڈ کمپنی نے یہ تاثر دیا جیسا کہ خنزیر کو فتاویٰ رضویہ میں حلال کہا گیا ہو (معاذ اللہ) لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر پوری دنیا میں کوئی ایک حلالی دیوبندی ہے تو وہ فتاوی رضویہ سے صرف ایک ہی حوالہ پیش کردے جس میں خنزیر کو حلال کہا ہو لیکن قیامت تک کوئی ایک دیوبندی اپنا اصل ہونا ثابت نہیں کرسکتا۔ لہٰذا دیوبندی کے اس جھوٹ پر ہم یہی کہتے ہیں کہ لعنة اللہ علی الکذبین "جھوٹے پر اللہ کی لعنت" (سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص73)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت

اب لیجئے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ سیدی اعلیٰ حضرت نے

لکھا ہے کہ:

"اور اصل تمام اشیاء میں طہارت ہے۔ حتی الخنزیر فانه من المنی و المنی من الدم و الدم من الغذاء و الغذاء من العناصر و العناصر طاهرة حتی لو لم یرد الشرع بتنجیس عینه بقی علی اصله فی المیزان الاصل فی الاشیاء الطهارة و انما النجاسة عارضة فانها صادرة عن تکوین الله تعالیٰ القدوس الطاهر۔ حتیٰ کہ خنزیر بھی، کیونکہ وہ منی سے ہے، منی خون سے، خون غذا سے اور غذا عناصر سے اور عناصر پاک ہیں، حتیٰ کہ اگر شریعت اسے نجس عین قرار نہ دیتی تو وہ اپنی اصل پر باقی رہتا۔ میزان میں ہے اشیاء میں اصل طہارت ہے اور نجاست لاحق ہوتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ پاک وطاہر کے حکم سے صادر ہوتی ہے الخ۔

(فتاویٰ رضویہ: ج4 ص440)

قارئین کرام! آپ خود اس عبارت میں دیکھ سکتے ہیں کہ اس عبارت میں آگے واضح الفاظ موجود ہیں کہ:

"حتی لو لم یرد الشرع بتنجیس عینه بقی علی اصله"

"حتی کہ اگر شریعت اسے نجس عین قرار نہ دیتی تو وہ اپنی اصل پر باقی رہتا"

تو مکمل عبارت سے بالکل واضح ہے کہ اصل میں طہارت تھی اگر شریعت اسے نجس عین قرار نہ دیتی تو اپنی اصل پر باقی رہتا لیکن چونکہ شریعت نے اس کو نجس عین قرار دیا، لہٰذا اپنی اصل پر باقی نہ رہا۔ تو اب ابوایوب دیوبندی اپنی کتاب کو کھولے اور دیکھے اس میں خود کہتا ہے کہ:

"قارئین کرام! (سیدی اعلیٰ حضرت) کی مکمل عبارت کو بھی پڑھیئے اور (ابوایوب

دیوبندی) کی نامکمل اور بد دیانتی پر مبنی ......(بیان) کردہ عبارت کو بھی پڑھیے، پھر انصاف سے کہیے کہ کیا اس مکمل عبارت کو پڑھنے کے بعد وہ نتیجہ نکل سکتا ہے جو ......(دیوبندی مولوی کی بیان) کردہ عبارت کو پڑھنے سے نکلتا ہے؟ ملخصاً

(سفید وسیاہ: ص146)

اب اپنے اس اصول کے مطابق نام نہاد دیوبندی مناظر تسلیم کرے کہ اس نے فتاویٰ رضویہ کی نامکمل عبارت پیش کر کے خیانت، فریب کاری اور بہتان بازی کا بدترین مظاہرہ کیا ہے۔ لہٰذا اگر انصاف کی رتی بھی دیوبندی مولوی میں موجود ہے تو نامکمل عبارت بیان کر کے جو بہتان سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر لگایا ہے اس سے توبہ کرے۔

دیوبندیوں کے گھر سے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تائید

دیوبندی علماء نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو سمجھا ہی نہیں یا پھر عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے اعتراض کیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو لکھا: "اور اصل تمام اشیاء میں طہارت ہے حتیٰ کہ خنزیر بھی" یہ گفتگو اصل کے اعتبار سے ہے جیسا کہ خود علماء دیوبند کی تفسیر کمالین میں ہے کہ:

"سورۃ یونس کی آیت قل ارأیتم الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک ان تمام چیزوں میں جو کھانے پینے کی پیدا ہوتی ہیں اصل اباحت ہے نہ کہ حرمت، یعنی جتنی چیزیں کھانے کے قابل ہیں سب حلال ہیں، الا یہ کہ وحی الٰہی نے کسی چیز کو حرام ٹھہرا دیا ہو"۔ (کمالین ترجمہ وشرح تفسیر جلالین، ج سوم ص 61،62: یونس آیت 59)

یعنی جب تک کسی چیز کے حرام ہونے کے بارے میں قرآنی حکم نازل نہیں ہوا اس وقت

تک اصل اباحت کا ہی حکم ہے۔اسی طرح شرح اصول بزودی میں علامہ اکمل فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے اور شوافع کے اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کے متعلق شریعت حرمت یا اباحت کا حکم دے سکتی ہے وہ چیزیں شریعت کے آنے سے پہلے مباح تھیں۔(ردالمحتار)

لہٰذا فتاویٰ رضویہ کی جو آدھی عبارت مخالفین پیش کر رہے ہیں اس کا تعلق اس کی "حرمت و نجاست سے قبل زمانے سے ہے" لیکن چونکہ شریعت کا حکم نازل ہو گیا لہٰذا وہ نجس العین ہے۔

فتاویٰ رضویہ کی تائید میں امام محمد و شامی کی عبارات

اب لیجئے مخالفین نے جو اعتراض امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ پر اٹھایا ہے وہی اعتراض امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور فقہائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی کریں چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ:

"اگر کسی شخص کو شراب پینے یا سور (خنزیر، مردار) کھانے پر کسی ظالم نے مجبور کیا مگر اس نے نہ مانا اور ظالم نے اسے قتل کر دیا تو یہ شخص گنہگار رہوگا"۔فرماتے ہیں کہ: "خفت ان یکون آثما ، لأن اکل المیته و شرب الخمر لم یحرماالا بالنھی عنھما" مجھے خوف ہے کہ گنہگار رہوگا۔کیوں کہ مردار کھانے اور شراب پینے کی حرمت اس کی ممانعت کی وجہ سے آئی"

(ردالمحتار علی الدرمختار شرح تنویر الابصار: الجزء اللاول، کتاب الطہارۃ ص222)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارات کو نقل کر کے فرمایا کہ:

"فجعل الاباحته اصلا و الحرمة بعارض النهى"

یعنی امام محمد نے اباحت کو ہر شے میں اصل مانا اور حرمت کو ممانعت کے عارضہ سے مانا۔ (ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار: الجزء اللاول، کتاب الطھارۃ ص222)

فتاویٰ رضویہ کی تائید میں علامہ اکمل کی عبارات

اسی طرح شرح اصول بزدوی میں علامہ اکمل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

" اکثر اصحابنا و اکثر اصحاب الشافعی : ان الاشیاء التی یجوز أن یرد الشرح بابا حتها و حرمتها قبل وروده علی الاباحة، وهی الاصل فیها حتی ابیح لمن لم یبلغه الشرع ان یاکل ماشاء، و الیه اشار محمد فی الاکراه حیث قال: اکل لمیتة و شرب الخمر لم یحرما الا بالنهی، فجعل الاباحة اصلا و الحرمة بعارض النهی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ"۔

ہمارے اور شوافع کے اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کے متعلق شریعت حرمت یا اباحت کا حکم دے سکتی ہے وہ چیزیں شریعت کے آنے سے پہلے مباح تھیں۔ حتیٰ کہ جس کو احکام شرعیہ نہ پہنچے ہوں اسے جائز ہے کہ جو چاہے کھائے۔ اس کی طرف امام محمد (رحمۃ اللہ علیہ) نے کتاب الاکراہ میں اشارہ فرمایا مردار کھانا، شراب پینا ممانعت شرعیہ کی وجہ سے حرام ہوئیں انہوں نے اباحۃ کو اصل اور حرمت کو ممانعت کے عارضہ سے مانا" (ردالمحتار علی الدر مختار شرح تنویر الابصار: الجزء السادس، کتاب الجھاد/ باب استیلاء الکفار ص268،269)

اس سے معلوم ہوا تمام اشیاء میں طہارت ہے۔ لیکن مخالفین نے اپنی جہالت و لاعلمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خواہ مخواہ اعتراض کیا، حالانکہ یہی بات امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام شامی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اکمل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھی ہے۔

دیوبندی امام اشرف علی تھانوی کے نزدیک معتبر کتاب سے حوالہ

علماء دیوبند کے نیم حکیم اشرف علی تھانوی نے جمال اولیاء میں جن چالیس سے کچھ زائد کتب کی نقل پر بھروسہ کیا ان میں علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "**الحدیقه الندیه شرح الطریق المحمدیه**" بھی شامل ہے۔ اور اس کے مصنف کے بارے میں تھانوی نے لکھا کہ "سیدی عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی" (جمال اولیاء ص5)

"**و فی الطریقة و الحدیقة ان الطهارة فی الاشیاء اصل لا ن اللہ تعالیٰ لم یخلق شیئا نجسا من اصل خلقته و انما النجاسة عارضة فاصل البول ماء طاهر و کذلک الدم و المنی و الخمر عصیر طاهر ثم عرضت النجاسة۔**

الطریقۃ المحمدیہ اور الحدیقۃ الندیہ میں ہے (متن) اشیاء میں اصل طہارت ہے (شرح) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اصل تخلیق میں کسی چیز کو نجس پیدا نہیں کیا (متن) نجاست عارضی ہے (شرح) پس پیشاب کا اصل پاک پانی ہے، اسی طرح خون، منی اور شراب پاک رس ہے پھر نجاست لاحق ہوئی۔"

(الحدیقۃ الندیۃ: النوع الرابع تمام انواع الاربعۃ فی بیان اختلاف الفقہا فی امر الطہارۃ والنجاسۃ الخ: 2/713 مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد بحوالہ فتاوی رضویہ: ج4 ص440)

دیوبندی حضرات! یہ "حدیقہ ندیہ" انہی کتابوں میں شامل ہے جن کے بارے میں تھانوی

صاحب کی جمال اولیاء میں لکھا ہے کہ:

"غرض یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جن کی نقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے" (جمال اولیاء ص5)

تو جناب! اب دیوبندی ابوایوب اینڈ کمپنی کے اصولوں کے مطابق ہم انہی کی زبان میں کہتے ہیں:

"اور دیوبندیوں!!! کھاؤ منی، پیو شراب!!! تو چاٹ کر پھر کھاتا اور پیتا کیوں نہیں"

طہارت پاک ہونے سے حلال ہونا ثابت نہیں ہوتا

دیوبندی نام نہاد مناظر ابوایوب کہتا ہے کہ

"حتی الخنزیر" بھی ہے کہ ہر حال میں خنزیر پاک ہے (احمد رضا کے نزدیک) تو، تو چٹ کر پھر کھاتا کیوں نہیں۔ (روئیداد مناظرہ کوہاٹ: ص97)

اولاً تو ہم بتا چکے ہیں کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خنزیر کو حلال ہرگز نہیں کہا بلکہ یہ دیوبندی مولوی کا بہتان اور دجل وفریب ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

باقی دیوبندی نام نہاد مناظر نے جو یہ اصول بیان کیا کہ "پاک ہے...... پھر کھاتا کیوں نہیں" تو اس سے واضح ہوا کہ دیوبندی نام نہاد مناظر اینڈ کمپنی کے مطابق جو چیز پاک ہو وہ حلال بھی ہوتی ہے اور اس کو کھانا بھی چاہئے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

حالانکہ دیوبندی نام نہاد مناظر اینڈ کمپنی کی یہ بدترین جہالت ہے کیونکہ کسی چیز کے پاک ہونے سے حلال ہونا ثابت نہیں ہوتا، دیوبندی مولوی کم از کم اپنے نیم حکیم اشرف علی

تھانوی کا فتاویٰ امدادیہ ہی پڑھ لیتے تو شاید ایسی بدترین جہالت کا مظاہرہ نہیں کرتے ۔ اشرف علی تھانوی سے سوال ہوا کہ بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ:

"دریائی مینڈک کی چربی پاک ہے"۔اگر پاک ہے تو کھانا چاہئے ......(تو تھانوی دیوبندی نے اس کا جواب دیا کہ) "پاک ہونے کے لئے حلال ہونا لازم نہیں، اس لئے کھانا درست نہیں۔(فتاوی امدادیہ ج1 ص130: تھانوی)

اب دیوبندیو! تم اپنے نیم حکیم اشرف علی تھانوی کی بات مانو یا اپنے نام نہاد مناظر ایوب دیوبندی اینڈ کمپنی کی ۔ تھانوی کہتا ہے کہ پاک ہونے سے حلال ہونا لازم نہیں جبکہ ابو ایوب دیوبندی کہتا ہے کہ پاک ہے تو کھاتے کیوں نہیں (یعنی پاک ہے تو اسے کھانا چاہئے)اب دیوبندی اگر تھانوی کی بات مانیں تو نام نہاد مناظر ابوایوب دیوبندی جاہل ٹھہرا اور اگر ابوایوب دیوبندی کی بات مانیں تو مینڈک کی چربی بھی کھائیں جس کو انہوں نے خود پاک بقول ابوایوب حلال تسلیم کیا۔

دیوبندی اصول کے مطابق دیوبندیوں کی حلال غذائیں

قارئین کرام! جب دیوبندی نام نہاد مناظر اینڈ کمپنی کے مطابق جو چیز پاک ہو وہ حلال ہوتی ہے اور اس کو کھانا چاہئے تو آیئے ان کی خدمت میں دیوبندی مذہب کی پاک بقول ابو ایوب حلال چیزوں کا مینو پیش خدمت ہے۔

(1)......علماء دیوبند نے لکھا ہے کہ:

"حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، گوریا، مینا وغیرہ"

(بہشتی زیور حصہ دوم: نجاست کے پاک کرنے کا بیان: ص73 مسئلہ نمبر 5)

(2)......علماء دیوبند نے لکھا ہے کہ:

"چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے"

(بہشتی زیور حصہ دوم: نجاست کے پاک کرنے کا بیان: ص73 مسئلہ نمبر 5)

(3)......اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ:

"پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں" (بہشتی گوہر ۱۴ پاکی ناپاکی کے بعض مسائل: مسئلہ ۷)

(4)......تھانوی نے لکھا کہ:

"کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت ،حلوہ وغیرہ" (بہشتی گوہر: ص15 پاکی ناپاکی کے بعض مسائل مسئلہ نمبر 8)

(5) تھانوی نے لکھا کہ:

"سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے"

(بہشتی گوہر: ص15 پاکی ناپاکی کے بعض مسائل: مسئلہ 10)

(6) تھانوی نے لکھا کہ:

"گندا انڈہ حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو"

(بہشتی گوہر: ص15 پاکی ناپاکی کے بعض مسائل: مسئلہ 11)

دیوبندی سانپ کی کیچلی ابوایوب کے اصول سے حلال

(7) تھانوی صاحب نے لکھا کہ:

"سانپ کی کیچلی پاک ہے" (بہشتی گوہر ۱۵ پاکی ناپاکی کے بعض مسائل: مسئلہ ۱۲)

(8) دیوبندی مریضوں کے حکیم اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

"پس اسی رطوبت مغائرہ للودی والمنی والمذی والشبیہ باللعاب میں امام صاحب و

صاحبین مختلف ہیں اور بوجہ ابتلاء کے اصل جواب میں قول بالطہارۃ پر فتویٰ دیا گیا ۔"(بوادر النوادر ص213)

توجب علماء دیوبند کے نزدیک کبوتر، چڑیا، مینا اور چمگادڑ کی بیٹ پاک ہے اسی طرح ان کے مطابق سانپ کی کچلی اور گندے انڈے پاک ہیں یہی نہیں مذکورہ رطوبات بھی پاک ہیں تو دیوبندی نام نہاد مناظر ابوایوب کے مطابق یہ سب چیزیں پاک ہونے کی وجہ سے حلال ٹھہریں تو اب دیوبندیوں کو چاہئے کہ اپنے مولوی کا حکم مانیں اور ان کو کھائیں ۔ بلکہ خود ابوایوب اینڈ کمپنی کو چاہئے کہ اپنی ان حلال و پاک اشیاء کو مکس ڈش بنا کر استعمال کریں ۔اپنے سب حواریوں کو جمع کریں، اور اپنے اصول پر عمل کرتے ہوئے حلال پرندوں کے ساتھ ساتھ چمگادڑ کی بیٹیں کھائیں اور اوپر سے چمگادڑ کا پیشاب نوش فرما کر خوب دیوبندیت کو تقویت پہنچائیں ۔ ہاں اپنی ان حلال غذاؤں کے بعد پھل نہ ملیں تو پریشان نہ ہوں فروٹ کے کیڑے تمہارے اصول سے حلال ہیں ان کا لطف اٹھاؤ، اور اگر کیڑا بہت تنگ کرے تو کسی سوتے ہوئے دیوبندی چمار کے منہ سے نکلے ہوئے حلال پانی سے پیاس بجھائیں ۔ ہاں کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا مت بھولنا دیوبندیوں کے اسپیشل خنزیر و میتہ کی چربی سے بنے صابن سے ہاتھ منہ دھولیں ۔ دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی کہتے ہیں کہ:

"یہ بات ضروری طور پر یادرکھنے کے قابل ہے کہ اگرچہ خنزیر و میتہ وغیرہ کی چربی سے بنے ہوئے صابن کا استعمال جائز ہے" (فتاویٰ مظاہر علوم: کتاب الطہارۃ ۱/ ۹۳)

تو دیوبندی فرقے والوں کو اس شاندار آفر سے فائدہ اٹھانا چاہئے ۔اب اگر شرم وحیاء کی

رتی بھی دیوبندی ابوایوب اینڈ کمپنی میں موجود ہے تو ان سب چیزوں کو کھائے اور اگر نہیں تو پھر اپنے دیوبندی گھر کے گیہوں میں منہ ڈال کر (رطوبت مغائرہ للودی والمنی والمذنی والشبیہ باللعاب) طاہر رطوبت کو چاٹیں اور اپنی ضد وہٹ دھرمی پر اڑے رہیں۔

دیوبندیو! اب ہمیں گالیاں نہ دینا یہ تو تمہارے نام نہاد مناظر ابو ایوب اینڈ کمپنی کے اصولوں کے مطابق الزاماً حوالے پیش کئے گئے ہیں۔ تمہارا اصول ہے کہ ہر "ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے" تو اب اس ردعمل کو قبول کرو۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حسن پہ کتنا غرور تھا

دیوبندی مناظر کا دوسرا جھوٹ "خنزیر کی منی پاک"

دیوبندی مناظر نے دوسرا اعتراض یہ بھی کیا کہ: "ان (سنیوں) کے نزدیک بھی منی پاک ہے وہ بھی سور کی"۔

یہ بھی دیوبندی نام نہاد مناظر کا صریح جھوٹ ہے۔ اس جھوٹ پر ہم یہی کہتے ہیں:

"فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین"

ہم وہابیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ دکھائیں کہ یہاں خنزیر کی منی کو پاک کہا گیا ہے لیکن قیامت تک کوئی وہابی نجدی دیوبندی اس عبارت سے منی کے پاک ہونے کے الفاظ نہیں دکھا سکتا۔ یہاں منی کو پاک نہیں کہا گیا بلکہ "عناصر" کو پاک کہا گیا ہے دیکھئے صاف موجود ہے کہ:

"منی خون سے، خون غذا سے **اور غذا عناصر سے اور عناصر پاک ہیں**......"

(فتاویٰ رضویہ: ص440)

خود علماء دیو بند نے لکھا کہ حقیقت بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے۔ جیسا کہ دیو بندی "فتاویٰ مظاہر علوم" میں ہے کہ:

"خون بھی نجس العین ہے (لیکن) مشک بن جانے سے پاک ہوجاتا ہے"۔

(فتاویٰ مظاہر علوم: کتاب الطہارۃ ص89)

تو دیکھیں جب خون کی حقیقت بدل گئی تو اس کا حکم بھی بدل گیا، پہلے نجس العین تھا لیکن حقیقت بدلنے پر پاک ہوگیا۔ بلکہ خاص خنزیر کے بارے میں خود دیو بندی مفتی لکھتے ہیں کہ:

"خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہوجانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے ...... وہ نمک ناپاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا، اور وہ پلیدی بھی جو کنوئیں میں گر کر کیچڑ بن جائے ناپاک نہیں، کیونکہ انقلاب حقیقت ہوگیا، اسی پر فتویٰ ہے"

(فتاویٰ مظاہر علوم: کتاب الطہارۃ ص89، 90)

انقلاب حقیقت کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے دیو بندی مفتی کہتے ہیں کہ

"انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہوجائے جیسے شراب سرکہ ہوجائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ (بن جائے) (فتاویٰ مظاہر علوم: کتاب الطہارۃ ص93)

تو جو بات ان دیو بندی عبارات میں کی گئی وہی فتاویٰ رضویہ کی عبارت میں ہے کہ وہاں منی کی بات نہیں بلکہ اس کی اصل حقیقت غذا کے عناصر کی بات ہے، حقیقت بدل گئی جس کو خود دیو بندی بھی تسلیم کر رہے ہیں لیکن دیو بندی نام نہاد مناظر اینڈ کمپنی کی بدترین جہالتیں ہیں کہ جناب کو ان باتوں کا علم ہی نہیں اور اپنی جہالتوں کی بنیاد پر اعتراض کرتے ہیں۔

مزید ملاحظہ کیجئے کہ دیوبندی مفتی صاحب کہتے ہیں کہ شراب بننے سے قبل جو شیرہ انگور کا ہوتا ہے وہ پاک ہے، چنانچہ لکھا کہ:

"شیرۂ انگور پاک ہے پھر شراب بن کر ناپاک ہوجاتا ہے پھر سرکہ بن کر پاک ہوجاتا ہے، اس سے ہم نے جان لیا کہ حقیقت کا پلٹ جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو اس حقیقت پر مرتب تھا۔ (فتاویٰ مظاہر علوم: کتاب الطہارۃ ص90،91)

لہٰذا معلوم ہوا کہ انقلاب حقیقت سے اس کا حکم بدل جاتا ہے اور فتاویٰ رضویہ کی عبارت میں بھی یہی ہے، وہاں بھی منی کو پاک نہیں کہا گیا بلکہ غذا کے عناصر کو پاک کہا گیا ہے، جیسے شراب بننے سے قبل انگور کا شیرہ پاک ہوتا ہے، اب شیرے کو پاک کہنے سے شراب کو پاک کہنا کوئی جاہل بلکہ اجہل ہی تسلیم کرے گا۔

الحمد للہ عزوجل! اس مختصر سی تحریر سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ دیوبندی مولوی نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر جو بہتان لگایا وہ صرف اور صرف اس کا اپنا دجل وفریب اور بد ترین جھوٹ ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خادم اہل سنت ابوحامد احمد رضا قادری

﴿عزت بُعد ذلت پہ اعتراض﴾

مولانا احمد رضا قادری رضوی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

"وَلَاتَلْبِسُوْا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"

اورحق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ ودانستہ حق نہ چھپاؤ (پ ا البقرۃ:۴۲)

فرقہ وہابیہ گلابیہ احمدیہ اسمعیلیہ دیابنہ کے امام اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں انبیاء کرام واولیاء عظام کی بدترین گستاخی کرتے ہوئے لکھا کہ:

"اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں" (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان:۱۱۹)

پھر اپنی کتاب میں مخلوقات کو چھوٹی بڑی مخلوق میں تقسیم کر کے بڑی مخلوق سے بزرگ ہستیوں اور چھوٹی سے عام لوگوں کو لیا۔ اور اسی بڑی چھوٹی مخلوق کے بارے میں یہ لکھا کہ

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان:۴۱)

امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی کی اس گستاخانہ کتاب پر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل ہی قدیم علماء اہل سنت نے گرفت کی، اس کے رد لکھے، دہلوی کے خود ساختہ

نظریات کے خلاف قلمی جہاد کیا۔ اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دہلوی کی گستاخانہ عبارات کے خلاف زبردست ردعمل دکھایا، فرقہ وہابیہ کی ایک ایک عبارت پر خوب رگڑا لگایا جس کی چیخیں آج بھی اس طبقے کی طرف سے سنائی دے رہی ہیں۔

''اب مرتا کیا نہ کرتا'' کے مصداق اس فرقے نے پینترا بدلا اور اپنے ان گستاخانہ نظریات کو درست ثابت کرنے میں عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنا شروع کر دی اور اہل سنت و جماعت ہی کو گستاخ کہنا شروع کر دیا (معاذ اللہ) اپنے گستاخانہ عقیدہ کو چھپانے کے لئے مخالفین نے اہل سنت کی بعض عبارات کو [بقول دیوبندی] ''توڑ مروڑ کر اپنے من مانے مطلب کے مطابق بنانے کی کوشش......'' کرنا شروع کر دی ہے۔

جن عبارات کا مخالفین سہارا لیتے ہیں ان ہی میں ایک حدائق بخشش کا یہ شعر بھی ہے۔

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود　　　عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

لیکن کہاں کلام الامام امام الکلام اور کہاں نجد و دیو کے ''قرن الشیطان'' کی گستاخانہ عبارات حق کے ساتھ باطل کو ملانا ان کا پرانا شعار ہے۔

''یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ''

اے کتابیو! حق میں باطل کیوں ملاتے ہو (پ ۳ آل عمران: ۷۱)

''وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ''

اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ ودانستہ حق نہ چھپاؤ (پ ۱ البقرۃ: ۴۲)

لیکن حق ہمیشہ حق ہی رہتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ مخالفین کبھی بھی اپنے باطل نظریات کے لئے اہل حق کی کتابوں کا سہارا نہیں لے سکتے۔ ان شاء اللہ عزوجل۔

آیئے اب مخالفین کے اعتراض کے جواب کی طرف چلتے ہیں۔ اس اعتراض کے متعدد بار جواب ہمارے علماء اہل سنت کی طرف سے تحریری وتقریری دیئے جا چکے ہیں، لیکن ہم نے اس پر تفصیلا گفتگو کی ہے اور اپنے علماء سے بھی استفادہ کرتے ہوئے اپنے عام فہم انداز میں جواب پیش کیا ہے تاکہ عوام الناس کو بات سمجھ آسکے اور مخالفین کے جال میں نہ آئیں۔ اللہ عزوجل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

احمدی اسمعیلی دیوبندی وہابی فرقے کا اعتراض

مولوی ایوب دیوبندی لکھتا ہے:

"مولوی احمد رضا خان بریلوی کا شعر ہے "عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام" شعر کے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ جو عزت اللہ نے آپ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ذلت ملنے کے بعد دی اس پر لاکھوں سلام ہوں یعنی نبی پاک (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایک وقت وہ بھی گزرا کہ آپ ذلت کے مقام پر فائز تھے بعد ازاں اللہ نے عزت سے نوازا"

(دست وگریبان صفحہ 92، 93، 130، 247)

اہل حق اہل سنت وجماعت حنفی بریلوی جواب

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود　　عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

مخالفین نے حدائق بخشش کے جس شعر کو پیش کیا تو اس پر ہم انہی کی زبان میں کہتے ہیں کہ:

اس "کو توڑ مروڑ کر اپنے من مانے مطلب کے مطابق بنانے کی کوشش کی ہے"

(سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۷۳: دیوبندی)

اس شعر کو لے کر جو الزام سیدی اعلیٰ حضرت جیسے سچے پکے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عائد کیا

گیا ہے

''یہ وہ الزام ہے جو ان ...... (سیدی اعلیٰ حضرت) کے کبھی خیال میں بھی نہیں گزرا [ہوگا] اور (مخالفین) صرف عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اور اپنے شیطانی [وہابی دیوبندی] جال میں پھنسانے کے لئے [مخالفین] نے محض افتراء کیا ہے تنہا تو اس [معترض] کی کیا حقیقت ہے اگر اس کی تمام فوج شیطانی بھی آ جائے تو یہ کلمات وعبارت ان ...... [سیدی اعلیٰ حضرت] کے رسائل وتصانیف [کلام] میں ...... ہرگز نہیں دکھلا سکتے'' (الشہاب الثاقب: ۲۴۲: دیوبندی۔ دارالنعیم)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے بے مثال علمی وادبی کلام کی تعریفیں خود مخالفین حضرات نے کی ہیں۔ چنانچہ دیوبندی مفسر قرآن اخلاق حسین قاسمی صاحب نے اقرار کیا کہ:

''مولانا احمد رضا خان صاحب ایک صاحب کمال نعت گو شاعر تھے''

(بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ: ص ۱۳)

ممدوح دیوبندی مسلک محمد عبدالمجید صدیقی لکھتے ہیں کہ:

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ '' کی تمام شاعری نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے اور کمال ادب وتعظیم کا شاہکار ہے۔ حقیقی معنی میں آپ شیفتہ رسول تھے''

(زیارت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالتِ بیداری: حصہ اول ص ۶۶، ۶۷)

اسی طرح ایک دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''عربی، اردو اور فارسی میں مسلم شعراء نے حضور [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کے عشق کے لازوال نغمے تخلیق کئے اور نعت کے ایسے ایسے لعل وگہر پیش کئے جن کی مثال دنیا کا ذخیرہ

شعروادب میں پیش کرنے سے قاصر ہے۔مولانا روم،مولانا جامی،شیخ فریدالدین عطار،امیر خسرو،امیر مینائی،حاجی امداد اللہ،مولانا احمد رضا خان اور علامہ اقبال ایسی بلند پایہ ہستیوں نے بارگاہِ رسالت میں محبت وعقیدت کے ایسے نذرانے اور نعت کے ایسے سدا بہار پھول پیش کئے جن کے امامِ جان فزا سے عاشقانِ رسول قیامت تک سرور کیف میں ڈوبے رہیں گے"

(تذکرہ مولنا محمد ادریس کاندھلوی ص ۱۶۵،۱۶۶: محمد میاں صدیقی)

(نوٹ: اس کتاب پر مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری طیب اور دیگر دیوبندی علماء کی تقریظات موجود ہیں)

تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم شاعر کا عظیم کلام اگر فریق مخالف نہ سمجھ سکیں تو اس پر

"ہمیں افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ اہل علم کا کلام سمجھنے کے لئے کچھ علم درکار ہے" (سیفِ یمانی: ص ۶۰)

تو دیوبندی مصدقہ کتاب سیفِ یمانی کے اصول کے مطابق اہل علم کے کلام کو سمجھنے کے لئے علم درکار ہے یعنی جاہل لوگ اہل علم کا کلام سمجھ نہیں سکتے،یہی وجہ ہے کہ مخالفین حضرات اپنی جہالت کی وجہ سے اس شعر کو سمجھ نہ سکے اور اس "کو توڑ مروڑ کر اپنے من مانے مطلب کے مطابق بنانے کی کوشش کی ہے"

اس شعر میں لفظ "بعد" نہیں "بُعد" ہے

اس شعر میں جو لفظ "بعد" لکھا ہے وہ "ب" پر زبر کے ساتھ والا "بعد" نہیں ہے بلکہ اصل میں یہ لفظ "ب" پیش کے ساتھ "بُعد" ہے،جس کا مطلب "دور" ہوتا ہے۔قدیم اردو کتب

میں یہ لفظ "بُعد" بغیر پیش کے استعمال ہوتا تھا۔ اس پر ہم مخالفین حضرات ہی کے گھر سے صرف چند حوالے پیش کر دیتے ہیں۔

(1)......علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی دیوبندی کی کتاب میں لکھا ہے کہ:

"یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے قریب ہے اور تیزی میں کسی قدر **بعد** آ گیا ہے"

(دعوت عبدیت: ج 1، سیرت الصوفی ص ۷۰)

(2)......اسی طرح اشرفعلی تھانوی صاحب کی "ملفوظات حکیم الامت جلد ۲۹ ص ۱۱۱ مجلس ۲۷، ص ۱۷۷ مجلس ۴۴" میں بھی "**بعد**" [دور] کا لفظ بغیر پیش کے لکھا ہوا ہے۔

(3)......مولوی زکریا دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"اپنے وساوس وخطرات پر قیاس کرنا محض غلط ہے کہ یہ **بعد** ہے اور وہ عین قرب"

(تاریخ مشائخ چشت ص ۲۶۳)

تو خود مخالفین کی کتب سے بھی واضح ہے کہ "بعد" (دور) کا لفظ بغیر پیش کے بھی لکھا جاتا ہے۔ اور ہمارے علماء اہل سنت نے یہاں "بُعد" مراد لیا ہے۔

تو جب شعر میں یہ لفظ پیش والا "بعد" [یعنی بُعد] ہے تو اس شعر کا مطلب بالکل واضح ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کثرت دی ہے وہ قلت (کمی) سے بہت دور [بُعد] ہے اور جو عزت ملی ہے وہ ذلت سے بہت دور (بُعد) ہے۔ اب "نا معلوم اس قدر صاف اور سیدھے مطلب کو کس غرض سے الٹا کیا جاتا ہے"۔ (مجموعہ رسائل چاند پوری: ص ۱۱۸: توضیح البیان: ص ۸: دیوبندی)

دیوبندی اصول سیدھا معنی چھوڑ کر کوئی اور معنی مراد لینا؟

پھر جب یہاں لفظ ''بُعد'' ہے تو اس کے بجائے لفظ ''بعد'' مراد لیکر بقول ابو ایوب دیوبندی ''اس کو توڑ مروڑ کر اپنے من مانے مطلب کے مطابق بنانے کی کوشش کرنا'' [ملخصاً] بھی اصول دیابنہ کے مطابق باطل و مردود ہے کیونکہ دیوبندی امام مرتضیٰ حسن در بھنگی نے لکھا ہے کہ:

''سیدھے معنے کو چھوڑ کر وہی معنی مراد لیے جاتے ہیں جس میں آپ ﷺ کی توہین نکلے۔ گو مصنف کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو چہ جائیکہ مراد ہوں۔ لفظوں سے نکلیں یا نہ نکلیں۔ سیاق وسباق موید ہو یا نہ ہو۔ مگر کریں کیا...... (دیوبندی)...... دل سے مجبور ہیں سوائے ایک مضمون کے کسی عبارات کا اور مطلب ہی سمجھ نہیں آتا ۔کفر کی عینک سے تمام عالم کو دیکھتے ہیں۔ نعوذ باللہ العظیم''

(مجموعہ رسائل چاند پوری: ص ۱۱۹: توضیح البیان: ص ۹)

تو دیوبندی حضرات اپنے اکابرین کے ان اصولوں پر تھوکیں یا اپنے بڑوں کی طرح ان اصولوں کو بھی حمام میں جھونک دیں یا اپنے بڑوں کی طرح ان کو بھی آگ لگا دیں یا پھر تسلیم کریں کہ وہ سینوں سے بغض وعناد کی وجہ سے سیدھے معنی کو چھوڑ کر وہی معنی مراد لیتے ہیں جس کو وہ کھینچ تان کر آپ ﷺ کی توہین کا پہلو نکالتے ہیں اور ان کا یہ عمل نہ صرف دل سے مجبور ہو کر بلکہ اہل سنت و جماعت کے بغض وعناد اور دشمنی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ دیوبندی دھرم کے اصولوں کی بنیاد پر اس طرح کی عبارات و کلام پر اعتراض دیوبندی دھرم سے بغاوت بلکہ باطل و مردود ہے۔

دیوبندی اصول" واضح عقائد کے باوجود غلط بات منسوب کرنا دجل وفریب

علماء دیوبند نے خود یہ اصول لکھا ہے کہ:

"یہ بھی ایک مسلمہ اصول ہے کہ کسی جماعت کے عقائد کے لئے سب سے اول اس کے کلام کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اس کے فتاویٰ دیکھ لینے چاہیے، حدیث اور تفسیر کے فن میں اگر اس کا ذخیرہ ہے اس کا مطالعہ کر لینا چاہیے، اگر اس کے عقائد اس کے کلام کی کتابوں، اس کے فتاویٰ اور حدیث وتفسیر کی خدمات میں مدون اور واضح ہوں، تو اس جماعت کے وہی عقائد معتبر سمجھے جائیں گے، اگر کوئی شخص ان تمام سے صرفِ نظر کر کے وعظ ونصیحت، سوانح یا حکایات کی کوئی کتاب اٹھا کر اس کی کوئی محتمل عبارت پیش کرتا ہے اور اس عبارت سے ایسا عقیدہ اخذ کرتا ہے جو اس کے کلام کی کتابوں اور اس کے فتاویٰ میں بیان کردہ عقیدہ کے بالکل بر خلاف اور برعکس ہو تو مہذب سے مہذب زبان میں بھی اس حرکت کو جھوٹ، افتراء اور خیانت سے تعبیر کیا جائے گا" (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ: ص ۳۳، ۳۴)

اسی طرح ایک اور دیوبندی مولوی نے لکھا ہے کہ:

حضرت مولانا...... [سیدی اعلیٰ حضرت: از رضوی]...... کا عقیدہ جو ان کی تالیفات سے بالکل واضح ہے اور اب اگر کوئی شخص مذکورہ بالا عقائد [جو سیدی اعلیٰ حضرت کی کتب میں بالکل واضح موجود ہیں ان: از رضوی] کے برعکس کوئی بات حضرت...... کی طرف منسوب کرتا ہے تو یقینا [ایسا شخص] مفتری، دغا باز ہے اور مولانا کے نام پر سادہ لوح عوام کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

(عقیدہ حیات قبر اور علمائے اسلام: ص126)

تو ابوایوب دیوبندی جیسے اجہل دیوبندی ان اصولوں سے آنکھیں بند کر کے اپنے گھر کے گیہوں کے دانوں میں کیوں گھس جاتے ہیں۔جناب! جب تمہارے علماء دیوبند کا اصول یہ ہے تو تم کس منہ سے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگا رہے ہو۔سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو وہ ہستی ہیں جنہوں نے ساری زندگی امام الوہابیہ کی گستاخانہ عبارت "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے" (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۲۵) کا رد فرماتے رہے،اور ان کی کتب وفتاویٰ میں اس گستاخانہ عقیدے کا جگہ جگہ رد موجود ہے۔ان کی کتب سے ان کے عقائد ونظریات بالکل واضح ہیں لہٰذا ان" کے فتاویٰ میں بیان کردہ عقیدہ کے بالکل برخلاف اور برعکس ان کا عقیدہ جو ان کی تالیفات سے بالکل واضح ہے ان سب کے خلاف ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کرنے والے دیوبندی حضرات اپنے ہی اصولوں کے مطابق ،مفتری ،دغا باز ،سادہ لوح عوام کو دھوکہ دینے والے اور جھوٹے ہیں۔

اسی طرح جب سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے ان کا با ادب پاک وصاف ستھرا عقیدہ واضح ہے تو اب

"مؤلف کے کلام [شعر] کی ایسی توجیہ کرنا جو اس کے مشہور عقیدہ کے خلاف ہو "توجیہ القائل بما لا یرضی بہ قائلہ" کے قبیل سے ہے اور خیانت وبددیانتی ہے"
(ضرب المہند علی القول المسند:ص ۲۰۰)

لہٰذا یہ مخالفین کی خیانت وبددیانتی ہے کہ وہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ونظریات کے خلاف ان کے ذمے ایسی بات لگا رہے ہیں "جوان ......(سیدی اعلیٰ حضرت) کے کبھی

خیال میں بھی نہیں گزرا'' (الشہاب الثاقب: ۲۴۲)

دیوبندی مسلمہ اصول کے مطابق اہل سنت کی مراد معتبر

قارئین کرام! جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں لفظ بَعد نہیں بلکہ بُعد ہے اور یہی مراد ہمارے جید علماء و مناظرین حضرات لیتے ہیں۔

(☆)......فقیہ اسلام قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ، حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بُعد مراد لیا ہے۔ (آڈیو بیان)

(☆)......فاتح مناظر جھنگ حضرت علامہ اشرف سیالوی صاحب نے اس شعر میں بُعد مراد لیا ہے۔ (ہدایۃ المتذبذب الحیر ان فی الاستعانۃ باولیاء الرحمان'' ص171)

(☆)......مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابو حفص پیر سید مظفر شاہ صاحب قادری حفظہ اللہ نے بُعد مراد لیا ہے'' (ویڈیو)

(☆)......مناظر اہل سنت حضرت عبد التواب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بُعد مراد لیا ہے۔ (مناظرہ ویڈیو)

(☆)......مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی صاحب حفظہ اللہ نے اس شعر میں بُعد مراد لیا ہے (مناظرہ ویڈیو)

(☆)......مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا مفتی مشاہد کاظمی صاحب حفظہ اللہ نے اس شعر میں بُعد مراد لیا ہے۔ (ویڈیو)

اسی طرح بڑے بڑے جید سنی علماء و مصنفین حضرات نے اس شعر میں بُعد مراد لیا ہے۔ جب خود سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے خاندان والے (یعنی تاج الشریعہ) اور سیدی

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار "بُعد" مراد لے رہے ہیں تو علماء دیوبند کے مسلمہ اصول کے مطابق یہی مفہوم معتبر مانا جائے گیا۔

(1)......علماء دیوبند کے مفتی حماد نے یہ اصول لکھا ہے کہ:

''اگر کسی مصنف کا معتبر شاگرد اپنے استاد کے الفاظ کی تشریح کرے گا تو اس کو تسلیم کیا جائے گا۔ فقہ میں اس کی مثالیں بے شمار ہیں''

(صراط مستقیم پر اعتراضات کا جائزہ:35,34)

علماء دیوبند کی یہ کتاب اس اعتبار سے بھی معتبر ہے کہ دیابنہ کی مصدقہ کتاب ''دفاع'' میں بھی اسی دیوبندی مفتی حماد اور اس کی اسی کتاب کو پیش کیا گیا۔

(2)......اسی طرح علماء دیوبند کے فقیہ العصر مفتی رشید احمد لکھتے ہیں کہ:

"[۱] یہ امر معقول اور مسلم ہے کہ کسی کے کلام یا تحریر کا وہی مطلب معتبر ہوگا جو متکلم یا محرر خود بیان کرے [۲] متکلم یا محرر نے خود کوئی وضاحت نہیں کی تو اس کے کلام یا تحریر کا مفہوم وہ لیا جائے گا جو اس کے خواص یا مقربین بیان کریں کیونکہ اغیار کی بنسبت احباب واقارب مرادِ متکلم سے زیادہ واقف ہوتے ہیں"

(فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت:ص ۳)

اسی طرح علماء دیوبند کے ''تتمہ احسن الفتاوی: جلد ۸ کتاب الایمان والعقائد:ص ۴۴ میں بھی یہی حوالہ موجود ہے۔

تو علماء دیوبند نے خود یہ اصول تسلیم کیا کہ اگر کسی مصنف کا معتبر شاگرد یا اس کے خواص یا مقربین، احباب واقارب میں سے کوئی اس مصنف (متکلم یا محرر) کے کلام یا تحریر کا

مفہوم بیان کرے تو وہی مطلب معتبر ہوگا تو جناب علماء دیوبند یہاں اپنے اس مسلمہ اصول سے بغاوت کرنے کے بجائے اس کو تسلیم کریں اور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا وہی مطلب معتبر تسلیم کریں جو ان کے پیروکار علماء اہل سنت بیان کررہے ہیں۔

بت پرستی کو تابعداری کہنا درست تو بعد کو بُعد ماننا کیوں درست نہیں؟

مزید ایک حوالہ اور ملاحظہ کیجیے کہ دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی سے حضرت خسرو دہلوی کے قول "محلق میگوید که خسرو بت پرستی میکند......" (خلق کہتی ہے کہ خسرو بت پرستی کرتا ہے۔ہاں ہاں بیشک کرتا ہے تم سے میرا کوئی واسطہ نہیں) کے بارے میں سوال ہوا تو علماء دیوبند کے امام نے جواب دیا کہ:

"حسب اصطلاحاتِ شعراء مطلب صحیح ہے بت پرستی سے مراد ان کی تابعداری محبوب کی ہوتی ہے تو محبوب ان کے سیدی شیخ نظام الدین قدس سرہ تھے ان کی اطاعت، اطاعت حق تعالی کی تھی" (فتاوی رشیدیہ:ص 61)

تو اب دیوبندی حضرات اپنے امام کے اس فتوے کو سامنے رکھیں کہ جب لفظ "بت پرستی" سے مراد "تابعداری" لے سکتے ہیں، اور شعر کو درست کہہ سکتے ہیں تو جناب سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاف ستھرے شعر میں لفظ بعد کو بُعد کیوں نہیں پڑھ سکتے ؟ اور آخر اس کو بعد کہہ کر پھر اس کو اپنا غلط معنی پہنانے پر ہی کیوں بضد ہیں ؟ یقینا یہ اہل سنت و جماعت سے بغض وعناد ہی ہے کہ جناب اپنے علماء واکابرین وہابیہ تک کے اصولوں کو پس پشت ڈال کر خواہ مخواہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شعر" کو توڑ مروڑ کر اپنے من مانے مطلب کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں"[ملخصاً] بلکہ بزبان در بھنگی سیدھے معنی کو

چھوڑ کر اپنا خود ساختہ معنی مراد لیتے ہیں دیوبندی اپنے دل کے بغض کے ہاتھوں مجبور ہیں۔

پیر نصیر الدین کا حوالہ دیوبندیوں کو مفید نہیں

دیوبندی حضرات یہاں پر پیر نصیر الدین کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ پیر نصیر صاحب نے اس شعر میں بُعد مراد لیا ہے۔

تو ہم کہتے ہیں کہ جناب خود آپ کے ابوایوب دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''پیر نصیر...... کا بریلوی کہلانے سے انکار'' (سفید و سیاہ پر ایک نظر: ص ۴۳)

تو جب پیر نصیر بریلوی نہیں تو غیر بریلوی کو ہمارے ذمہ لگانا اصول دیابنہ کا اپنے منہ پر تھوکنا ہے کیونکہ خود دیوبندیوں نے لکھا کہ:

"ایک غیر دیوبندی عالم کی طعن و تشنیع کو علمائے دیوبند کے حصے میں ڈال رہے ہیں ......کیا انصاف، دیانت و عدالت کے کسی ادنی معیار پر بھی یہ استدلال پورا اتر سکتا ہے" (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ: ۳۷)

لہٰذا دیوبندی اصول کے مطابق جب پیر نصیر بریلوی نہیں تو ان کو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمان یا شارح ٹھہرانا اصول دیابنہ کے مطابق خود دیوبندیوں کی بد دیانتی اور بے انصافی ہے۔

نیز آپ کے امام سرفراز صفدر دیوبندی نے خود یہ اصول بھی لکھا کہ:

"شرعاً و قانوناً و اخلاقاً یہ ضروری نہیں کہ جو رائے آدمی کسی دوسرے کے بارے میں قائم کرے تو وہ دوسرے پر نافذ ہو" (اظہار العیب فی کتاب اثبات علم الغیب: ص ۱۰۸)

"تذکرۃ الرشید کی یہ عبارت حضرت مولانا گنگوہی کی نہیں بلکہ مؤلف تذکرۃ الرشید

کی اپنی ہے اور یہ ان کا ذاتی نظریہ اور عندیہ ہے"

(اظہار العیب فی کتاب اثبات علم الغیب: ص ۱۰۳)

تو جناب کا جب اصول یہ ہے تو پھر پیر نصیر کی رائے، ان کے ذاتی نظریئے کو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ لگانا دیوبندی حضرات کی غیر شرعی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی حرکت ہے لہٰذا دیوبندی حضرات غیر شرعی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی جرم کے مرتکب ہوئے۔ نیز پیر نصیر دیوبندی اصولوں کے مطابق غیر معتبر ہونے کی وجہ سے پیش نہیں کیے جاسکتے۔ ہاں دیابنہ میں دم خم ہے تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش کریں کہ انہوں نے معاذ اللہ! امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی کی طرح ذلیل کہا ہو۔ لیکن قیامت تک ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔

حدائق بخشش کے شارحین کی مراد؟

مولوی ایوب دیوبندی لکھتا ہے کہ:

"ایک بریلوی کہنے لگا کہ یہ تو لفظ "بُعد" (پیش کے ساتھ) ہے۔ "بَعد" (زبر) کے ساتھ نہیں میں [دیوبندی] نے کہا میرے پاس حدائق بخشش کی کئی شرحیں ہیں مفتی غلام حسن قادری لاہوری کی، مولوی نعیم اللہ خان قادری کی، مفتی محمد خان قادری کی، صوفی امام الدین کی ان سب نے تو "بعد" (زبر کے ساتھ) مانا ہے۔

(دست و گریبان صفحہ ۹۲)

اولاً تو ابوایوب دیوبندی کے جواب میں اس کے امام سرفراز صفدر کا اصول ہی پیش کرتے ہیں کہ:

"شرعاً و قانوناً و اخلاقاً یہ ضروری نہیں کہ جو رائے آدمی کسی دوسرے کے بارے میں

قائم کرے تو وہ دوسرے پر نافذ ہو" [ص ۱۰۸]

"یہ ان کا ذاتی نظریہ اور عندیہ ہے" (اظہار العیب: ۱۰۳)

لہٰذا اس دیوبندی اصول کے مطابق ضروری نہیں کہ جو مراد ان شارحین نے لی ہے وہی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہو۔

دوسری بات ابوایوب دیوبندی بتائے کہ یہ صوفی امام الدین کون ہیں؟ اس کی شرح کا نام کیا ہے؟ کہاں سے یہ شائع ہوئی؟ بالفرض یہ کوئی ہے بھی، تو اپنے اصول دیابنہ کے مطابق ثابت کرے کہ یہ ہمارے ہاں کوئی معتبر شخصیت ہے؟ ورنہ غیر معتبر کو ہمارے ذمہ لگانا خود دیوبندی اصولوں کا خون کرنا ہے نیز یہ بھی بتائے کہ کیا کسی صوفی کی بات حجت ہوتی ہے؟ حیرت ہے کہ گھر کی بات آئے تو اپنے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی قبول نہیں کرتے لیکن ہمارے خلاف آج کے صوفی صاحب کو پیش کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ!

دیوبندی نام نہاد مناظر عبد الغفور مہتمم مدرسہ تحفیظ القرآن والعلوم الشریعہ عیدگاہ صادق آباد اور ایک سنی عالم دین کا مناظرہ ہوا، سنی عالم نے دیوبندی رشید احمد لدھیانوی کی کتاب انوار الرشید کی گستاخانہ عبارات کو پیش کیا۔ تو دیوبندی عبد الغفور نے اس کے جواب میں کہا کہ

"میں (عبد الغفور دیوبندی) نے اس (سنی) مولانا صاحب کے تمام اعتراضات کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ جس مفتی رشید صاحب کی کتاب تم مجھے دکھا رہے ہو وہ ہمارا بزرگ ومقتداء نہیں اور نہ اس کی یہ ناہنجار کتاب ہمارے لئے قابل حجت بھی ہے۔ اس سے تمام دیوبندیوں پر اعتراض نہیں اٹھ سکتا۔ اس (سنی مولانا) نے کتاب اکابر علماء دیوبند نکال کر کہا کہ دیکھو یہ تمہاری کتاب ہے۔ اس میں مفتی صاحب کا

نام اکابرین دیوبند میں لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ لکھا ہوگا۔ لکھنے سے کچھ فرق نہیں پڑسکتا۔ اس کتاب کا لکھنے والا خود ہمارے لئے قابل اعتماد شخصیت نہیں۔ تو اس کی یہ کتاب ہمارے لئے کیسے قابل اعتماد ہوسکتی ہے"(زہریلے تیر: ص ۳ دیوبندی)

دیوبندیوں کے اس حوالے سے بھی بالکل واضح ہوگیا کہ جو شخص بزرگ و مقتداء نہ ہو وہ قابل حجت نہیں ہوتا خواہ کوئی اسے مفتی کہے یا کوئی مرید اندھی محبت میں اسے اکابرین میں شامل کردے تو جب علماء دیوبند اس بات کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کے نام نہاد مناظرین کس منہ سے پیر نصیر، مفتی خان قادری جیسے حضرات کو پیش کرتے ہیں؟

شارحین کی مراد سے بھی مخالفین کی مراد پوری نہیں ہوسکتی

اگر ان شارحین نے لفظ بعد بھی مراد لیا ہے تب بھی جو باطل مراد مخالفین اس شعر سے لے رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذلت کے بعد عزت ملی [معاذ اللہ] اس طرح کی کوئی مراد ان شارحین نے ہرگز ہرگز نہیں لی۔ اگر مخالفین میں دم خم ہے تو لائیں ایسا حوالہ ان شارحین کا اور پیش کریں، لیکن ان شاء اللہ عزوجل! ان شارحین کا بھی ایسا حوالہ پیش نہیں کرسکتے۔

نیز علماء دیوبند کا مصدقہ اصول ہے کہ:

"علماء کے اشعار کا کثیر المعنی ہونا کوئی لائق تعجب امر نہیں" (سیف یمانی: ص ۵۸)

تو اگر بعض شعرا نے بَعد مراد بھی لیا ہے تو اس صورت میں بھی انہوں نے ذلت کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہرگز نہیں کی بلکہ انہوں نے اس سے پچھلے مصرعے میں جو "قلت" اور "کثرت" کا ذکر ہے اس سے مراد اہل عرب کو لیا ہے کہ آغاز میں مسلمانوں کی قلت تھی۔ مولانا نعیم اللہ خان قادری اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکات کے طفیل مسلمانوں کی قلت کو کثرت میں بدل دیا۔ وہ بے سروسامانی کے عالم میں تھے حتیٰ کہ مسلمانوں کو ہجرت کے بعد استقامت اور غلبہ عطا فرمایا۔ مسلمانوں کو فتوحات کے بعد فتوحات حاصل ہوئیں اور چارسو مسلمانوں اور اسلام کو عزت وغلبہ حاصل ہوا۔ اور کفر وشرک کی ذلالت سے اسلام اور توحید کی عزت بلند ہوئی"

(شرح سلام رضا صفحہ 58-59-اویسی بک سٹال 2011)

مولانا غلام حسن قادری صاحب نے بھی یہی بات لکھی کہ

"اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دین کو جس کے ماننے والے ابتداء میں کم تھے مگر بعد میں اس قدر زیادہ ہوگئے کہ گنتی مشکل ہوگئی اور اس طرح کمزوری کے بعد اللہ نے اپنے دین کو عزت طاقت اور غلبہ عطا فرمایا یہ سب حضور علیہ السلام کی محنت تھی"

(شرح حدائق بخشش: ص1013)

اور مسلمانوں کی قلت اور کثرت کا ثبوت خود قرآن پاک میں اس طرح موجود ہے کہ

"وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ" اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔ (پ4 آل عمران 123)

لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کثرت عطا فرمائی۔

"اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" "بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی" (پ26 فتح1)

"اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا"

''جب اللہ کی مدد اور فتح آئے۔ اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں'' (پ30: النصر ۱، ۲)

تو اس مصرع میں ابتدائی دور قلت (بے سروسامانی) اور پھر کثرت (فتح و کامیابی) کا ذکر فرما کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درود بھیجا ہے۔

اور دوسرے مصرع **''عزت بعد ذلت پر لاکھوں سلام''** میں اہل عرب کے اسلام لانے سے پہلے کفر وشرک کے دورِ ذلت اور اسلام لانے کے بعد کے دور عزت (ایمان والے زمانے) کا ذکر کیا ہے کہ پہلے اہل عرب کفر وشرک کی ذلت میں مبتلا تھے لیکن اسلام کے دامن میں آ کر عزت والے ہو گئے۔

جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ

''انکم یا معشر العرب کنتم علی الحال الذی علمتم من الذلۃ و القلۃ و الضلالۃ و ان اللہ انقد کم بالاسلام و بمحمد''

یعنی اے عرب والو! تم جانتے ہو کہ تم ذلت وقلت، ضلالت کے حال میں تھے اور اللہ نے تمہیں اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اس حال سے نکالا یعنی عزت والا بنایا'' (صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ۱۱۲۷: حدیث ۱۹۵: ص ۷۸۸)

تو اس لحاظ سے مانا جائے تو یہ دوسرا شعر اس روایت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ تو یہاں نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی طرف ذلت کی نسبت کی گئی نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات کی طرف ذلت کی نسبت ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایمان لانے سے قبل کا جو دور تھا، اس کفر وشرک کے دور کو ذلت کہا گیا ہے اور فرمایا گیا کہ کفر وشرک کی ذلت سے

نجات پا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے اسلام کے دامن میں جو داخل ہو گئے، مقام عزت پر فائز ہو گئے تو اس پر لاکھوں سلام۔ تو ان اشعار کا مطلب بالکل واضح ہے کہ پہلے مسلمانوں کا گروہ کم [قلت] تھا پھر کثیر [کثرت] ہو گیا۔ اور اسلام سے پہلے اہل عرب کفر و شرک کی ذلت و گمراہی میں تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی نعمت سے مالا مال کر کے عزت و بلندی عطا فرمائی۔

دیوبندی حضرات کا کسی شعر پر فتویٰ لگانا اپنے مسلک سے کھلی بغاوت

پھر آج کل کے نام نہاد دیوبندی مناظرین کا اشعار کو بنیاد بنا کر گستاخی کا فتوی لگانا خود ان کے اپنے دیوبندی مذہب کے اکابرین سے بغاوت اور بدترین مخالفت ہے۔ اکابرین علماء دیوبند نے اشعار کے بارے میں ایک اصول بیان کیا، جس کے مطابق دیوبندی نام نہاد مناظرین کا اشعار پر فتوی لگانا اور سنیوں کو گستاخ قرار دینا ہی اپنے دیوبندی مذہب کا خون کرنا ہے۔ علماء دیوبند کے نام نہاد رئیس المناظر محمد منظور نعمانی سنبھلی کی کتاب سیف یمانی جس پر متعدد علماء دیوبند کی تقریظات اور اس کتاب کے مستند و معتبر ہونے پر تصدیقی کلمات موجود ہیں۔ اس کتاب میں اشعار کے بارے دیوبندیوں نے جو اصول لکھا ہے وہ ملاحظہ کیجیے۔ کہتے ہیں کہ:

> "ہر وہ شخص جس کو کسی زبان کے ادب سے تھوڑی سی بھی دلچسپی ہوگی وہ بخوبی جانتا ہوگا کہ شعراء اپنے کلام میں کس قدر بعید استعارات اور کنایات سے کام لیتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات سطحی نظر میں ان کا کلام خالص کفر ہوتا ہے لیکن اگر بنظر دقیق دیکھا جائے تو اس میں حقیقت کا زبردست سبق ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء

کرام شعرا کے کلام پر فتوی کفر دیتے ہوئے نسبتہً زیادہ احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اگر اس اصول کو نظر انداز کر دیا جائے تو یقین ہے کہ تکفیر کی یہ آگ...... اس کی چنگاریاں بہت سے اسلامی خرمنوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں گی۔

صرف نمونے کے طور پر ہم چند مسلم الثبوت اولیا اللہ کے دو چار شعر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں شمس الملت والدین حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مامریداں رو بسوئے کعبه چوں آریم چوں

روبسوئے خانه خمار دار و پیر ما

جب ہمارا پیر مغاں ہی شراب کی بھٹی کی طرف جا رہا ہے تو ہم کعبہ کی طرف کیوں رخ کریں۔

مباش در پئے آزار دهر چه خواهی کن

که در شر یعت ما غیر از ین گنا هی نیست

بس کسی کی ایذا رسانی کے درپے نہ ہو اور جو بھی جی چاہے کرو کیونکہ ہماری شریعت میں دل آزاری کے سوا کوئی دوسرا گناہ نہیں۔

حضرت خواجہ میر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خلق مے گوید که خسرو بت پرستی مے کند

آرے آرے مے کند با خلق مارا کار نیست

خلق کہتی ہے کہ خسرو بت پرستی کرتا ہے۔ ہاں ہاں بیشک کرتا ہے تم سے میرا کوئی واسطہ نہیں

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست

ہر رگ من تار گشتہ حاجت ز نار نیست

میں کافر عشق ہوں مجھے مسلمانی کی ضرورت نہیں میری ہر ہر رگ تار تار ہو چکی ہے لہٰذا ز نار کی حاجت نہیں۔

یہ صرف نمونے کے طور پر چند شعر لکھ دیئے گئے جن حضرات نے تصوف کی کتابوں اور صوفیائے کرام کے دیوانوں کا مطالعہ فرمایا ہے ان پر ہرگز مخفی نہ ہوگا کہ بزرگان دین کے دیوانوں میں ایسے بہت سے شعر موجود ہیں جو سرسری نظر میں قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی تعلیمات کے صرف مخالف ہی نہیں بلکہ معاذ اللہ بظاہر ایک مقابلہ کی شان رکھتے ہیں تو ایک طاہر مبین حقیقت سے ناآشنا کی نظر میں ان حضرات قدسی صفات کی تکفیر کیلئے کافی سے زیادہ ہیں۔

تو کیا ہمارے یہ......دوستو وہاں بھی اسی جلد بازی سے کام لیں گے......مفتیان ......(دیوبند) حافظ شیرازی اور امیر خسرو و دیگر اولیاء کرام رحمہم اللہ کے متعلق کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔" (سیف یمانی: ۶۰۔۶۱: دیوبندی)

تو اب نام نہاد دیوبندی مناظرین اپنے اکابرین کے اس اصول کو نظر انداز کریں گے تو بقول منظور نعمانی دیوبندی اور دیابنہ کے اس مصدقہ اصول کے مطابق تکفیر کی یہ آگ...... اس کی چنگاریاں بہت سے اسلامی خرمنوں (بلکہ دیوبندی فرقے کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں گی) نیز دیابنہ کے اس مصدقہ اصول کے مطابق ہم بھی کہتے ہیں کہ

جو تکفیری ٹولہ......ہم سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر فتوے لگانے میں جلد بازی دکھاتا

ہے ایسے نام نہاد مفتیان دیوبند اپنے اصول کے مطابق پہلے حافظ شیرازی اور امیر خسرو و دیگر اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم پر فتوے لگائیں اور ان کے اشعار کی وضاحت لکھیں۔
بہرحال اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں کسی قسم کی گستاخی کا وہم وشک تک نہیں بلکہ وہابی حضرات اس "کو توڑ مروڑ کر اپنے من مانے مطلب کے مطابق بنانے کی کوشش کی ہے"۔
تو علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب کے اس اصول کے مطابق جو علماء دیوبند اس شعر (یا دیگر اشعار) پر اعتراض کرتے ہیں وہ حقیقت سے نا آشنا ہیں، ایسے دیوبندی حضرات سطحی نظر سے دیکھتے ہیں اگر بنظر دقیق دیکھتیں تو ان اشعار میں حقیقت کا زبردست سبق ملتا۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے کہ اس شعر میں یہ لفظ "بُعد" ہے تو اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کثرت دی ہے وہ قلت (کمی) سے بہت دور [بُعد] ہے اور جو عزت ملی ہے وہ ذلت سے بہت دور (بُعد) ہے۔

متعدد معانی ہوں تو بھی کفر کا فتویٰ نہیں دیوبندی اصول

بالفرض علی سبیل التنزل مخالفین حضرات کھینچا تان کر کے اس کو اپنے من مانے مطلب کے مطابق بنا بھی لیں تب بھی اصول دیابنہ کے مطابق دیوبندی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ علماء دیوبند کے سامنے یہ شعر پیش کیا گیا کہ

ع "وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہاں نہ ہو"

اور اس کے بارے میں شرعی حکم دریافت کیا گیا تو علما دیوبند نے جواب میں لکھا کہ:
"یہ شعر اپنے مضمون کے اعتبار سے متعدد معانی کو محتمل ہے، بعض معانی کے اعتبار سے محتمل کفر ہوسکتا ہے اور بعض معانی محتملہ کے اعتبار سے کفر کا شائبہ بھی نہیں اور با

تفاق فقہاء مصرح قرار پاچکا ہے کہ جب کسی لفظ میں متعدد معانی کفر کو مستلزم ہوں اور ایک ضعیف احتمال عدم کفر کا ہوتو اسی احتمال عدم کفر کو رائج قرار دیکر ارتداد کا حکم نہیں کیا جائے گا'' (فتاوی مظاہر علوم جلد اول ص ۳۳۶ کتاب الایمان والکفر)

یہ حکم تو ان اشعار کے بارے میں ہے جو اپنے مضمون کے اعتبار سے متعدد معانی کو محتمل ہو ،لیکن اس کے باوجود ایک ضعیف احتمال عدم کفر کا ہوتو اسی احتمال عدم کفر کو رائج قرار دیکر ارتداد کا حکم نہ دینے کا فتوی ہے تو پھر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کو بقول دیوبندی "توڑ مروڑ کر اپنے من مانے مطلب کے مطابق بنانے کی کوشش ......" کر کے پھر اس کو گستاخی اور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو گستاخ وکافر کہنا دیابنہ کے مسلکی بغض وعناد کا نتیجہ ہے۔سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شعر جس میں کسی قسم کی گستاخی کا شائبہ تک نہیں تو اس کو گستاخانہ اور سیدی اعلیٰ حضرت کو گستاخ وکافر قرار دینا نہ صرف بہت بڑی بدبختی وجرات ہے بلکہ مذہب وہابیہ کے اصولوں کا خون کرنے کے مترادف ہے۔وقت کی کمی کی وجہ سے اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے،ضرورت پڑی تو مزید گفتگو پیش کردی جائے گی۔(ان شاء اللہ عزوجل)

وما علینا الا البلاغ المبین۔

بندہ ناچیز احمد رضا قادری رضوی

﴿البرہان فی ردالبہتان والعدوان المعروف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور شان محبوبیت﴾

مولانا احمد رضا قادری رضوی حفظ اللہ

یا اللہ عزوجل　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اللہ تبارک وتعالی قرآن پاک پارہ 26 الحجرات 6 میں ارشاد فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا۔

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔

اسی طرح دوسری جگہ الحجرات 12 ارشاد ہوتا ہے کہ:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک بعض گمان گناہ ہوجاتا ہے۔

دین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شروع ہی سے دشمنان اسلام نے یہ سازش رچائی کہ ان کو بدنام کرنے اور حق سے بھٹکانے کے لیے مختلف بہتان باندھے، الزام لگائے، جھوٹ بولے، فریب دیئے، اور یہ سلسلہ اب بھی دشمنان اسلام کی طرف سے پورے زور و شور کے ساتھ جاری وساری ہے۔ دشمنان اسلام کی ایسی سازشوں کا حل رب کریم عزوجل نے بتادیا کہ:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا۔

بدمذہبوں، فاسقوں، دین اسلام کے دشمنوں کی ایسی خبروں کی خوب تحقیق کرلیا کرو اور بدگمانیوں سے بچو۔

اہل سنت و جماعت اور علمائے اہل سنت کے خلاف فرقہ وہابیہ دیابنہ بھی اپنے آقاؤں کے اسی شعار پر سختی سے عمل پیرا ہے، کہ ان کی طرف سے طرح طرح کے الزامات و بہتان تراشیوں کا سلسلہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اسی سلسلے میں مخالفین کی طرف سے ایک بہتان والزام ملفوظات اعلیٰ حضرت کے اِس ملفوظ پر لگایا جارہا ہے کہ ملفوظات میں لکھا ہے:

"ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کرگئی ہیں۔ دوسرا کہے تو گردن ماری جائے اندھوں نے صرف عَبدِیَت دیکھی شانِ مَحبُوبِیَت سے آنکھیں پھوٹ گئیں" (ملفوظات: حصہ سوم: ص228)

اس ملفوظ کو پیش کر کے دیوبندیوں کے مصنف دھما کہ، خالد محمود دیوبندی اور اسی طرح دیگر علماء وہابیہ نے اعتراضات کیے ہیں، اسی طرح ایک ویڈیو میں اسی احمدی اسمعیلی فرقے کے احمدی اسمعیلی ساجد خان نے اپلوڈ کی ہے جس میں انتہائی غلیظ و بے ہودہ الزام و بہتان باندھے ہیں۔ چوں کہ عوام الناس کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس معاملے کا علم نہیں جس کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اس لیے ہم آپ کے سامنے معترضین کے اعتراضات کا مکمل جواب پیش کرتے ہیں تاکہ حق و باطل واضح ہوجائے لیکن گزارش صرف اتنی ہے کہ اس مضمون کو اول تا آخر مکمل توجہ ویکسوئی کے ساتھ مطالعہ کیجیے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو بات کی ہے اس کی مکمل تفصیل تو آگے پیش ہوگی، تاہم اتنی عرض ہے کہ معترض جس معاملے کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی قرار دے کر امت مسلمہ کو اہل سنت و جماعت سے بدظن کر کے رافضیوں کو خوش کر رہے ہیں، اس معاملے کا تعلق غلبہ شان محبوبیت سے ہے جس کو مخالفین کے علماء واکابرین نے [ادلال] انس و ناز قرار دے

کرتسلیم کیا۔اور جس معاملے کا فیصلہ خالد محمود دیوبندی والیاس گھمن دیوبندی اپنی کتاب میں عوام الناس کوکرنے کا کہہ رہے ہیں کہ ''یہ فیصلہ اب آپ ہی کریں کہ کیا کوئی مسلمان ام المؤمنین کی شان میں اس قسم کی گستاخی کرسکتا ہے؟'' تو اسی معاملے پر خود علمائے دیوبند فیصلہ کر چکے اور خدا کی قدرت کہ خود معترض خالد محمود دیوبندی جو یہاں اعتراض کررہا ہے، اسے گستاخی وتوہین بتا رہا ہے یہی خالد محمود اپنی دوسری کتاب میں اسی معاملے کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انس و ناز کہہ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بات کی تصدیق کر چکا ہے، جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ان شاء اللہ عزوجل

باقی علمائے دیوبند کا اس واقعہ کو بیان کرکے یہ کہنا کہ یہ گستاخی ہے اس سے دل زخمی اور قلم تھراتا ہے تو [انہی کی کتب کے مطابق] یہ محض عوام الناس کے سامنے خود کو اہل بیت کے محب اور اہل سنت کو مجرم و گستاخ ثابت کرنے کا ایک ڈھونگ ہے اور محض مگر مچھ کے آنسو بہانے کے مترادف ہے۔

اہل اسلام خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ آج کے وہابی اور ان کے اکابرین تک کے دل ذات باری تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں لکھتے ہوئے نہیں کانپے، حبیب خدا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے اکابرین وہابیہ کے دل زخمی تو کیا انہوں نے کبھی ادنیٰ سی چبھن تک محسوس نہیں کی، وہابیوں کے قلم تو اس وقت بھی نہیں کانپے تھے، دل اس وقت بھی زخمی نہیں ہوئے تھے جب تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، صراط مستقیم اور ان جیسی درجنوں گستاخانہ کتب شائع ہوکر منظرِ عام پر آئیں۔اور وہابیوں دیوبندیوں کے دل اس وقت بھی زخمی نہیں ہوتے اور نہ قلم کانپتے ہیں جب اپنے

وہابی اکابرین کی ایسی گستاخانہ کتب کی عبارات کا دفاع کرتے ہیں۔

پھر ان دیوبندیوں کے قلم اس وقت نہیں کانپے، دل اس وقت زخمی نہیں ہوئے جب [دیوبندی امام تھانوی کے] عقد ثانی کے لیے ام المؤمنین کے نام سے گستاخانہ خواب گھڑے، جب وہابی مولوی نے صراط مستقیم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخانہ خواب بیان کیا۔ اورتو اوران کے دل اس وقت بھی زخمی نہیں ہوتے جب اپنے اکابرین کی ایسی گستاخیوں کے دفاع میں موٹی موٹی کتابیں لکھ کر اپنے بےنور دلوں کو مزید سیاہ کرتے ہیں۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہابیوں کے جدید مذہب اوران کے موجدین کا سر خنجر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کاٹ کر رکھ دیا

شیخ نجدی کا سر کاٹ کر رکھ دیا
خنجر اعلی حضرت پہ لاکھوں سلام

اس کی وجہ سے تمام نجدیوں وہابیوں کے دل ایسے زخمی ہوئے، کہ دن بہ دن ان کے زخم بگڑتے ہی جا رہے ہیں۔ اوران کے قلم الشاہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اوران کے چاہنے والوں کا جواب لکھتے ہوئے کانپ رہے ہیں، اب بیچارے کچھ کرتو سکتے نہیں اس لئے الزامات و بہتان تراشیوں کا سہارا لیکر اہل سنت کے روشن سورج کو پھونکوں سے بجھانے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔

﴿دیوبندی خالد محمود والیاس گھمن کا اعتراض﴾

خالد محمود دیوبندی اپنی کتاب میں سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان

رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگاتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیشک تمام مسلمانوں کی ماں ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو بیوی تھیں اور آپ کے حضور انتہائی مؤدب۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کبھی کوئی ایسا کلمہ نہیں کہا جس میں گستاخی ہو اور وہ شانِ اقدس کے منافی ہو یہ تصور کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلال کیساتھ پیش آتی تھیں آپ پر ایک تہمت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا دونوں کی گستاخی ہے۔ مگر افسوس مولوی احمد رضا خان کہتے ہیں کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایسی باتیں بھی کہہ جاتی تھیں جن پر شرعاً سزائے موت دی جا سکے۔ "ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا جو الفاظ شانِ جلال میں ارشاد کر گئی ہیں دوسرا کہے تو گردن ماری جائے۔ ملفوظات ۳/۸۷" یہ فیصلہ اب آپ ہی کریں کہ کیا کوئی مسلمان ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی شان میں اس قسم کی گستاخی کر سکتا ہے؟ استغفر اللہ العظیم۔ صحابہ کرام اور امہات المؤمنین کے بارے میں بریلوی مذہب کیا ہے؟ ہم اس کی مزید تفصیل میں نہیں جاتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں کی گئی اس گستاخی سے دل زخمی ہے اور بات کو آگے لے جانے سے دل لرزتا ہے اور قلم تھراتا ہے۔ (مطالعہ بریلویت جلد ۲ ص ۳۴۳)

یہی اعتراض الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی کتاب فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ ص ۳۸۸، ۳۸۹ پر بھی کیا ہے۔

ساجد خان احمدی اسمعیلی کا اعتراض "ویڈیو"

اسی طرح احمدی اسمعیلی نجدی مولوی ساجد خان اپنے (ویڈیو) بیان میں بدترین دجل و

فریب اور کذب بیانی سے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہوئے امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتا ہے کہ:

"مولوی احمد رضا خان لکھتا ہے کہ "ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں دوسرا کہے تو گردن ماری جائے" معاذ اللہ یہ مولوی احمد رضا خان کہتا ہے کہ ام المومنین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں وہ گستاخانہ الفاظ کہے ہیں، وہ گستاخیاں کی ہیں اگر کوئی اور وہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کرتا تو اس کی گردن اڑا دی جاتی، میں کہتا ہوں جھوٹ بولا اس نے ام المؤمنین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرنے والی تھیں ان کی توہین کرنے والی نہ تھیں...... اس میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں وہ وہ گستاخیاں کرتی تھیں کہ کوئی اور اگر یہ گستاخی کرے تو اس کی گردن ماردی جائے"

(ساجد خان دیوبندی ویڈیو)

قارئین کرام! یہ ہے احمدی اسمٰعیلی فرقہ وہابیہ کی طرف سے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر الزام و بہتان۔ (معاذ اللہ عزوجل) ان شاء اللہ عزوجل ہم اپنی اس تحریر میں اس کے دجل وفریب کو بے نقاب کریں گے۔

احمدی اسمٰعیلی فرقہ کا دجل وفریب کے کرشمے

حضرات گرامی سب سے پہلے ہم چند عبارات انہی کے گھر سے پیش کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ یہ احمدی اسمٰعیلی دیوبندی فرقہ کس طرح اپنے مخالفین کو خواہ مخواہ بدنام کرتا ہے، ان کی عبارات کو غلط انداز میں پیش کرتا ہے۔ اصل میں یہ احمدی فرقہ ہم سنیوں کا مخالف

ہے اور ان کا اپنا اصول ہے کہ مخالفت میں نظر صرف دوسروں [یعنی مخالف] کو بدنام کرنے پر ہوتی ہے چنانچہ ان کے مولوی صاحب خود لکھتے ہیں کہ:

''مخالفت میں دونوں فریقوں کی نظر دوسرے کو بدنام کرنے پر ہوتی ہے''

(خطبات صفدر: جلد ۲، دیوبندی بریلوی اختلاف:۳۱۵)

یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنے مخالفین کو خواہ مخواہ بدنام کرتے ہیں حتیٰ کہ یہ احمدی دیوبندی حضرات جس سے بھی اختلاف کریں ان کی عبارات کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ عام بندہ ان کے مغالطے کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خود ان کے اپنے امام سرفراز صفدر اپنے ہی دیوبندی مولوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"شوقِ اعتراض اور جذبہ تردید میں آکر محترم [دیوبندی علامہ] نے اُسے کیا سے کیا بنا ڈالا۔ جس سے ہر سطحی ذہن والا اور کم فہم آدمی ضرور مغالطے کا شکار ہو سکتا ہے"

(الشہاب المبین صفحہ ۱۳)

یعنی یہ لوگ اپنے مخالفین کی عبارات کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ سطحی ذہن والا اور کم فہم آدمی ضرور مغالطے کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور یہی کام انہوں نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس ملفوظ میں کیا۔

احمدی اسمعیلی مولوی ساجد کا دجل وفریب وکذب بیانی

معزز قارئین کرام! سابقہ صفحات پر آپ نے احمدی اسمعیلی نجدی مولوی ساجد خان کے ویڈیو بیان کی عبارت ملاحظہ فرمائی ہے، اس عبارت میں جو خط کشیدہ الفاظ ہے وہ ہرگز ہرگز سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ میں نہیں ہیں۔

ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ احمدی اسمٰعیلی مولوی مرتے مرجائے گا، مرکر مٹی میں مل جائے گا لیکن ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہ خط کشیدہ الفاظ نکال کر نہیں دِکھا سکے گا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس ملفوظ میں درج ذیل یہ الفاظ

"مولوی احمد رضا خان کہتا ہے کہ ام المومنین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں وہ گستاخانہ الفاظ کہے ہیں، وہ گستاخیاں کی ہیں......(یا)......"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں وہ وہ گستاخیاں کرتی تھیں"

یہ سارے الفاظ احمدی اسمٰعیلی مولوی اور اس قسم کے دیگر الفاظ اس فرقے کے مولویوں نے اپنی طرف سے کہے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ میں ہرگز نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف "گستاخی" کے الفاظ ہرگز منسوب نہیں کئے بلکہ بقول دیوبندی امام سرفراز کے (اس احمدی وہابی مولوی ساجد نے)

"شوقِ اعتراض اور جذبہ تردید میں آکر [دیوبندی علامہ] نے اُسے کیا سے کیا بنا ڈالا۔ جس سے ہر سطحی ذہن والا اور کم فہم آدمی ضرور مغالطے کا شکار ہوسکتا ہے"

(الشہاب المبین صفحہ ۱۳)

انہی کے ابوایوب احمدی وہابی کے مطابق (ساجد خان، مانچسٹروی، گھمن جیسے احمدی وہابی)

"بغض اہل سنت کی بیماری میں کس قدر آگے نکل چکے ہیں کہ عبارت غیر میں ایسے تصرف سے بھی باز نہیں آتے جس سے اس کا مفہوم بالکل بدل جائے"

(سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۲۵)

اور ساجد خان احمدی وہابی مولوی نے جو بات کہی ہے جو خط کشیدہ عبارت ہم پیچھے پیش کر چکے ہیں۔

''قارئین! یہ بات [خط کشیدہ الفاظ] امام اہل السنۃ کی کتاب میں کہاں ہے؟
[وہابی] علامہ صاحب اپنی بولی بول کر امام اہل السنۃ (سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)
کے ذمہ لگا رہے ہیں۔ امام اہل السنۃ نے یہ نہیں فرمایا''

(امام اہل السنۃ کا عادلانہ دفاع: ص ۱۲۴)

تو احمدیوں دیوبندیوں کے گھر سے ثابت ہو گیا کہ یہ حضرات اپنے مخالفین کی عبارات کو غلط انداز میں پیش کرتے ہیں جو بات وہاں ہوتی ہی نہیں اپنی بولی بول کر ان کے ذمے لگا کر شور شرابا کرتے ہیں۔

اس گفتگو کے بعد اب اصل اعتراض کے جواب کی طرف چلتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا تھا اور ان معترضین نے اس کو کیا سے کیا بنا کر پیش کیا۔

اعلیٰ حضرت کا ام المومنین رضی اللہ عنہا کیلئے باادب الفاظ کا چناؤ

ملفوظات شریف میں ہے کہ:

''ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں دوسرا کہے تو گردن ماری جائے۔ اندھو (یعنی گمراہوں) نے صرف عَبدِیَت دیکھی شانِ مَحبُوبِیَت سے آنکھیں پھوٹ گئیں'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص 332)

معزز قارئین کرام! سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو بات لکھی ہے وہ حدیث سے ثابت ہے (جو کہ ہم آگے پیش کریں گے) اور قربان جائیں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کہ آپ نے روایت کو پیش تو کیا لیکن آپ نے اپنی طرف سے کوئی ادنی سا ایسا لفظ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے استعمال نہیں کیا جو ام

المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان کے خلاف یا بے ادبی پر مشتمل ہو، نہ ہی کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جس کی وجہ سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات کو کوئی بد بخت تنقید کا نشانہ بنا سکے۔ بلکہ آپ خود مذکورہ عبارت پر غور فرمائیں تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہا کے مقام، ادب و احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا کہ "ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا جو الفاظ" شان جلال" [یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلیل القدر شان میں محبوبیت کے غلبہ سے] "ارشاد" کر گئی ہیں" دیکھئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ہرگز نہیں لکھا کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی گستاخی کی بلکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے "شان جلال" میں "ارشاد" کے الفاظ اور شان محبوبیت کے الفاظ استعمال کیے۔ حضرات گرامی! سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کا چناؤ دیکھیں۔ یہ ہے مقربین بارگاہ الٰہی کا ادب واحترام جو ہمیں ہمارے امام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سکھایا ہے لیکن فرقہ نجدیہ وہابیہ کی تفویۃ الایمان دیکھیں معاذ اللہ مقربین بارگاہ الٰہی کے لئے" ناکارہ لوگ"،" ذرہ ناچیز سے کمتر" اور" چمار سے ذلیل" جیسے الفاظ لکھے ہیں، امام الوہابیہ کے الفاظ کا چناؤ تو فحش واوباش اوران پڑھ جاہل طبقے کے الفاظ کی ادائے گی سے بھی بدتر ہے۔

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ کو وہابیہ نے گستاخی کہا مگر اعلیٰ حضرت نے شانِ محبوبیت کا غلبہ سمجھا

قارئین کرام! آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بارے میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح بہترین الفاظ کا چناؤ اوران کے مقام ومرتبہ کا مکمل لحاظ رکھا انہوں نے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کلام کے بارے میں ایسے الفاظ بھی نہیں لکھے کہ جن میں ہو کہ ان کا یہ کلام "بظاہر ادب رسالت کے خلاف" ہے۔ لیکن آیئے اب دیوبندی طرز

پر ہم یہ بتاتے ہیں کہ خود علماء دیوبند کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو کلام کیا اس کے بارے میں علماء دیوبند نے یہ لکھا ہے کہ:

''یہ الفاظ بظاہر ادب رسالت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں''

(آثارُالاحسان فی سَیرِ السُّلُوک والعِرفان: جلد دوم ص ۲۰۵، ۲۰۶)

دیوبندی تحریرات وانداز کے پیش نظر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ادب رسالت نہیں کرتی تھیں، ان کا کلام ادب رسالت کے خلاف تھا اور ان کا کلام ایسا تھا کہ بقول تھانوی'' جو دوسرا اگر کہے تو مردود ہو جائے'('شریعت وطریقت ص ۹۷) بقول دیوبندی اگر دوسرا ایسا کلام کہے'' گردن نپ جاتی''۔(شریعت وطریقت کا تلازم:ص ۲۰۴:۲۰۵)

تو دیابنہ احمدیہ اسمعیلیہ فرقے کو چاہیے کہ اب اپنے ان ملاؤں کی قبر پر (بقول ساجد خان) جوتیاں ماریں۔ یا پھر اگر رتی برابر انصاف ہے تو جن حضرات وہابیہ احمدیہ نے خواہ مخواہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگایا ان وہابیہ احمدیہ کو یا ان کی قبروں پر جوتیاں ماریں۔

دیوبندی گھر سے ثبوت ''جو دوسرا کہے تو مردود، گردن نپ جائے''

اب آیئے جو بات سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی وہی بات ہم فرقہ وہابیہ دیابنہ اسمعیلیہ احمدیہ کے گھر سے پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ خالد محمود مانچسٹروی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ کو''انس وناز'' کے عنوان کے تحت لکھا اور کہا کہ

''یہ الفاظ بظاہر ادب رسالت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ کو آپ کی بیوی ہونے کے تعلق سے بھی ایک مقام ناز حاصل تھا اور آپ

سے یہ الفاظ اسی ناز میں صادر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس پر نکیر نہ فرمائی" (آثارُالاحسان فی سیرِ السُّلوک والعرفان: جلد دوم ص ۲۰۵، ۲۰۶ خالد محمود دیوبندی)

تو دیوبندی مولوی صاحب کے مطابق سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ "مقام انس و ناز" میں شامل ہیں۔ اب انس و ناز میں بعض بزرگ ہستیاں ایسی باتیں کر جاتی ہیں ان کے بارے میں خود دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی "انس و ناز" کا عنوان دے کر کہتے ہیں کہ

"بعض بزرگوں پر غلبہ بسط سے ادلال کا حال وارد ہو جاتا ہے اور وہ اس وقت ناز میں آ کر ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو دوسرا اگر کہے تو مردود ہو جائے"

(شریعت وطریقت ص ۹۷: تھانوی)

اسی طرح بزرگوں کے اقوال کے بارے میں مولوی زکریا دیوبندی نے اپنے مولوی یعقوب کا واقعہ لکھا:

"ارواحِ ثلثہ حکایت نمبر ۲۴۹ میں ہے جناب مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی اپنی درسگاہ میں نہایت پریشان بیٹھے تھے۔ امیر شاہ خان اور چند دوسرے اشخاص بھی اس وقت پہنچ گئے۔ مولانا نے فرمایا رات مجھ سے بڑی غلطی ہو گئی۔ میں نے حق تعالیٰ سے کچھ عرض کیا، حضور نے کچھ جواب ارشاد فرمایا میں نے پھر کچھ عرض کیا (جو ظاہراً گستاخی تھی) اس کے جواب میں ارشاد ہوا بس چپ رہو بکو مت (ایسی گستاخی) یہ سن کر میں خاموش ہو گیا اور بہت استغفار اور معذرت کی۔ بالآخر قصور معاف ہو گیا۔ حضرت نانوتوی نے جب یہ قصہ سنا تو گھبرا کر اٹھ گئے اور فرمایا کہ افوہ! مولوی محمد یعقوب نے ایسا کہا توبہ، توبہ توبہ بھائی یہ انہی کا کام تھا کیونکہ وہ

مجذوب ہیں، اگر ہم ایسی گستاخی کرتے تو ہماری تو گردن نپ جاتی''

(شریعت و طریقت کا تلازم: ص ۲۰۴: ۲۰۵: زکریا)

دیابنہ کے ان حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ بعض بزرگوں سے بعض اوقات ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن پر ان کے مقامِ محبوبیت یا مقامِ انس و ناز کی وجہ کوئی گرفت نہیں، نہ ان پر کوئی شرعی فتویٰ لگایا جا سکتا ہے لیکن وہی الفاظ کوئی "دوسرا اگر کہے تو مردود ہو جائے"۔ (شریعت و طریقت ص ۹۷: تھانوی) "اگر ہم ایسی گستاخی کرتے تو ہماری تو گردن نپ جاتی" (شریعت و طریقت کا تلازم: ص ۲۰۴: ۲۰۵: زکریا)

تو جو بات سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے کہ:

''دوسرا کہے تو گردن ماری جائے'' (ملفوظات: حصہ سوم: ص 228)

وہی بات علماء دیابنہ احمدیہ اسمعیلیہ نے ایسی ہستیوں کے بارے میں لکھ دی۔

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو دونوں ہم درِ جاناں پہ جا ملے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شانِ جلال میں ارشاد فرمایا "حدیث شریف"

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو لکھا اس کا ذکر احادیث مبارکہ، کتبِ تفسیر اور خود علمائے وہابیہ کی کتب میں بھی موجود ہے۔ لیکن معترض حضرات لاعلمی کی وجہ سے یا پھر محض مسلکِ اہل سنّت و جماعت سے بغض و عناد کی بنا پر خواہ مخواہ بہتان باندھتے ہیں، بہرحال ہم آپ کے سامنے وہ احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں، جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شانِ جلال میں وہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

ترمذی شریف میں روایت موجود ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت پر آیات کا نزول نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا تو آپ فرماتی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار دیکھ رہی تھی آپ پیشانی کو پونچھ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تجھے خوش خبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل کر دی ہے۔

"قالت فکنت اشد ما کنت غضبا فقال لی ابو ای قومی الیه فقلت لا و الله لا اقوم الیه و لا احمده و لا احمد کما و لکن احمد الله الذی انزل براتی . . ."

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نہایت غصہ میں تھی میرے والدین نے فرمایا (عائشہ، بطور شکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اٹھو۔ میں نے کہا۔ اللہ کی قسم ! نہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اٹھوں گی اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بیان کرونگی اور تمہاری تعریف بھی نہیں کروں گی بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرونگی جس نے میری برأت نازل فرمائی۔ الخ۔

(ترمذی جلد ۲ ابوب تفسیر القرآن، و من سورۃ النور" صفحہ ۴۶۶)

اس روایت میں صاف موجود ہے کہ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جلال میں تھیں، اور ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ الفاظ

و الله لا اقوم الیه و لا احمده . . . الخ

اللہ کی قسم ! نہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف [بطور شکر] اٹھوں گی اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بیان کروں گی۔

حضرات گرامی !" ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی تھیں۔ انہی

کی طرف اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات میں اشارہ فرمایا تھا۔

اب یہاں چوں کہ معاملہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے اس لیے ان کی شانِ محبوبیت [یا بقول دیابنہ 'انس و ناز'] ہے جس کی وجہ سے ان پر تو کسی قسم کا اعتراض نہیں، اور خود خالد محمود دیوبندی [جس نے اعتراض کیا ہے] وہی اپنی کتاب ''آثار الاحسان صفحہ 206' 'میں اس واقعہ کے بارے میں کہتا ہے کہ

''یہ الفاظ بظاہر ادبِ رسالت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ کو آپ کی بیوی ہونے کے تعلق سے بھی ایک مقامِ ناز حاصل تھا اور آپ سے یہ الفاظ اسی ناز میں صادر ہوئے اور آنحضرت نے بھی اس پر نکیر نہ فرمائی''

اب ہم تمام معترضین سے دریافت کرتے ہیں کہ بتایئے کہ اگر یہی الفاظ (کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکر ادا نہیں کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بیان نہیں کرتا) کوئی عام شخص غضب میں کہے تو کیا تمہارے نزدیک وہ گستاخ رسول کہلائے گا کہ نہیں؟ اور گستاخ رسول کی سزا سر قلم ہے کہ نہیں؟ لیکن یہی الفاظ ام المومنین رضی اللہ عنہا شان جلال میں ارشاد فرمائیں تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر نکیر نہ فرمائیں تو کسی ملاں کی کیا اوقات کہ وہ ان پر اعتراض کر سکے۔

تو ملاں مانچسٹروی کے مطابق یہ اصول واضح ہوا کہ ایک عام بندے اور مقام انس و ناز (مَحْبُوبِیَت) پر فائز بندے میں فرق ہے۔ یعنی ان کے مطابق ممکن ہے کہ ایک ہی بات ایک عام شخص کہے تو اس کا حکم جدا ہو اور وہی بات مقام انس و ناز والا کہے تو حکم جدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خود مخالفین نے بھی یہاں تسلیم کیا کہ آپ رضی اللہ عنہا کو مقام ناز (انس و ناز) حاصل تھا

لہذا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس پر نکیر نہ فرمائی۔

اسی لئے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں دوسرا کہے تو گردن ماری جائے''(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص332)

کاش معترض حضرات شان محبوبیت کو سمجھتے تو اسکو عام لوگوں پر قیاس نہ کرتے ،اور نہ ہی اس کو گستاخی کہتے۔حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے سرکار کی جانب سے جو رخ پھیرا تھا شاید یہ کسی کے مطابق بظاہر اعراض ہو مگر اس ظاہری اعراض میں کتنی یگانگت، کتنی کشش، کتنی لذت ہے، وہ ارباب محبت ہی جانتے ہیں۔اور یہ اس کی دلیل ہے کہ ام المومنین کو پورا وثوق تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری پاک دامنی اور برأت پر کامل یقین ہے ورنہ موقع ایسا تھا کہ خوشامد کی جاتی اور انتہائی لجاجت آمیز گفتگو کی جاتی ،اور ایسی حرکت ہوتی جو ان کی مظہر ہو، مگر سچے محب ومحبوب کا رابطہ خوشامد لجاجت سے بالاتر ہے،ایک محبوب خوب جانتا ہے کہ میرے محب کو میری کیا ادا پسند ہے، یہی نہیں انوار الباری وازالۃ الخفاء کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑا تو اسی انس وناز میں انہوں نے چھڑا لیا۔جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا۔

یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انس ومحبت کا اظہار ہے۔ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے قلب مبارک پر اس کا بہت اثر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنتے ہی اس کی تردید کیوں نہیں فرمائی، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے تھے کہ میں اس سے بری ہوں۔اس ماحول میں جب اللہ عزوجل نے ان کی برأت نازل فرمائی،تو یہ محبوبانہ شکوہ اپنے کمال پر پہنچ گیا،جس کا یہ ثمرہ ہوا

کہ عرض کیا میں صرف اللہ کی حمد کروں گی وغیرہ وغیرہ۔

حدیث کی وضاحت مخالفین کے ذمے

اب بھی اگر فرقہ وہابیہ دیابنہ یا پلمبری فرقہ ہماری بات نہ مانے تو پھر جو حدیث ہم نے پیش کی ہے، اس کی وضاحت مخالفین کے ذمے ہے اور ان کو بتانا چاہیے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو کلام فرمایا ہے وہ اگر کوئی عام شخص کہے تو گستاخی ہے کہ نہیں؟ (یقیناً گستاخی ہے)

لیکن یہی الفاظ ام المومنین شان جلال میں ارشاد فرمائیں تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر نکیر نہ فرمائیں آخر کیوں؟ مخالفین حضرات اس کی وضاحت فرمائیں۔

لیکن یقین کیجیے کہ جو معترض اس کی وضاحت کرے گا اس کے بعد اس کو وہی بات ماننا پڑے گی جو ہمارے امام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے۔

دیوبندی امام العصر انور شاہ کشمیری کا حوالہ

معترض حضرات ہم سُنّیوں پر توسیخ پا ہو رہے ہیں لیکن ان کو اپنے گھر کی خبر نہیں کہ خود علمائے دیوبند کی کتاب ''انوار الباری'' مجموعہ افادات دیوبند امام العصر محمد انور شاہ کشمیری [ودیگر] میں بھی ایسی روایت لکھی ہے کہ:

جب ''حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کو اس کی خوش خبری سنائی تو انہوں نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں، مگر آپ کا اور آپ کے صاحب [نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کا نہیں جنھوں نے آپ کو بھیجا ہے۔ اکثر احادیث میں اسی قدر ہے مگر ازالۃ الخفاء ۵۷۸/۱ میں کسی روایت سے یہ اضافہ بھی ہے کہ پھر حضور علیہ السلام بھی

ان کے پاس تشریف لائے اوران کا بازو پکڑ کر بات کی تو انہوں نے آپ کا دستِ مبارک پکڑ کر جھٹک دیا، اوراس پر حضرت ابوبکرؓ نے جوتا اٹھا کران کو مارنا چاہا، یہ دیکھ کر حضور علیہ السلام کو ہنسی آ گئی اور حضرت ابوبکرؓ کو قسم دے کر مارنے سے روک دیا۔

ایسا ہی دوسرا واقعہ مسند احمد میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے حضور علیہ السلام کے درِ دولت پر حاضر ہوکر اجازت طلب کی، اندر سے حضرت عائشہؓ کی آواز سنی جو حضور علیہ السلام سے اونچی آواز میں بول رہی تھیں، حضور علیہ السلام نے ان کو اندر آنے کی اجازت دی تو انہوں نے حضرت عائشہ کو سخت لہجہ میں پکارا اے ام رومان کی بیٹی! تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی آواز بلند کر کے بات کرتی ہے اور پکڑ کر مارنا چاہا، حضور علیہ السلام نے ان کا غصہ دیکھا تو ان کے درمیان ہو گئے اور حضرت عائشہ کو بچا دیا۔

(انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری جلد ۱۲ ص ۲۷۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

اس روایت کے مطابق ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

(۱)......میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں، مگر آپ کا اور آپ کے صاحب [نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کا نہیں۔

(۲)......تو انہوں (ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑ کر جھٹک دیا۔

(۳)......(ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اونچی آواز میں بول رہی تھیں۔

تو اب معترض بتائیں کہ یہ کلام اور عمل کوئی دوسرا (عام بندہ) کرے تو گستاخی ہوگی کہ

نہیں؟ یقیناً ہو گی لیکن کوئی یہ جرات کر سکتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی یہی کہے؟ (معاذ اللہ) یقیناً معترضین ایسی بات کرنے کی جرات نہیں کر سکتے تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ دونوں کا فرق کس بنیاد پر کیا گیا؟ اگر کسی معترض میں انصاف کی رتی بھی ہے تو یہاں آ کر اس کو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بات درست ماننا پڑے گی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ عبارت پر اعتراض کرنے کو محض بے بنیاد اعتراض ماننا پڑے گا۔

معترضین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر فتویٰ لگائیں

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ازالۃ الخفاء'' کا ترجمہ دیوبندی مولوی اشتیاق احمد نے کیا جو کہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی سے شائع ہوا، اسی ''ازالۃ الخفاء'' میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت فرما دی تو آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''پھر میرے پاس میرے باپ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) اتنے تیز دوڑتے ہوئے آئے کہ قریب تھا کہ گر پڑیں اور کہا کہ میری بیٹی خوشخبری سن میرے ماں باپ تیرے قربان اللہ تعالیٰ نے تیری بے گناہی نازل کر دی ہے۔ میں نے کہا شکر یہ اللہ کا، نہ تمہارا اور نہ تمہارے صاحب [نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کا جنھوں نے تم کو بھیجا ہے۔'' **ثم دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتناول ذراعی فقلت بیدہ ھکذا فاخذ ابو بکر النعل یعلونی بی** ''پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا بازو پکڑا تو میں نے آپ کے ہاتھ سے (اشارہ کر کے بتایا کہ) اس طرح چھوڑا یا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جوتا اٹھا کر میرے مارنا چاہا۔ میں نے اُس کو روکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے اور (ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) کہا میں قسم دیتا

ہوں ایسا نہ کرو۔ (ازالۃ الخفاء جلد دوم فصل ششم آیات سورۃ النورص ۱۸۳)
یہی روایت تفسیر درمنثور میں بھی ہے

"فاخذ ابو بکر النعل لیعلونی بھا، فمنعته امی، فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیه وسسلم فقال :اقسمت لاتفعل" (تفسیر درمنثور)

اب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس شان محبوبیت [انس و ناز] پر مبنی واقعہ کو لے کر معترضین حضرات انور شاہ کشمیری دیوبندی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر زبان درازی کریں۔ معترضین حضرات اس معاملے کو گستاخی قرار دے چکے تو اب یہاں بھی اپنے ان الفاظ کا ورد کریں کہ [معاذ اللہ] "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں کی گئی اس [دیوبندی] گستاخی سے دل زخمی ہے اور بات کو آگے لے جانے سے دل لرزتا ہے اور قلم تھراتا ہے" اب مانچسٹروی و گھمن طبقہ یہاں بھی کہے کہ انور شاہ کشمیری دیوبندی و حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ گستاخ ہیں۔

علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی کی گواہی

اب لیجیے جس بات کا ذکر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ "ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں دوسرا کہے تو گردن ماری جائے" (ملفوظات) اسی بات کا ثبوت خود علمائے دیوبند کے نیم حکیم اشرفعلی تھانوی ہی کی کتاب سے ملاحظہ کیجیے۔

چناں چہ علمائے دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی اپنی کتاب "التکشف" میں لکھتے ہیں کہ:

(ترجمہ) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس قصہ میں جب کہ ان پر تہمت لگائی گئی تھی روایت ہے کہ جب ان کی برأت قرآن مجید میں نازل ہوئی تو ان کی والدہ نے کہا

اٹھو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ (یعنی طریق ادائے شکریہ وسلام کے، یہ اس وقت **جوش میں تھیں** کہنے لگیں کہ واللہ میں اٹھ کر آپ کے پاس نہ جاؤں گی اور میں بجز خدا تعالیٰ کا کسی کا شکریہ ادا نہ کروں گی

اسی نے میری برأت نازل فرمائی ہے (اور سب کو تو شبہ ہو ہی گیا تھا)۔

ف: بعض بزرگوں سے نظماً یا نثراً بعض ایسے کلمات منقول ہیں جن کا ظاہری عنوان موہم گستاخی ہے اگر یہ غلبہ حال میں ہو تو اس کو شطح و ادلال کہتے ہیں، حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کہنا اسی قبیل سے ہے جس کی منشاء ایک خاص سبب سے شدت غم ہے...... بس برأت کے نزول سے **ان کو جوش آگیا اور یہ جواب ان سے صادر ہوا** چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا، حدیث سے اہل شطح و ادلال کا معذور ہونا ثابت ہوگیا۔

(التکشف، حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الانیقۃ، نمبر ۱۴۱ حال شطح وادلال [شوخی] صفحہ ۱۸۴۔ اشرفعلی تھانوی)

دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی ہی کی طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ایسے ہی الفاظ کا ذکر فرما رہے تھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کو ''شان محبوبیت'' کا عنوان دیتے ہیں اور تھانوی صاحب اس کو شطح و ادلال [انس و ناز] کی قبیل سے بتا رہے ہیں۔ بات تو دونوں طرف ایک ہی ہے لیکن

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بد نام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

علمائے دیوبند کے خالد محمود مانچسٹروی کی گواہی

ایسی ہی شانِ محبوبیت جس کا ذکر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات شریف میں فرمایا، اسی کو علمائے دیوبند نے "اُنس وناز" کا نام دیکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ایسے الفاظ کو خود بیان کیا۔ چناں چہ علمائے دیوبند کے خالد محمود نے "اُنس وناز" کی ہیڈنگ دی اور لکھا کہ:

کبھی یہ ادلال **اُنس وناز** کے دائرہ میں بھی ظاہر ہوتا ہے حضرت تھانوی فرماتے ہیں۔ وسطِ سلوک میں بعض بزرگوں پر غلبہ بسط سے ادلال کا حال وارد ہوجاتا ہے اور وہ اس وقت ناز میں آکر ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو دوسرا اگر کہے تو مردود ہو جائے" شریعت وطریقت ص ۹۷۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

ناز را روئے بباید همچو ورد چوں نداری گرد بد خوئی مگرد

زشت باشد روئے ناز یبا و ناز عیب با شد چشم نا بینا و باز

پیش یوسف نازش و خوبی مکن جز نیاز و آہ یعقوبی مکن

(ترجمہ) ناز کرنے کے لیے گلاب کے پھول جیسا چہرہ چاہیے جب تیری صورت نہیں تو کسی کی بدخوئی کے گرد نہ ہو بدصورت کا ناز کرنا اور بری بات ہے نابینا کی آنکھ کھلی ہو تو اور بھی وحشت پیدا ہوتی ہے۔ یوسف کے سامنے اس کا سا ناز اور حسن نہ دکھا اگر یہ حال نہیں تو سوائے نیاز مندی اور آہِ یعقوبی کے کچھ تجھ سے ظاہر نہ ہو۔

حضرت تھانوی حدیث ۱۴۱ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت لائے ہیں کہ جب ان کی برات میں قرآن کریم کی آیتیں اتریں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشی خوشی

حضرت ابکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے انہیں کہا قومی الی رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اٹھو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اظہار تشکر کے طور پر جاؤ مگر آپ اس وقت جوش میں تھیں اور آپ امید رکھتی تھیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے پہلے آپ کی صفائی کر دیتے آپ نے اسی انداز دلال میں کہا۔

واللہ لا اقوم الیہ و الا احمد الا ھو الذی انزل براتی

(ترجمہ) بخدا میں آپ کے پاس (بطریق ادائے شکر) نہ جاؤنگی اور میں اس پر سوائے خدا کے کسی کی حمد نہ کروں گی جس نے میری برات میں آیات اتاریں۔

یہ الفاظ بظاہر ادب رسالت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ کو آپ کی بیوی ہونے کے تعلق سے بھی ایک مقام ناز حاصل تھا اور آپ سے یہ الفاظ اسی ناز میں صادر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس پر نکیر نہ فرمائی۔

حضرت تھانوی لکھتے ہیں حضرت صدیقہ کو آپ کے اس تردّد کی اطلاع تھی پس ان کو یہ قلق تھا کہ افسوس آپ کو بھی شبہ رہا پس برات کے نزول سے آپ کو جوش آ گیا اور یہ جواب ان سے صادر ہوا چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا اس سے اہل شطح و ادلال کا معذور ہونا ثابت ہو گیا۔ التکشف

(آثار الاحسان فی سیر السلوک والعرفان: جلد دوم ص ۲۰۵، ۲۰۶ خالد محمود دیوبندی)

الحمد للہ عزوجل! اشرفعلی تھانوی و خالد محمود دیوبندی کے ان حوالہ جات سے اہل علم و انصاف پر یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ دیوبندی خالد محمود، الیاس گھمن، ساجد خان و دیگر تمام نام نہاد محقق حضرات نے جو ایک خود ساختہ توہین کا بہتان امام اہل سنت الشاہ احمد رضا

خان رحمۃ اللہ علیہ کے ذمّے لگایا تھا اس کا حقیقت سے کچھ تعلق نہیں بلکہ محض کھینچا تانی کر کے عوام الناس کو سُنّیوں سے بدظن کرنے کی کوشش کی گئی۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے جس معاملے کی طرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا، اور جس کو یہ تمام وہابی حضرات عوام الناس کے سامنے گستاخی بنا کر پیش کر چکے وہ معاملہ اُنس و ناز [شانِ محبوبیت] کا ہے، اور ایسے معاملات پر گستاخی کے الزام کا رد خود خالد محمود دیوبندی واشرفعلی تھانوی کے مذکورہ حوالہ جات سے ہو چکا۔ الحمد للہ عزوجل!

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

علمائے وہابیہ کے انصاف کا دہرا معیار کیوں؟

اے میرے مسلمان بھائیو! علمائے وہابیہ کا یہ کیسا انصاف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان محبوبیت کا ذکر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمائیں تو اس پر دیوبندی سیخ پا ہو جائیں اور اس کو گستاخی بتائیں [معاذ اللہ عزوجل]

لیکن دوسری طرف خود معترضین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایسے ہی الفاظ کو بیان کریں تو ان کو مقامِ اُنس و ناز بتا کر تسلیم کریں، نہ کوئی فتویٰ نہ ہی کوئی شور شرابا، آخر کیوں؟ خود مانچسٹروی وہابی مولوی کے الفاظ ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

"یہ الفاظ بظاہر ادبِ رسالت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ کو آپ کی بیوی ہونے کے تعلق سے بھی ایک مقامِ ناز حاصل تھا اور آپ سے یہ الفاظ اسی ناز میں صادر ہوئے اور آنحضرت نے بھی اس پر نکیر نہ فرمائی"

(آثارُ الاحسان: خالد محمود دیوبندی)

اور اشرفعلی تھانوی نے اس معاملے کو شطح وادلال کے تحت داخل کیا (التکشف صفحہ ۴۸۱) اور خالد محمود دیوبندی نے کہا کہ

''کبھی یہ ادلال انس وناز کے دائرہ میں بھی ظاہر ہوتا ہے حضرت تھانوی فرماتے ہیں۔ وسط سلوک میں بعض بزرگوں پر غلبہ بسط سے ادلال کا حال وارد ہوجاتا ہے اور وہ اس وقت ناز میں آکر ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو دوسرا اگر کہے تو مردود ہو جائے'' شریعت وطریقت ص ۹۷ (آثارُ الاحسان: خالد محمود دیوبندی)

خدارا انصاف کیجیے، اب کس منہ سے علمائے دیوبند ہمارے امام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہیں؟ ہاں اگر جہالت یا ضد وعناد آڑے آئے تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

معترضین سے چند سوالات کے جوابات کا مطالبہ

علمائے دیوبند کے ان حوالہ جات کا خلاصہ یہی نکلا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ایسے الفاظ شطح وادلال کے قبیل سے ہیں اور بقول دیابنہ جن کا ظاہر عنوان موہم گستاخی ہے'' یہ الفاظ بظاہر ادبِ رسالت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں'' ''بعض بزرگوں پر غلبہ بسط سے ادلال کا حال وارد ہوجاتا ہے اور وہ اس وقت ناز میں آکر ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو دوسرا اگر کہے تو مردود ہوجائے'' لہٰذا اب معترضین سے سوال ہے کہ

[1] ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو الفاظ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیے جو بقول علمائے دیوبند کے ''بظاہر ادبِ رسالت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں، [مفہوم] ان کی بناء پر [معاذ اللہ] ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کوئی فتویٰ لگایا جا

سکتا ہے؟ (معاذ اللہ عزوجل)

[2]......کیا ایسے الفاظ کی بنا پر یہ کہا جائے گا کہ معاذ اللہ عزوجل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب نہیں کرتی تھیں، ان سے غصے میں باتیں کرتی تھیں؟

[3]......اور اگر یہی الفاظ کوئی دوسرا شخص یا علمائے دیوبند کہیں تو ان پر کیا شرعی حکم عائد ہوگا؟ اور عندالشرع ان کو کیا سزا دی جائے گی؟

امید ہے کہ کسی معتبر مفتی سے ان کے جوابات بصورت فتویٰ پیش کئے جائیں گے۔ لیکن جواب ہیرا پھیری کے بجائے بیان کردہ گفتگو کے مطابق ہو۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا کا شان جلال میں ارشاد کلام اور کتب احادیث

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شان جلالت میں جو ارشاد فرما گئیں ان کا ذکر مختلف الفاظ کے ساتھ متعدد کتب احادیث وتفسیر میں موجود ہے یہاں پر صرف چند کتابوں کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں، ملاحظہ کیجیے۔

(1)......جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت پر آیات کا نزول ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ نے تمہیں اس الزام سے بری فرما دیا،

"فقالت لی امی قومی الیہ فقلت و اللہ لا اقوم الیہ فانی لا احمد الا اللہ عزوجل ... الخ۔" وہ فرماتی ہیں کہ اس وقت میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے فرمایا کہ کھڑی ہو کر رسول اللہ کا شکر ادا کرو۔ پس میں عرض گزار ہوئی کہ خدا کی قسم میں ان کا شکریہ ادا نہ کروں گی میں صرف اللہ کا شکر ادا کروں گی (جس نے میری پاکدامنی کا اعلان فرمایا ہے)۔ (صحیح بخاری: کتاب المغازی باب ۵۰۲ حدیث الافک صفحہ ۶۰۳)

(2)......صحیح مسلم شریف میں ہے کہ (وحی کے نزول کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس رہے تھے اور جو پہلی بات کی وہ یہ تھی: اے عائشہ! تم کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت ظاہر کردی۔

"فقالت لی امی قومی الیہ فقلت و اللہ لا اقوم الیہ و لا احمد الا اللہ ہو الذی انزل برآءتی"

میری والدہ نے مجھ سے کہا: حضور [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کے سامنے [بطور شکر] کھڑی ہو، میں نے کہا: میں صرف اللہ کے سامنے کھڑی ہوں گی اور میں صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری براءت نازل فرمائی۔ (صحیح مسلم جلد سوم۔ کتاب التوبۃ :باب فی حدیث الافک فی قبول توبۃ القاذف" صفحہ ۵۴۶)

(3)......علمائے دیوبند بلکہ خود خالد محمود مانچسٹروی کی پسندیدہ تفسیر میں یہ روایت موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی کا نزول ہوا تو اس کے بعد فرمایا:

"اے عائشہ! خوش خبری سنو اللہ تعالیٰ نے تو تمہیں بری کر دیا۔ میری والدہ نے کہا کہ کھڑی ہو جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو میں نے کہا کہ نہ میں اس معاملہ میں اللہ کے سوا کسی کا احسان مانتی ہوں نہ کھڑی ہوں گی میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں کہ اُسی نے مجھے بَری فرمایا۔ (گلدستہ تفاسیر: پارہ 18 النور، صفحہ ۱۰۸)

(4)......اسی طرح تفسیر مظہری کے حوالے سے اسی دیوبندی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ:

"میری ماں نے کہا اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ میں نے کہا خدا کی قسم

میں نہ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جاؤں گی نہ اللہ کے سوا کسی کا شکر کروں گی ،اللہ نے میری پاکی ظاہر فرمائی ہے'' (گلدستہ تفاسیر: پارہ 18 النور، صفحہ ۱۰۸)

(5)......المصباح المنیر تہذیب وتحقیق تفسیر ابن کثیر جلد 4 سورۃ نور 24 آیت 11 ص 295۔

(6)......تفسیر ابن کثیر جلد سوم صفحہ 460 پارہ 18 النور۔ضیاء القرآن

(7)......تفسیر ابن عباس جلد دوم پارہ 18 سورۃ النور

(8)......اس کے علاوہ اسی مضمون کی روایت تفسیر رازی میں

(9)......علامہ ابن حجر عسقلانی ''فتح الباری تفسیر سورۃ النور''،

(10)......علامہ بدرالدین عینی ''عمدۃ القاری، باب تعدیل النساء'' میں بھی موجود ہے۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مقام ناز میں کلام اور ابن قیم

غیر مقلدین اہلحدیث سعودیوں کی معتبر شخصیت حافظ ابن قیم نے بھی لکھا کہ:

''جب برات نازل ہوئی تو حضرت صدیقہ ؓ کا طرزِ عمل بھی قابل غور ہے۔ جب ان کے والدین نے فرمایا اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جاؤ، تو کہنے لگیں، اللہ کی قسم میں ان کی طرف خود نہ جاؤں گی اور میں صرف اللہ ہی کی حمد کروں گی، اس سے ان کے علم ومعرفت اور قوتِ ایمان کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اس نعمت کو محض اللہ کے ساتھ مخصوص رکھا اور تجدید توحید کی، انہوں نے یہ جملہ صلح نہ کرنے کی وجہ سے نہیں کہا، بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثقہ، محبت اور ایک حبیب کے سامنے ناز دکھانے کے لئے جیسے کرتا ہے، اسی طریق پر یہ کلام کیا اور یہ مقام بھی ناز کے تمام مقامات سے زیادہ نازک تھا۔ (زاد المعاد حصہ دوم، ۸۰۷ نفیس اکیڈمی کراچی)

قارئین کرام! غیر مقلدین اہلحدیث کی معتبر شخصیت ابن قیم نے بھی ام المومنین رضی اللہ عنہا کے اس کلام کو مقام ناز کے قبیل میں شامل کیا۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقامِ ناز میں کلام اور امام الوہابیہ

سعودیوں غیر مقلد اہلحدیثوں دیوبندیوں تمام وہابیوں کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب میں بھی یہی واقعہ اس طرح بیان ہوا کہ:

''جب وحی آئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے ساتھ آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب برأت کی آیات پڑھیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسرت سے اچھل پڑے اور صاحبزادی (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے کہنے لگے اٹھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکر ادا کرو۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خودداری اور جراءت قابل ذکر ہے۔ انہوں نے جواب دیا، اللہ کی قسم! میں ان کا ہرگز شکریہ ادا نہ کروں گی۔ میں صرف اپنے اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری برأت نازل فرمائی۔ یہ جواب ان کی پاک دامنی، بلند ہمتی اور ثابت قدمی کی بہترین مثال ہے''

(مختصر زادُ المعاد صفحہ ۲۸۱ محمد بن عبدالوہاب: دارالاسلام)

سعودیوں کی پسندیدہ کتاب کا حوالہ

اسی طرح غیر مقلد اہلحدیث مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کی کتاب ''الرحیق المختوم'' جو سعودیہ سے انعام یافتہ ہے، اور سعودی علماء نے اس کتاب کو سیرت نبوی پر دنیا بھر میں اول انعام دیا۔ اس کتاب میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا زیر بحث واقعہ لکھا ہے کہ ان کی برأت کا نزول ہوا تو اس پر (خوشی سے) ان کی ماں بولیں (عائشہ!) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی جانب اٹھو (شکریہ ادا کرو)۔

[فقالت عائشة۔ ادلا لأبراءة ساحتها وثقة بمحبة رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ والله لا اقوم الیه، ولا احمد الا الله]

انہوں نے اپنے دامن کی برأت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر اعتماد ووثوق کے سبب قدرے ناز کے انداز میں کہا: ''واللہ! میں تو ان کی طرف نہ اٹھوں گی اور صرف اللہ کی حمد کروں گی'' (الرحیق المختوم ۴۵۴، المکتبہ السّلفیہ۔ لاہور)

لہٰذا ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر زبان درازی کرنے والے وہابی نجدی حضرات ابن قیم، محمد بن عبدالوہاب نجدی، صفی الرحمن مبارکپوری اور اس کتاب کو اول نمبر دینے والے تمام سعودی علما پر بھی اعتراض کریں، ان کے بارے میں کیا فتویٰ جاری کریں گے؟ اور پلمبری فرقہ ان احادیث کا کیا جواب دے گا؟ اس کی وضاحت ان کے ذمے ہے لیکن ان شاء اللہ عزوجل! وہی بات تسلیم کرنی پڑے گی جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔

مقام عبدیت ومحبوبیت کا فرق

پھر معترضین نے ملفوظات اعلیٰ حضرت کا جو واقعہ بیان کیا ہے اس کا سیاق وسباق دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ مقام محبوبیت کا فرق بیان فرما رہے ہیں۔ چناں چہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ واقعہ بیان فرمایا کہ

''موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تَورَیت لے کر آئے یہاں دیکھا کہ لوگ گئوسالہ (یعنی بچھڑا) کے آگے سجدہ کرتے اور اس کی پَرَستش (یعنی پوجا) کرتے ہیں۔ آپ کی شانِ جَلَال (یعنی عظمتِ رعب ودبدبہ) کی یہ حالت تھی کہ جس وقت جلال طاری

ہوتا آدھ گز آگ کا شعلہ کلامبارک سے اوپر اٹھتا، جلال میں آکر اَلواحِ توراۃ (یعنی توریت کی تختیاں) پھینک دیں وہ ٹوٹ گئیں۔ [تفسیر الطبری، سورۃ الاعراف تحت الایۃ ۱۵۰ ج ۶ ص ۶۵ ملخصاً]......الخ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۳۳۱)

خود دیوبندی احمدی اسمٰعیلی فرقے کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ:

''اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ جب انہیں پھینک دیا تو وہ ٹوٹ گئی تھیں پھر انہیں جمع کر لیا اور اسی بنا پر بعض سلف نے کہا کہ ان ٹوٹی ہوئی تختیوں میں ہدایت و رحمت کے احکام درج تھے لیکن تفصیل سے متعلق احکام ضائع ہو گئے گمان کیا گیا ہے کہ اسرائیلی بادشاہوں کے خزانوں میں دولتِ اسلامیہ کے زمانے تک یہ ٹکرے موجود تھے۔ واللہ اعظم، تفسیر ابن کثیر

(گلدستہ تفاسیر جلد ۲ ص ۷۵۵ الاعراف زیر آیت ۱۵۰)

دیوبندی احمدی اسمٰعیلی فرقے کی تفسیر معارف القرآن میں بھی ہے کہ:

''اخذ الالواح کے لفظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو تختیاں موسیٰ علیہ السلام نے ڈالی تھیں ان میں سے کوئی تختی نہ تو ٹوٹی اور نہ کوئی آسمان پر اٹھائی گئی جیسا کہ بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ وہ تختیاں ڈالنے کے وقت ٹوٹ گئیں تھیں، موسیٰ علیہ السلام نے انکو سمیٹ کر جمع کیا۔ واللہ اعلم۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر ص ۲۴۹ ج ۲ و روح البیان ص ۲۴۹ ج ۳ و تفسیر قرطبی ص ۲۸۸ ج ۷ (معارف القرآن جلد ۳ ص ۲۱۶، اعراف)

تو معلوم ہوا کہ بعض مفسرین نے مذکورہ بالا کلام کیا ہے۔ اسی طرح جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ بیان کیا۔ تو ان سے یہ پوچھا گیا کہ:

حضور! الواح توریت تو کلام خدا ہے ان کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ برتاؤ کس طرح کیا؟ (یعنی بعض لوگ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کر سکتے ہیں)

تو اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مقام محبوبیت بیان فرما کر یہ سمجھایا کہ مقام محبوبیت کا معاملہ الگ ہے، مقام عبدیت و محبوبیت کے فرق کو واضح فرمایا۔ چناں چہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور آپ کے بڑے بھائی اور نبی کی تعظیم فرض ہے ان کے ساتھ تو آپ نے جَلَال کے وقت یہ کیا۔ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ۔ ان کا سر اور داڑھی پکڑ کر کھینچنے لگے (پ۹ الاعراف ۱۵۰) جانے دیجیے یہ تو آپ کے بڑے بھائی تھے، شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ:

کوئی شخص رب عزوجل کے حضور بلند آواز سے کلام کر رہا ہے۔

ارشاد فرمایا: ''اے جبریل! (علیہ السلام) یہ کون شخص ہیں؟''

عرض کی: ''موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔

فرمایا: ''کیا اپنے رب (عزوجل) پر تیزی کرتے ہیں!''

عرض کیا: ان اللہ قد عرف له حدته ان کا رب (عزوجل) جانتا ہے کہ ان کا مزاج تیز ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج ج۱۱ ص ۶۰۵)

خیر ان کو بھی جانے دیجیے وہ جو رب (عزوجل) سے عرض کی ہے:

''اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُکَ'' یہ سب تیرے ہی فتنے ہیں۔ (پ۹ الاعراف ۱۵۵)

یہاں کیا کہیے گا۔ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں دوسرا کہے تو گردن ماری جائے۔اندھو (یعنی گمراہوں) نے صرف عَبدِ یَت دیکھی شانِ مَحبُوبِیَت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص332)

تو یہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت موسی علیہ السلام کے اس عمل پر وارد ہونے والے ایک شبہ کا جواب دیتے ہوئے یہ ساری گفتگو فرما رہے تھے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ مقام و شان محبوبیت کی بات ہی جدا ہے یہاں محبوب کی باتوں کا الگ معاملہ ہے، لیکن وہی بات اگر کوئی دوسرا کہے گا تو اس کے حق میں یہ بات الگ درجہ رکھے گی۔جیسا کہ ام المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مکمل تفصیل سابقہ صفحات پر درج کی گئی۔

علمائے وہابیہ امام غزالی پر فتویٰ لگائیں

اور اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے انس و ناز [مقام و شانِ محبوبیت] کے بعض معاملات کا ذکر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم، مکاشفۃ القلوب میں بھی موجود ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم کا اردو ترجمہ خود دیوبندی مسلک کے مولوی ندیم الواجدی فاضل دیوبند نے کیا اور اس کتاب کو شائع کرنے والے بھی دیوبندی دار الاشاعت والے ہیں، لہٰذا اسی کے حوالہ جات ملاحظہ کیجیے۔

(1)......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ کے درمیان کسی موضوع پر اختلاف ہوا تو دونوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم اور فیصل مقرر کیا جب حضرت ابوبکر آ گئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا: تم پہلے کہو گی یا

میں پہلے بیان کروں؟ حضرت عائشہ ؓ نے کہا آپ پہلے ارشاد فرمائیں، لیکن سچ سچ کہیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے یہ جملہ سنا تو اپنی بیٹی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے منہ پر اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ منہ سے خون بہنے لگا اور فرمایا: اے دشمن جاں! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کذب بیانی فرمائیں گے؟ حضرت عائشہ ؓ کو اس قدر خوف محسوس ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جا چھپیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر ؓ سے ارشاد فرمایا: ہم نے تمہیں اس کام کے لیے نہیں بلایا تھا اور نہ یہ ہمارا مقصد تھا۔

(احیاء العلوم جلد دوم تیسرا باب آدابِ زندگی ۷۹، مکاشفۃ القلوب، شوہر پر زوجہ کے حقوق ص642)

(2)......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور روایت نقل فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ کسی بات پر خفا ہو کر حضرت عائشہ ؓ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا: آپ ہی کہتے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا کر رہ گئے۔

(احیاء العلوم جلد دوم تیسرا باب آدابِ زندگی ۷۹۔ مکاشفۃ القلوب، شوہر پر زوجہ کے حقوق ص643)

لہٰذا آپ خود فیصلہ کریں کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ایسے الفاظ اگر کوئی دوسرا کہے تو گردن ماری جائے گی کہ نہیں؟ لیکن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کوئی بدبخت ہی ایسی بات سوچ سکتا ہے۔

لیجیے! ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان محبوبیت کے بارے میں امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہی سن لیجیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حرص مت کرنا وہ

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد عزیز ہیں، تم اگر جواب دو گی تو نقصان اٹھاؤ گی۔ ملخصاً

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت عمرؓ کی اہلیہ محترمہ نے ایک مرتبہ اپنے شوہر کی کسی بات کا جواب دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: گستاخ! تو مجھے جواب دیتی ہے،
ان کی بیوی نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا حوالہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دے دیتی ہیں، حالاں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے کہیں عالی مرتبہ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر ان میں حفصہؓ بھی ہیں تو وہ بڑے گھاٹے میں رہے گی۔ اس کے بعد حفصہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا
ابو قحافہ کی پوتی (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کی حرص مت کرنا وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد عزیز ہیں، تم اگر جواب دو گی تو نقصان اٹھاؤ گی۔

(احیاء العلوم جلد دوم تیسرا باب آدابِ زندگی ۷۸، ۷۹)

یہی روایت دیوبندی انوار شاہ کشمیری نے انوار الباری جلد ۱۲ ص ۲۸۴ پر لکھی۔

الحمد للہ عزوجل! اہل انصاف و ایمان پر واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے معترضین نے جتنی باتیں کی ہیں وہ محض بہتان و الزام تراشی ہے۔

اور جو اعتراض ہم پر کر رہے ہیں اس کا جواب خود علماء وہابیہ احمدیہ کی کتب میں موجود ہے بلکہ وہی عبارات تمہاری کتب میں موجود ہیں تو پھر وہاں تمہارے فتووں کی مشین بند ہو جاتی ہے؟

علما اہل سنت و جماعت کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ اگر بتقاضائے بشریت کوئی غلطی ہو گئی

ہوتو اصلاح فرما دیجئے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو حق و سچ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

طالب دعا

احمد رضا قادری رضوی

☆☆☆..................☆☆☆
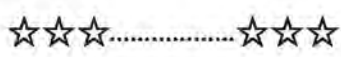
فرمانِ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ:

محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات و دراز کار کر کے سائنس کے مطابق کرلیا جائے، یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام، وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے جابجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال و اسکات ہو یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں آپ اسے بچشم پسند دیکھتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۲۲۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

﴿اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان وقلم﴾

(مولانا احمد رضا قادری رضوی حفظہ اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

عقیدہ اہل سنت وجماعت ''سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہرگز معصوم نہیں''

ہمارے مخالفین حضرات اکثر یہ اقتباس پیش کرتے ہیں کہ محدث اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

''اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ اور زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرمادیا''

(المیزان: امام احمد رضا نمبر: ص ۲۴۸)

اس کو بیان کرنے کے بعد مخالفین اپنی لاعلمی اور اہل سنت وجماعت سے بغض وعناد کی وجہ سے یہ بہتان باندھتے ہیں کہ سنی حضرات کا [معاذ اللہ] یہ عقیدہ ہے کہ:

''مولوی احمد رضا خان بریلوی بھی انبیاء علیہم السلام کی طرح ہر قسم کی لغزشوں سے محفوظ ہیں، مولوی احمد رضا بریلوی معصوم عن الخطاء بزرگ ہیں، مولوی احمد رضا خان کو بریلوی گناہوں سے معصوم سمجھ رہے ہیں، حالانکہ معصوم عن الخطا ہونا تو صرف اور صرف انبیاء علیہم السلام کی شان ہے'' ملخصاً (رضا خانی مذہب: ج ۲ ص ۲۲۴) ''احمد

رضا کا مقام تمام فقہاء، محدثین ومفسرین، صحابہؓ سے بڑھا دیا حتی کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی (نعوذ باللہ) بڑھا دیا...... گویا احمد رضا غلطیوں سے بالکل معصوم ہیں اوران سے غلطی کا ہونا ناممکن ہے۔ ملخصا (مجلہ راہ سنت: شمارہ 8 ص ۶۰، ۶۱) جس طرح شیعہ اپنے اماموں کو معصوم سمجھتے ہیں ''امام معصوم کا یہی نظریہ بریلویوں کا اپنے امام احمد رضا خان بریلوی کے لئے ہیں'' ملخصاً

(مسلک اعلیٰ حضرت: ص۱۶ دیوبندی)

مخالفین اس قسم کے الزامات ہم سنیوں پر باندھتے ہیں۔ [معاذ اللہ]

الجواب

یہ مخالفین کا ہم پر بہتان عظیم ہے ہم ایسا بہتان باندھنے والوں کو کہتے ہیں کہ ''ذٰلِکَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ۔ یہ (من گھڑت) باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں'' (التوبہ: ۳۰) اور جو مسلمانوں پر بہتان باندھ کر انہیں خواہ مخواہ ستاتے ہیں ان کے بارے میں قرآن پاک میں ہے کہ ''وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا'' اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا (الاحزاب ۵۸)۔ لہٰذا ایسے بہتان باندھ کر مخالفین اپنی آخرت مزید خراب کر رہے ہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں

ہمارے امام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خو اپنی کتاب ''القمع المبین لآمال المکذبین'' (مسایرہ وشرح مواقف وسیالکوٹی کی عبارت میں مکذبوں کی سرشکنی) میں فرمایا کہ

''انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں'' (فتاوی رضویہ: ج ۱۵)

اسی طرح خود سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری کتاب ''دوام العیش من الائمۃ من قریش'' (زندگی کا دوام اس امر میں کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے) میں واضح طور پر فرماتے ہیں کہ:

''اجماعِ اہلسنت ہے کہ بشر میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہیں، جو دوسرے کو معصوم مانے اہل سنت سے خارج ہے'' (فتاویٰ رضویہ: ج ۱۴)

تو جن کی نسبت سے مخالفین حضرات ہم سنیوں کو ''بریلوی'' کہتے ہیں خود ہمارے انہی امام احمد رضا خان محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باطل عقیدے کا رد کر دیا اور بتا دیا کہ اہل سنت انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی بھی بشر کو معصوم نہیں مانتے۔ لہٰذا اہل سنت وجماعت اپنے کسی بھی بزرگ خواہ وہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کیوں نہ ہوں، کسی کو بھی معصوم نہیں مانتے۔ ''انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے اسی پر ہم قائم ہیں۔ الحمدللہ

محدث اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ والے حوالے کا جواب

اب آیئے جس حوالے کا سہارا لیکر مخالفین ہم پر اعتراض کرتے ہیں اس حوالہ کے بارے میں مخالفین کے اصولوں کے مطابق سب سے پہلے تو یہ عرض ہے کہ:

(1)...... یہ الفاظ حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں، محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے شوال ۹ ۷ ۱۳ھ میں بمقام ناگپور ''یوم ولادت رضا'' کے موقع پر صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔

مخالفین کے اصولوں کے مطابق عرض ہے کہ یہ الفاظ محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی

قلم سے نہیں لکھے یعنی ان کی اپنی کسی لکھی ہوئی کتاب کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ ان کے خطاب کو سامعین نے مرتب کیا ہے لہٰذا مخالفین کے اصول کے مطابق ان کی پوری ذمہ داری محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ پر عائد ہی نہیں ہوتی۔

(2)......پھر ''مقالات یوم رضا'' میں اس کو بیان کرنے سے قبل واضح لکھا گیا ہے کہ:

''محدث مرحوم کے اس خطاب کو بعض سامعین نے نقل کر لیا تھا......ہم اس خطبے کو نسیم بستوی صاحب کی تالیف ''مجدد اسلام'' سے نقل کر رہے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خطبے کے بعض مقامات پر کچھ خفیف سے تسامحات ناقل (جس نے مجلس میں تقریر قلمبند کی تھی) سے سرزد ہوئے ہیں،اور کچھ مزید رنگ آمیزی کاتب کے قلم نے کردی ہے......الخ'' (مقالات یوم رضا: جلد ا ص ۳۳)

یہاں بالکل واضح لکھا ہوا ہے کہ اس خطبے کو قلم بند کرنے والے ناقل سے تسامحات سرزد ہوئے ہیں اور پھر کاتب کے قلم کا حصہ بھی شامل ہوا ہے۔لہٰذا مخالفین کے اصولوں کے مطابق ایسی صورت میں قطعی وحتمی طور پر ہر ہر لفظ کو حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی نہیں کہہ سکتے۔لیجیے مخالفین کے یہ اصول ان کی چند کتابوں سے ملاحظہ کیجیے:

۞......خود علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب یہ اصول بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت مرحوم نے اپنے قلم سے وہ نہیں لکھیں اور نہ یہ ان کی تصنیف ہے جس میں مصنف کی پوری ذمہ داری کارفرما ہوتی ہے اور بوقت ضبط تحریر شاگردوں سے کچھ غلطیاں سرزد نہیں ہو سکتیں؟ اور ان تقریروں کی ذمہ داری استاد پر کیسے عائد ہو سکتی ہے؟'' (راہ ہدایت: ص ۱۳۵)

۞......عبد الجبار سلفی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''یہ [فیض الباری] العرف الشذی کی طرح املائی تقریر ہے لہٰذا پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ علامہ کشمیری کا قول ہے۔ یہ املائی تقریریں ان کے شاگردوں نے ان کی وفات کے بعد شائع کی ہیں اور ناقلین کے سننے یا نقل کرنے میں لغزش کا امکان ممکن ہے'' (تنبیہ الناس: ص ۳۹)

۞......ابو الحسنین ہزاروی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ العرف الشذی اور فیض الباری وغیرہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کی اپنی تصنیف نہیں ہیں کہ یہ یقین سے کہا جائے کہ علامہ کشمیری نے یہ بات ضرور ارشاد فرمائی ہوگی بلکہ یہ کتابیں تو حضرت کی املائی تقاریر کا مجموعہ ہیں جن کو ان کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں نے کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ اب ظاہر بات ہے کہ ناقلین کے سننے یا نقل کرنے میں غلطی کا امکان موجود ہے'' (حقیقی دستاویز: ص ۳۶۸)

تو ان سب حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ ایسی تقاریریں (وخطبات) کو بنیاد ہی نہیں بنایا جا سکتا، ان کے ایک ایک لفظ پر قطعی وحتمی یقین نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان میں سامعین، ناقلین یا کاتبین کی لغزشات، اغلاط یا کمی وبیشی کے امکانات ہوتے ہیں۔ تو مخالفین کے اپنے اس اصول کے مطابق یہ حوالہ ہی قابل قبول وحجت نہیں ہوسکتا کہ جس کی بنیاد پر ہم پر اعتراض کرسکیں۔

ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ بعض سنی علماء نے تو اس عبارت کا دفاع کیا ہے، تو عرض ہے ہم

یہاں مخالفین کے اصول کے مطابق صرف اتنا کہہ رہے ہیں کہ ان باتوں کا بھی امکان ہے ،لہذا اس اصول کے مطابق قطعی ویقینی طور پر ہر لفظ محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ان پر اعتراض کر سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن بعض علماء نے دفاع کیا ہے تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اس عبارت کا لفظ ،لفظ ثابت ہے بلکہ انہوں نے ''محفوظیت'' والے مسئلہ پر گفتگو کی ہے،اور ہم اس کا انکار نہیں کر رہے۔

ہم آپ کے سامنے اصل مسئلہ بیان کرتے ہیں جو کہ مخالفین حضرات اپنی لاعلمی کی وجہ سے اچھالتے ہیں۔

معصوم اور محفوظ میں فرق نہ سمجھنا جہالت ہے

یہ بات تو ہر کوئی جانتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں لیکن شاید عوام الناس یا مخالفین یہ نہیں جانتے کہ علماء اہل سنت بلکہ خود علماء دیوبند واہلحدیث مکتبہ فکر کے نزدیک اولیاء کاملین ''محفوظ'' ہوتے ہیں۔''محفوظ'' کیا ہوتا ہے؟ اور کس طرح یہ محفوظ ہوتے ہیں؟ یہ گفتگو تو آگے آئے گی لیکن یہ بات یاد رہے کہ محفوظ کا مطلب معصوم نہیں ہے بلکہ معصوم اور محفوظ میں زمین وآسمان کا فرق ہے اور اس فرق کو نہ سمجھنا یا دونوں کو ایک ہی سمجھنا بدترین جہالت ہے اور اس جہالت میں مخالفین مبتلا ہیں۔

ابوالقاسم متوفی ۴۶۵ھ اور ''اولیاء محفوظ''

(1)......ابوالقاسم عبدالکریم ھوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۵ھ) اپنی کتاب ''رسالہ قشیریہ'' میں فرماتے ہیں کہ:

"اگر کہا جائے کہ کیا ولی معصوم ہوتا ہے؟ تو کہا جائے گا جہاں تک وجوب کا تعلق ہے جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی معصومیت واجب ہے تو یہ بات نہیں اور اگر اس سے مراد "محفوظ" ہونا ہے حتیٰ کہ وہ گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔ اگر چہ کمزروی، غلطی اور لغزش ہوتی ہے اور یہ بات ان کے محفوظ ہونے کے وصف میں رکاوٹ نہیں ہے" (رسالہ قشیریہ: ص598)

یاد رہے کہ "رسالہ قشیریہ" علماء دیوبند کے نزدیک بھی معتبر ہے کیونکہ اس کو علامہ شیخ ابو یوسف ابن اسمعیل نبہانی نے اپنی کتاب جامع کرامات اولیاء میں چالیس معتبر کتب میں چوتھے نمبر پر درج کیا۔ اور ان کے بارے میں لکھا کہ:

"یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جن کی نقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے" (جمال اولیاء: ص10)

اور اشرفعلی تھانوی صاحب نے علامہ نبہانی کے اس دعوے کو برقرار رکھتے ہوئے خود بھی کہا کہ:

"شیخ ابو یوسف ابن اسمعیل نبہانی نے چالیس سے زائد کتب معتبر سے لے کر ۱۳۲۴ھ میں تالیف فرمایا ہے" (جمال اولیاء، تمہید: ص7)

اور علماء دیوبند بالخصوص اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتب میں "رسالہ قشیریہ" کے حوالے درج کیے ہیں۔ ملفوظات حکیم الامت جلد ۲۲ ضمیمہ: ص۶۹۱ میں لکھا "عارف کی تعریف بقول امام قشیری"۔ تھانوی صاحب نے بوادر النوادر: سوال ۴۷: ص ۱۰۵ میں "رسالہ قشیریہ"

کی عبارت کا جواب دیا۔تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ ''قشیریہ میں حکایت لکھی ہے......''
(الافاضات الیومیہ: دہم: ۸۶) علماء دیوبند کے نزدیک رسالہ قشیریہ اور اس کے مصنف معتبر و مستند ہیں، اس کے مصنف اکابر اولیاء، بڑے علماء اور ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہے۔

مخالفین یہاں کب فتوے لگائیں گے؟

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہم سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ہرگز معصوم نہیں مانتے، نہ ہی ان کیلئے عصمت کا عقیدہ رکھتے ہیں، لیکن مخالفین خواہ مخواہ ہمیں بدنام کرنے کیلئے ہم پر فتوے لگاتے ہیں۔ بہرحال اگر واقعی مخالفین کے نزدیک اولیاء کو خطا سے محفوظ ماننا خلاف شریعت بات ہے تو آیئے ہم پر فتوئے لگانے سے قبل امت مسلمہ کی ان بزرگ ہستیوں پر بھی کوئی شرعی حکم نافذ کیجیے۔

(2)......حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علماء دیوبند واہلحدیث کے نزدیک بھی معتبر بزرگ ہیں، ان کی کتاب ''میزان شعرانی'' جس کا ترجمہ خود مخالفین کے محمد حیات سنبھلی دیوبندی نے کیا، چنانچہ اس میں لکھا ہے:

''پس جس طرح نبی معصوم ہوتا ہے ایسے ہی اس کا وارث بھی واقع میں خطا سے دور ہے'' (مواہب رحمانی ترجمہ اردو میزان شعرانی: ص ۱۳۴)

(3)......علامہ سید عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ''ابریز'' کا اردو ترجمہ خود علماء دیوبند کے مشہور بزرگ عاشق الٰہی میرٹھی نے کیا ہے، لیکن مخالفین کو آج دن تک یہ نظر نہیں آیا، لیجیے ہم ان کی آنکھوں سے پٹی ہٹا دیتے ہیں، چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ

''پس عصمتِ انبیاء ذاتی ہوئی اور اولیاء کی حفاظت عن الخطا عرضی ہوئی''

(تبریز ترجمہ ابریز)

(4)......حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"ولی اللہ کی شرائط میں سے ایک یہ شرط بھی ہے کہ وہ **گناہ سے محفوظ** ہو"

(نفحات الانس: ص ۳۴)

(5)......شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ اماموں کیلئے عصمت ثابت کی ہے۔ عصمت کے دوسرے معنی بیان کرتے ہیں کہ:

"**نا صارد ہونا گناہ کا کسی شخص سے** باوجود اس کے کہ جائز ہو کہ اس شخص سے گناہ صادر ہو جائے اور اس شخص سے گناہ صادر ہونے سے شرع کے کسی اصول میں کچھ نقصان لازم نہ آئے، **اور صوفیاء کرام اس معنیٰ کو محفوظیت کہتے ہیں**"

(فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۳۹۴)

(6)......مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

لوح محفوظ است پیش اولیاء!
ہر چہ محفوظ است محفوظ از خطا

تو معلوم ہوا کہ گناہ کا صادر ہونا جائز تو ہے لیکن اس کے باوجود صادر نہ ہو اور اس معنیٰ کو صوفیہ محفوظیت کہتے ہیں۔

تو اب مخالفین کو چاہیے کہ ان سب حضرات پر بھی فتوے لگائیں کہ کوئی ان اولیاء کو "خطا سے دور مان رہا ہے، کوئی اولیاء کے لئے حفاظت عن الخطاء عرضی مان رہا ہے، کوئی گناہ سے محفوظ مان رہا ہے، کوئی لغزش کا صادر نہ ہونا مان رہا ہے۔ اب آیئے ہم آپ کی خدمت میں خود علماء دیو بند کی ہی کتب سے اس مسئلے پر حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ان کو انکار

کرنے کی جرات نہ ہوسکے۔

علماء دیوبند کا عقیدہ ''اولیاء وعلماء محفوظ''

(1)......علماء دیوبند کے مفتی عیسیٰ خان کی کتاب کلمۃ الھادی جس پر متعدد علماء دیوبند کی تقریظات موجود ہیں، اسی کتاب میں مفتی عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''بلاشبہ معصوم تو انبیاء علیہم السلام کے نفوس شریفہ ہیں جن کی عصمت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، بلکہ اللہ کے کتنے نیک بندے ہیں جن کو قرآن عباد اللہ المخلصین کہتا ہے۔ وہ بھی گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

''اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَ کِیْلًا''

تحقیق میرے بندوں پر تیرا قبضہ وقدرت نہیں ہے۔ (پ15، الاسراء65)

''اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَ کَّلُوْنَ''

تحقیق شیطان کا قبضہ وتصرف ان لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (پ14، النحل99)

''قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ''

''شیطان نے کہا: تیری عزت کی قسم، میں سب کو گمراہ کروں گا مگر ان میں تیرے برگزیدہ بندے'' (پ23، ص83،82)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندے بھی شیطان کی دسترس سے محفوظ ہوتے ہیں، وہ انبیاء ہوں یا غیر انبیاء۔......جو شخص علم کلام کی ابجد سے بھی واقف ہے، وہ بھی جانتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور خواص امت اولیاء

صلحاء محفوظ ''(کلمۃ الھادی:ص ۷۲، ۷۳)

تو دیکھئے علماء دیوبند نے یہاں قرآن پاک کی تین آیات کو پیش کر کے کہا کہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ''محفوظ'' ہوتے ہیں۔ اور پھر یہاں یہ بھی واضح ہوگیا کہ ''معصوم'' اور ''محفوظ'' میں فرق ہے۔ انبیاء معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ''۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اور ''اولیاء محفوظ''

(2)......قاری محمد طیب جو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم بھی رہے ہیں، یہی قاری صاحب لکھتے ہیں کہ:

''علماء دیوبند ان کی غیر معمولی دینی عظمتوں کے پیش نظر انہیں سرتاج اولیاء مانتے ہیں مگر ان کے معصوم ہونے کے قائل نہیں البتہ انہیں محفوظ من اللہ مانتے ہیں جو ولایت کا انتہائی مقام ہے جس میں تقوی کی انتہا پر بشاشت ایمان جوہر نفس ہو جاتی ہے اور سنت اللہ کے مطابق صدورِ معصیت عادۃ ناممکن ہوجاتا ہے''

(مسلک علماء دیوبند: ص۲۹)

قاری طیب صاحب نے یہاں ولایت کا انتہائی مقام ''محفوظیت'' کو تسلیم کیا اور یہ بھی تسلیم کیا کہ اس مقام پر فائز اولیاء اللہ سے گناہ [لغزش] کا صدور نہیں ہوتا۔

دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی کے نزدیک ''اولیاء محفوظ''

(3)......علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی صاحب نے لکھا کہ:

''اولیاء اللہ معصوم تو نہیں ہوتے محفوظ ہوتے ہیں''

(حسن العزیز: جلد اول: ملفوظ ۱۷۴ ص ۲۴)

(4)......اسی طرح علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی نے مزید اپنی کتاب میں "مسئلہ، محفوظیت اولیاء" کی ہیڈنگ لگا کر لکھا کہ:

"مشہور ہے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء محفوظ، کنت سمعه الخ کی جو تفسیر ترجمہ میں لکھی گئی ہے، اس اعتبار سے حدیث اس کا اثبات کرتی ہے"

(التکشف: ص ۶۱۰)

تو علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی نے یہاں تسلیم کیا ہے کہ یہ حدیث مذکورہ مسئلہ (یعنی اولیاء محفوظ ہوتے ہیں) کا اثبات کرتی ہے۔

دیوبندی امام سرفراز صفدر کی وضاحت

(5)......اسی طرح علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب نے اسی حدیث "کنت سمعه" کے تحت لکھا کہ:

"تو اس (ولی) کے سب اعضاء کا حق تعالیٰ خود محافظ ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں کان آنکھ سب خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں اس کی مرضی کے بغیر نہ کچھ دیکھے نہ سنے" (دل کا سرور: ص ۲۱۲)

خالد محمود دیوبندی کے نزدیک "اولیاء محفوظ"

(6)......علماء دیوبند کی معتبر شخصیت علامہ خالد محمود مانچسٹروی "محفوظیت" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"جس طرح انبیاء کرام شانِ معصومیت دیئے گئے، ارادہ گناہ ان تک رسائی نہیں پاتا، صحابہ کرام آپ [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کے بعد مقام محفوظیت رکھتے ہیں......اسی طرح

اس امت میں اور کئی علماء کرام اور اولیاء کرام بھی ہوئے جو شان محفوظیت پا گئے ۔شارع کا مقصود اس پوری زمین کو گناہوں سے پاک کرنے کا تھا اور شارع علیہ السلام اپنے اس مقصد میں واقعی کامیاب ہوئے ......اس زمین پر اگر کوئی طبقہ مقام محفوظیت پر نہ آپائے تو شارع کی بعثت بے مقصد ہو جاتی ہے۔فرشتے اور پیغمبر تو اسی لئے معصوم رہے کہ خدا نے ان کی عصمت کی ذمہ داری لے لی سو ان کے سوا اگر کوئی بھی گناہوں سے محفوظ نہ رہ سکے تو مشن رسالت سراسر ناکام ہوتا ہے۔ کچھ لوگ تو ہوں جو باوجودیکہ پیغمبر نہیں مگر گناہوں سے محفوظ رہے ہوں اور وہ دوسروں کے لئے نمونہ ہوں...... حدیث میں قرب نوافل کے فائزین کے بارے میں تصریح ہے کہ ان کے کان آنکھ ہاتھ اور پاؤں سب خدا کی رضا میں ڈھل جاتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے حدیث قدسی نقل فرمائی ہے۔

و ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احبتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصرہ بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا (راوی البخاری)

یہ اس امت کے اولیاء کا مقام محفوظیت ہے پھر ان کے بھی اپنے اپنے درجات ہیں

(آثار الاحسان: جلد دوم: ص ۲۴۶ تا ۲۴۸)

الحمد للہ! دیوبندی مکتبہ فکر کے ان اکابرین وعلماء کے حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ امت مسلمہ کے بعض علماء کرام اور اولیاء کرام مقام محفوظیت پر فائز ہوتے ہیں۔اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے یہ لغزشوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔اور یہی موقف ہمارا سیدی اعلیٰ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم تو ہرگز، ہرگز نہیں ہیں لیکن ولایت کا جو مقام ''محفوظیت یا محفوظ'' ہے اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ فائز تھے۔ اب جو مخالفین اس پر اعتراض کرتے ہیں اور اس کو بڑھا چڑھا کر اور بہتان باندھ کر اس مقام کو عوام الناس کے سامنے معصومیت یا عصمت کا نام دیتے ہیں وہ نہ صرف بہتان باز و کذاب ہیں بلکہ اپنے ہی علماء کی کتب اور ان کے اس عقیدہ ونظریے سے بھی جاہل ہیں بلکہ اس مسئلہ پر اعتراض کر کے وہ ہم سنیوں پر نہیں بلکہ اپنے ہی علماء واکابرین پر کیچڑ اچھال رہے ہیں۔

دیوبندی امام گنگوہی معصوم یا محفوظ؟

(7)......پھر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں محفوظیت (حفاظت ونگہبانی) پر تو مخالفین اعتراض کرتے ہیں لیکن یہی بات وہ اپنے امام رشید احمد گنگوہی کے بارے میں بڑے کھلے دل سے تسلیم کر لیتے ہیں۔ چنانچہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے بارے میں دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ھادی وراہبر عالم ہونے کی حیثیت سے چونکہ آپ [یعنی رشید احمد گنگوہی] اس بے لوث مسند پر بٹھائے گئے تھے جو بطحائے پیغمبر کی میراث ہے اس لئے آپ [رشید احمد گنگوہی دیوبندی امام] کے قدم قدم پر حق تعالیٰ کی جانب سے نگرانی اور نگہبانی ہوئی تھی آپ [گنگوہی] اولیاء اللہ کے اس اعلی طبقہ میں رکن اعظم بن کر داخل ہوئے تھے جنکے اقوال وافعال اور قلب وجوارح کی ہر زمانہ میں حفاظت کی گئی ہے اور جنکی زبان اور اعضاء بدن کو تائید وتوفیق خداوند نے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے لئے اپنی تربیت وکفالت میں لے رکھا ہے آپ (گنگوہی) نے کئی

مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے۔ سن لوحق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر" (تذکرۃ الرشید جلد دوم: ص16، 17)

تو علماء دیوبند نے اپنے امام رشید احمد گنگوہی کے بارے میں یہ تسلیم کیا کہ:

[1]...... رشید احمد گنگوہی کی قدم قدم پر حق تعالیٰ کی جانب سے نگرانی اور نگہبانی ہوئی، تو کیا اس کا یہ ہی مطلب نہیں کہ مولا تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی۔

[2]...... خداوند نے گنگوہی کی زبان اور اعضاء کو اپنی تربیت و کفالت میں لے رکھا تھا، کیا اس کا مطلب بھی یہ ہی نہیں کہ مولا تعالیٰ نے ان کی زبان اور اعضاء کو اپنی حفاظت میں رکھا یعنی گنگوہی صاحب خطا ولغزش اور گمراہی وغیرہ سے محفوظ رہے؟ یا پھر آپ کہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں اور گنگوہی صاحب سے خطائیں اور لغزشیں ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ فلاں فلاں غلطیاں اور خطائیں ہوئیں تھیں۔ تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ آپ اپنے امام گنگوہی کو کس منصب پر بٹھائے ہوئے ہیں۔

[3]...... گنگوہی اس اعلیٰ طبقہ میں تھے جنکے اقوال وافعال اور قلب وجوارح کی ہر زمانہ میں حفاظت کی گئی، کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ علماء کا ایک اعلیٰ طبقہ ایسا بھی ہوتا ہے جن کی ہر طرح حفاظت کی جاتی ہے، کیا یہ ہی مقام محفوظیت نہیں؟

[4]...... رشید احمد گنگوہی کے الفاظ "سن لوحق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے" کیا اس کا صاف مطلب یہ ہی نہیں کہ میری زبان سے جو بات نکلتی ہے اس میں لغزش وخطا نہیں ہوتی۔

لہٰذا علماء دیوبند کو چاہیے کہ اس عبارت کی تفصیلی وضاحت کرتے ہوئے ان سب باتوں کا گنگوہی صاحب کے بارے میں تسلیم کرنے سے دوٹوک الفاظ میں انکار کردیں یا پھر بتائیں کہ اس اقتباس اور المیز ان کی جو عبارت آپ پیش کرتے ہیں اس میں کیا فرق ہے؟ اگر آپ فرق نہیں بتا سکتے تو پھر تسلیم کریں جو فتوے یا اعتراضات ہم پر کر رہے ہیں وہی اپنے علماء واپنے امام گنگوہی کے حق میں تسلیم کریں۔

علماء دیوبند واہلحدیث کے نزدیک اولیاء معصوم ہیں

اب آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ علماء واولیاء کو ہم سنی نہیں بلکہ خود علماء دیوبند واہلحدیث کے اکابرین معصوم مانتے ہیں، لیکن ''چور مچائے شور'' کی طرح وہ اپنے اس عقیدے کو ہمارے ذمے لگا کر عوام الناس کے سامنے شور مچاتے ہیں تاکہ لوگوں کے سامنے ان کی اصلیت نہ کھل جائے اور وہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ہم سنیوں کو بدنام کرسکیں۔

اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک اولیاء کا مقام عصمت

(8)......تمام دیوبندیوں وہابیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''مقام ولایت میں ایک عظیم مقام عصمت ہے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عصمت کی حقیقت حفاظت غیبی سے ہے جو معصوم کے تمام اقوال، افعال، اخلاق، احوال، اعتقادات اور مقامات کو راہِ حق کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے اور حق سے روگردانی کرنے سے مانع ہوتی ہے یہی حفاظت جب انبیاء سے متعلق ہو تو اسے عصمت کہتے ہیں اور اگر کسی دوسرے کامل (بزرگ) سے متعلق ہو تو اسے حفظ کہتے ہیں پس عصمت اور حفظ حقیقت میں ایک ہی چیز لیکن ادب کے لحاظ سے عصمت کا

اطلاق اولیاء اللہ پر نہیں کرتے ،حاصل یہ کہ اس مقام میں مقصود یہ ہے کہ یہ حفاظت غیبی جیسا کہ انبیائے کرام کے متعلق ہے ایسا ہی ان کے بعض متبعین کے متعلق ہوتی ہے"(منصب امامت ص٦٦:اسماعیل دہلوی)

......یہی حوالہ علماء دیوبند کی کتاب "کلمۃ الھادی" میں دیوبندی مفتی عیسی نے بھی دیا ہے۔اوراس کتاب پر متعدد علماء دیوبند کی تقریظات موجود ہیں۔

(9)......اسی طرح یہی اسمعیل دہلوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"پس وہ ضرور انبیاء کی اس محافظت جیسی نگہبانی کے ساتھ کامیاب ہوتا ہے جس کو عصمت کہا جاتا ہے......اسی طرح بعض اہل کمال پاک عشق کے غلبہ اور حضرت ذوالجلال کے مشاہدے کے استغراق اور فنا اور بقا اور چیزوں کے حقائق کے منکشف ہونے کے مقام میں کوشش کرنے کے باعث مختلف ارادوں کے فنا ہو جانے سے کامیاب ہوجاتے ہیں اور اسی فنا کے سبب ناپسندیدہ فعلوں اور باطل عقیدوں اور بری عادتوں اور خراب معاملوں سے بچتے رہتے ہیں اور یہ بچنا ارباب قرب النوافل کا حصہ ہے اور بعض ایک کمال نور جبلی اور عنایت ازلی کے باعث بھلے کو برے سے تمیز کرکے اپنے آپ کو قبائح مذکورہ سے پاک رکھتے ہیں اور اگر کبھی ان امور مذکورہ کی طرف کچھ رغبت اور توجہ ہو جائے تو ان کے ارادے دامن کو ازلی عنایت پکڑ کر عجیب وغریب معاملات سے ان گندگیوں کے ساتھ آلودہ ہونے سے باز رکھتی ہیں کہ "وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ"

[پ12 یوسف ۲۴] اسی معاملہ کی حکایت ہے اور یہ حفظ انبیاء اور حکماء کا نصیب ہے اور اسی کو عصمت کہتے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ باطنی وحی اور حکمت اور وجاہت اور عصمت کو غیر انبیاء کے واسطے ثابت کرنا خلاف سنت اور اختراع بدعت کی جنس سے ہے''(صراط مستقیم: ص۷۶، ۷۷)

تو یہاں بھی دہلوی صاحب نے اولیاء اللہ کے لئے مقام عصمت تسلیم کیا۔اور پھر دہلوی صاحب نے یہ بھی فرمادیا کہ یہ مقام عصمت غیر انبیاء کے لئے ماننا، ان کے لئے ایسا مقام ثابت کرنا سنت کے خلاف نہیں اور نہ ہی بدعت ہے۔

(10)......اسی طرح اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''بعض لوگوں کو اس مسئلہ پر شدت سے اصرار ہے کہ پیغمبروں کے سوا عصمت کی صفت کا انتساب کسی دوسرے کی طرف جائز نہیں ہے، مگر سوال یہ ہے کہ ان کا اس سے کیا مطلب ہے اگر یہ غرض ہے کہ پیغمبروں کے سوا کسی دوسرے کے لئے عصمت کی صفت شریعت سے ثابت نہیں ہے تو علاوہ اس اعتراض کے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق جو یہ فرمایا ہے''الحق ینطق علی لسان عمر ''حق عمر کی زبان پر بولتا ہے۔یا حضرت علی المرتضی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ''دار الحق مع علی حیث دار''علی کے ساتھ حق گھوم گیا جدھر بھی علی گھومے۔پیغمبر کے ان اقوال کی یا ان ہی جیسے دوسرے اقوال جن کا مفاد بھی یہی ہے، ان سب کی خواہ مخواہ تاویل کرنی پڑے گی......اور اگر ان کی غرض یہ ہے کہ واقعہ میں پیغمبروں کے سوا عصمت کی صفت کسی دوسرے انسان کے لئے ثابت

نہیں ہوسکتی، تو ظاہر ہے کہ اس دعویٰ کے اثبات میں دلیل پیش کرنا ان کا فرض ہے ، کیونکہ شرعی طور پر زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوسکتا ہے کہ شریعت پیغمبروں کے سوا دوسروں کی عصمت کے متعلق خاموش ہے، لیکن کسی چیز سے خاموشی کا مطلب یہ تونہیں ہوتا کہ شریعت اس کی منکر ہے۔

درحقیقت مسئلہ تفصیل طلب ہے، یعنی عصمت کی دوقسمیں ہیں، ایک عصمت مطلقہ جس کا مطلب یہ ہے کہ (زندگی کے سارے شعبوں) اقوال واعمال وافعال وعلوم میں عصمت کو ثابت کیا جائے اور دوسری قسم اسی کی عصمت مقیدہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ خاص خاص قسم کے افعال واعمال واقوال وعلوم میں عصمت کو ثابت کیا جائے، بالفاظ دیگر یوں کہا جائے کہ جس منصب کے فرائض اس شخص کے سپرد ہیں، اس منصب سے ان امور کا تعلق ہے، ان میں وہ معصوم ہوتا ہے یعنی غلطی ان خاص امور میں اس سے صادر نہیں ہوسکتی'' (عبقات: ص ۳۹۳، ۳۹۴)

(11)......اسی کے ساتھ اسماعیل دہلوی صاحب آگے مزید لکھتے ہیں کہ:

''عصمت ہی کی ایک قسم یہ بھی ہوسکتی ہے کہ زندگی کے کسی خاص انقلاب کے بعد عصمت کی صفت اس کے لئے ثابت ہو مثلاً روح ملکوتی کے آثار کا ظہور جب ہونے لگے، خواہ کسی درجہ کا ظہور ہو، تو اس کے بعد اس شخص میں جس میں روح ملکوتی کا ظہور ہوا ہو عصمت کی صفت پائی جانے لگے اس کا نام عصمت حادثہ رکھا جاسکتا ہے۔ باقی میں نے جو یہ کہا کہ روح ملکوتی کا ظہور کسی درجہ میں بھی ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً اسلام میں داخل ہونے کے بعد یا مجاہدہ کے بعد یا ولایت

صغریٰ سے سرفرازی کے بعد یا اسی قسم کی کیفیت کے بعد آدمی کا ایسا حال ہو جائے جس کے بعد غلطی اور گناہ کا اس سے صدور نہ ہو سکے۔ (بہر حال ان تقسیموں کے بعد فیصلہ کی صورت یہ ہو سکتی ہے) کہ عصمت جو مطلقہ ظاہرہ دائمہ ہو، یہ تو صرف پیغمبروں ہی کے ساتھ مخصوص ہے، اس کے سوا عصمت کی دوسری قسمیں پیغمبروں کے سوا دوسرے انسانوں میں بھی پائی جا سکتی ہیں" (عبقات: ص ۳۹۴، ۳۴۵)

اب مخالفین ہمت کریں اور اپنے امام اسمٰعیل دہلوی صاحب کی ان سب باتوں اور اس عقیدے پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کریں۔ یا پھر ہمت کریں اور اپنے امام اسمٰعیل دہلوی کو شیعہ قرار دیں، ان کے بارے میں کہیں کہ انہوں نے بزرگوں کو پیغمبروں کا درجہ دیا یا ان سے بڑھا دیا۔

تو جناب! جب صرف "محفوظ" ماننے سے مخالفین کے مطابق معصوم ماننے کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے تو پھر یہاں اسمٰعیل دہلوی نے غیر انبیاء کے لئے عصمت کو تسلیم کیا، عصمت وحفظ کو ایک ہی چیز مان کر خود اسمٰعیل دہلوی مخالفین کے بھاری بھر کم فتووں کا حق دار ٹھہرا۔ لہٰذا مخالفین کے اعتراضات کے مطابق تو دیوبندی علماء کے امام اسمٰعیل دہلوی نے اولیاء اللہ کو معصوم مانا، تو بزرگوں کو معصوم ماننے کا عقیدہ ہمارا نہیں بلکہ علماء دیوبند واہلحدیث کے امام اسمٰعیل دہلوی کا ہے۔

"ناممکن فرما دیا" ناممکن پر اعتراض کا جواب

یہاں پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس عبارت میں صاف لکھا ہے کہ "زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا" تو دیکھئے یہاں ناممکن کے الفاظ ہیں لہٰذا ان سے

غلطی کا امکان ہی نہیں ہے۔

الجواب

اولاً تو ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطاب کو سامعین نے تحریر کیا، سامعین و ناقلین سے تسامحات ہوئے ہیں، پھر مختلف کتب میں یہی عبارت مختلف الفاظ کے تغیر وتبدل کے ساتھ درج ہے ثبوت کے لئے آپ ''یاد اعلیٰ حضرت'' (عبد الحکیم شرف قادری)، مقالات یوم رضا (قاضی عبد النبی کوکب) اور ''ماہ نامہ المیزان امام احمد رضا نمبر'' اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ بلکہ ''یاد اعلیٰ حضرت'' میں تو ''ناممکن'' کے الفاظ ہی نہیں ہیں صرف یہ لکھا ہے کہ ''پھر اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم کا یہ حال دیکھا کہ مولا تعالی نے اپنے فضل وکرم سے انکی حفاظت فرمائی اور زبان وقلم کو نقطہ برابر لغزش تک سے محفوظ رکھا۔ **ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**'' (یاد اعلیٰ حضرت) تو یہاں ''ناممکن'' کے الفاظ ہی نہیں ہیں۔

دوسرا بالفرض ایسے الفاظ ثابت بھی ہوں تو کسی ایک سنی عالم دین نے اس کے تحت یہ نہیں لکھا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ معصوم ہیں ہم کہتے ہیں کہ اس ناممکن سے مراد ہرگز وہ نہیں جو مخالفین ہمارے سر تھونپنا چاہتے ہیں بلکہ اس سے مراد صرف یہی ہے کہ وہ لغزش سے دور ہیں (یعنی مقام محفوظیت پر فائز تھے) اور ایسے ہی امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء کو ''خطا سے دور مانا'' (مواہب رحمانی: ص ۱۳۴) علامہ سید عبد العزیز دباغ کے ملفوظات ''ابریز'' ''اولیاء کی حفاظت عن الخطا عرضی مانی'' (تبریز ترجمہ ابریز: ص) حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ولی اللہ کی شرط گناہ سے محفوظ ہوا مانی'' (نفحات الانس: ص ۳۳) تو بتایا جائے کہ کیا یہاں بھی وہی مراد لی جائے گی جو مخالفین لے رہے ہیں؟

پھر مذکورہ عبارت سے مراد یہ لینا کہ یہاں ناممکن کہا گیا ہے اس لئے ان سے کسی بھی قسم کی لغزش ہو ہی نہیں سکتی تو (اگر یہ الفاظ ثابت بھی ہوں تو) یہ مراد مخالفین کی اپنی ہے، اس سے مراد صرف یہی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے ان کی حفاظت فرمالی ہے یعنی مقام محفوظیت پر فائز فرمادیا۔

اور اگر مخالفین پھر بھی نہ مانیں تو لیجیے ''یہی ناممکن'' کے الفاظ اپنے اکابرین سے اولیاء کے حق میں دیکھیں قاری طیب دیوبندی نے لکھا کہ:

''صدورِ معصیت عادۃً ناممکن ہوجاتا ہے'' (مسلک علماء دیوبند: ص۲۹)

مولوی الیاس گھمن دیوبندی لکھتے ہیں:

''ایک ہے غلطی کا امکان اور ایک ہے غلطی کا صدور، ضروری نہیں کہ جس سے غلطی کا امکان ہو اس سے غلطی صادر بھی ہوئی ہو''

(جی ہاں فقہ حنفی قرآن وسنت کا نچوڑ ہے ص۲۰)

اسمعیل دہلوی صاحب کے مطابق:

''غلطی ان خاص امور میں اس سے صادر نہیں ہوسکتی'' (عبقات: ص۳۹۴)

انہی اسمعیل دہلوی کے مطابق:

''غلطی اور گناہ کا اس سے صدور نہ ہو'' (عبقات: ص۳۹۴)

دیوبندی مفتی عیسیٰ کے مطابق:

''اللہ کے کتنے نیک بندے ہیں جن کو قرآن عباد اللہ المخلصین کہتا ہے۔ وہ بھی گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں'' (کلمۃ الہادی)

اسی طرح اشرفعلی تھانوی کے بارے میں علماء دیوبند نے کہا:

''ان سے ناممکن تھا کہ غلط فتوی دیں'' (سوانح مولانا غوث ہزاروی: ص ۲۶)

تو یہاں بھی ''ناممکن''، ''صادر نہیں ہوسکتی'' جیسے الفاظ موجود ہیں۔ تو اگر ایسی عبارات میں ایسے الفاظ کا وہی مطلب مراد لیا جائے جو مخالفین بیان کرتے ہیں تو سب سے پہلے مخالفین کو اپنے ان علماء پر فتوے لگانے چاہیں۔ بلکہ معترضین کے مطابق تو خود ان کے اپنے علماء و اکابرین بھی ''ناممکن'' کے الفاظ استعمال کر کے انہی کے فتوؤں کی زد میں آئے۔

تفردات کو جماعت کا عقیدہ کہنا دجالوں کا کام

پھر علماء دیابنہ وہابیہ کے اصول کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ بالفرض محفوظیت کا وہ معنی جن کے حوالے ہم علماء دین وصوفیاء کی کتب سے عرض کر چکے ہیں، اس معنی (محفوظیت) سے ہٹ کر اگر کوئی ایسا خود ساختہ معنی بیان بھی کر دیتا تو یہ اس کا تفرد و ذاتی رائے تو ہوسکتی ہے پوری جماعت کا مؤقف وعقیدہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ علماء دیوبند کے محمود عالم صفدر لکھتے ہیں کہ:

''کسی بھی فرد کی لغزش یا تفرد کو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا''

(مسئلہ وحدۃ الوجود: ص ۶، ۷)

حافظ عبدالجبار سلفی دیوبندی کہتے ہیں:

''ہم ان کے تفردات کو قبول نہیں کرتے'' [تنبیہ الناس: ۵۹]

اسی طرح علماء دیوبند نے لکھا کہ:

''علماء کے تفردات پر اعتماد نہیں کیا جاتا وہ متروک ہوتے ہیں''

[مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین: ۱۶۳]

علماء دیو بند نے تو اپنے امام قاسم نانوتوی کے نظریئے کو تفرد کہہ کر رد کیا چنانچہ عبدالحق خان بشیر چیئرمین حق چار یار اکیڈمی گجرات لکھتے ہیں کہ:

''ہم بھی اسے حضرت نانوتوی کا تفرد قرار دیتے ہوئے اس سے اتفاق نہیں کرتے''

(علماء دیو بند کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی: ۹۲)

تو [مخالفین کے اصول کے مطابق] کسی کے تفردات نہ ہی حجت ہیں اور نہ ہی ان کو پوری جماعت کا عقیدہ کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح علماء دیو بند کی کتاب "فضل خداوندی" (جس پر متعدد علماء دیو بند کی تقاریظ ہیں اس) میں لکھا ہے کہ:

''اگر ایک دو فرد یا چند گنے چنے افراد ایسا کرتے ہیں یا سمجھتے ہیں تو اس کی وجہ سے **پوری جماعت کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا ہے**'' (فضل خداوندی: ص ۲۸۳)

''اگر اس قسم کا معاملہ یا اس طرح کی کوئی بات اگر سرزد ہوتی ہے **تو یہ اس شخص کا اپنا معاملہ ہے اس کی وجہ سے پوری جماعت کو بدنام نہیں کیا جا سکتا ہے** اور نہ ہی ذمہ داران پر لعن طعن درست ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے پوری جماعت کو نشانہ نہیں بنایا جا سکتا بلکہ ایسا کرنے والا کہنے والا خود اپنا ذمہ دار ہے ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں'' (فضل خداوندی: ص ۲۸۰)

اور علماء دیو بند کے محمود عالم صفدر لکھتے ہیں کہ:

''الغرض کسی آدمی کی ذاتی رائے جس کو جماعت نے قبول نہ کیا ہو اس کو جماعت کا عقیدہ قرار دینا **کسی دجال کا ہی کام ہو سکتا ہے**'' (مسئلہ وحدۃ الوجود: ص ۶، ۷)

تو علماء دیابنہ کے اپنے اصولوں کے مطابق بھی اگر کسی نے ایسی بات کہہ دی تو یہ تفرد ہے، اس کی ذاتی رائے ہے، اس کو پوری جماعت اہل سنت کے ذمے لگانا خود دیابنہ کے مطابق

دجالوں کا کام ہے۔

اور دیوبندی اس کو پوری جماعت کے ذمے لگا کر اپنے اسی اصول سے دجال ثابت ہو گئے۔

آخر میں، ہم فرقہ دیابنہ وہابیہ سے کہتے ہیں کہ:

آپ اس مذکورہ حوالے کو پوری جماعت اہل سنت کے ذمے لگاتے ہیں تو اب اپنے دیوبندی اصول کے مطابق یہ ثابت کریں کہ یہ پوری جماعت اہل سنت کا مؤقف ہے، یا یہ ثابت کریں کہ پوری جماعت اہل سنت نے اس کو قبول کیا ہے"

لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ دیابنہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے لہٰذا دیابنہ کا اعتراض خود ان کے اپنے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ اب یا تو دیابنہ اس اعتراض سے توبہ کریں یا اپنے اصولوں کو آگ لگادیں۔

الحمدللہ عزوجل! ان حوالہ جات سے مخالفین کے تمام بہتانات والزامات کا خاتمہ ہو گیا۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی اکابرین وعلماء کا یہ عقیدہ ہرگز ہرگز نہیں کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ معصوم ہیں، بلکہ یہ صرف مخالفین کا الزام و بہتان ہے، اور ان شاء اللہ عزوجل! قیامت تک کوئی مخالف ایسا ایک بھی حوالہ نہیں پیش کر سکتا جس میں ہمارے اکابرین نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معصوم یا عصمت کا عقیدہ بیان کیا ہے۔ ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ہم ہرگز ہرگز معصوم نہیں سمجھتے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

☆☆☆..................☆☆☆

﴿المیزان میں کاتب یا ناشر کی غلطی﴾

ڈاکٹر قیصر قادری رضوی حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین امابعد!

المیزان ص ۵۸۹ پر عبدالکریم ہاشمی صاحب کا ایک عربی میں مقالہ پیش کیا گیا، اور اسی مقالے کا اردو ترجمہ اسی المیزان کے صفحہ ۶۰۸ پر پیش کیا گیا۔ اس اردو ترجمے میں ایک مقام پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ:

''یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلب منفعت اور دفع مضرت کی امید رکھنا اور ہر طرح کی کامیابی کے لئے درود وسلام کی کثرت سے کام لینا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا دست گیر سمجھنا شرک ہے۔ سب سے پہلے علماء دمشق نے بطور فتویٰ اعلان کیا۔ یہ عقیدہ سب سے پہلے تقی الدین ابن تیمیہ کو ابن زفیل کا خطاب دیا۔ پھر ۱۱۰۰ھ تک ابنِ زفیل کی جماعت نے اس تائید میں سینکڑوں کتابیں لکھیں اور نہایت ہی پرفریب مغالطات سے طالبِ مدد ہونا سی دلفریب دلیلیں نکال لیں کہ محمد غیر اللہ ہیں اور غیر اللہ کی روحانی طاقت سے طالب مدد ہونا شرک ہے۔ رفتہ رفتہ سنیوں کے بہت سے علمائے کبار نے بھی تسلیم کر لیا کہ رسول اللہ غیر اللہ ہیں اور آپ کو اللہ کی ذات اور صفات میں ملانا اور آپ کی ہستی کو اللہ کی عین ہستی کے برابر یا مثل سمجھنا شرک ہے پھر اس پلید عقیدہ ہی سے اور بھی پُرفتن عقائد نکلے'' (المیزان: ص ۶۱۶)

اس حوالے کولیکر یہ اعتراض کیا گیا کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کواللہ کی مثل نہ سمجھنا پلید عقیدہ ہے''

الجواب

مخالفین کا یہ اعتراض بھی خود ان کے اپنے اصول دیابنہ کے مطابق باطل و مردود ہے۔ المیز ان میں عبدالکریم ہاشمی صاحب کا اصل مقالہ عربی زبان میں موجود ہے۔اسی کا ترجمہ اردوزبان میں آگے پیش کیا گیا۔لیکن اردو مقالے میں جو خط کشیدہ عبارت کے الفاظ ہیں (''اورآپ کواللہ کی ذات اورصفات میں ملانا اورآپ کی ہستی کواللہ کی عین ہستی کے برابر یا مثل سمجھنا شرک ہے پھراس پلید عقیدہ ہی سے'') یہ الفاظ اصل عربی مقالے میں موجود نہیں ہیں۔اس میں صرف وہابیہ کے اس عقیدے پر گفتگو ہے کہ وہابی حضرات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوغیراللہ کہہ کر شرک کے فتوے لگادیتے ہیں۔

''خرجت هذه العقيدة الكاذبة ان النبی غير الله اولا من دمشق من كتب شيخ الاسلام حنبلی (و مواطی النصاری)تقی الدين ابن تيميه المشهور باين الزفيلو بعد ذالک علی نف العقيدة نشر مذهب الوهابة من مدينة بواسطه ۴۷ محدثين الكباربين سنہ ۱۰۹۰ و سنہ ۱۱۵۰ (......جگہ خالی......)ومشهورين منهم شيخ نور الدين محمد عبدالهادی. . . الخ (عربی مقالہ:المیزان:ص ۲۰۲)

عربی مقالے میں مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت موجودنہیں ہے بلکہ عبارت کے درمیان ''جگہ خالی'' ہے،جبکہ اردوترجمہ میں مذکورہ بالا لمبی چوڑی عبارت شامل کر دی گئی ہے حالانکہ یہاں اس خط کشیدہ عبارت کا نہ موقع محل ہے اورنہ عربی مقالے میں کہیں اس کا ذکر ۔وہاں صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوغیراللہ کہنے کے رد پر بحث ہے،اردومقالے میں کاتب کا

تصرف یا اشاعتی غلطی کا احتمال ہے۔علماء دیوبند کی معتبر شخصیت مولوی خلیل انبیٹھوی نے لکھا کہ:

''خواہ مخواہ اس پر مطاعن لفظی کرنی بھی دوراز دیانت ہے کیونکہ مطبع کی غلطی کا احتمال قوی ہے چنانچہ اس فتوے میں بہت الفاظ غلط موجود ہیں سو حسن ظن کرنا اور کاتب کی یا صاحب مطبع کی غلطی پر حمل کرنا مناسب تھا مگر یہ تو جب ہوتا کہ مؤلف کو حسن ظن پر عمل کرنا مد نظر اور اندیشہ آخرت ہوتا...... مؤلف کی عادت تو یہی ٹھہری کہ اصل مؤلف کو الزام لگانا ہے کاتب کی خطا پر حمل کرنا ہی نہیں ''استغفر اللہ، استغفر اللہ''۔(براہین قاطعہ صفحہ 31)

تو ہم بھی کہتے ہیں کہ دیوبندی مولوی کا المیز ان کے اس حوالے پر خواہ مخواہ مطاعن لفظی کرنی بھی دوراز دیانت ہے کیونکہ مطبع کی غلطی کا احتمال قوی ہے۔اور حسن ظن کی بجائے الزام لگانا بھی دیوبندیوں کے اپنے فتوے سے اندیشہ آخرت سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔

علماء دیوبند کے بہت ہی مشہور مناظر امین صفدر اوکاڑوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (مسلم ص ۱۹۷ ج ۱) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی، اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی''

(غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۳۸ نمبر ۱۹۶: محمد امین صفدر۔مکتبہ بخاری: پشاور)

دیوبندی امین صفدر کی اس عبارت پر جب اعتراض کیا گیا تو دیوبندیوں نے جواب میں کہا کہ:

''احقر نے عرصہ دس سال پہلے ایک رسالہ شائع کیا تھا......مجموعہ رسائل میں کچھ کاتب کی غلطیاں تھیں'' (دفاعِ اوکاڑوی بجواب تعاقب اوکاڑوی، صفحہ ۲۳)

اسی طرح مزید لکھا کہ:

''کاتب نے درمیان سے کچھ عبارت غلطی سے چھوڑ دی''

(دفاعِ اوکاڑوی بجواب تعاقب اوکاڑوی، صفحہ ۲۳)

تو دیوبندی علماء بھی تسلیم کرتے ہیں کہ کاتب یا ناشر سے ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں لہذا اس کا ذمہ دار مصنف نہیں ہوتا۔

خط کشیدہ الفاظ کی وجہ سے مضمون کچھ کا کچھ بن گیا جس کی وجہ سے دیابنہ کو اعتراض کا موقع مل گیا، حالانکہ جب یہ عبارت ہی یہاں موجود نہیں تو اس کو بنیاد بنا کر اعتراض کرنا حماقت و جہالت ہے۔

لیکن پھر بھی علماء دیابنہ ناشرین وکاتبین کی غلطیوں کو بنیاد بنا کر اعتراضات کر کے فتوے لگانے کو درست قرار دیں تو بسم اللہ کریں۔ اور اپنے دیوبندی اصول کے مطابق دیوبندی اکابرین وعلماء پر فتوے لگائیں۔

''آپ کو پہلے آپ کے گھر کی خبر لینی چاہیے'' (فضل خداوندی: ص۱۹۶، عمیر دیوبندی)

''پہلے اپنے گھر کو صاف کیجیے بعد میں کسی دوسرے کی طرف انگلی اٹھائیے''

(سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۲۷: ابوایوب دیوبندی)

''ہم پر الزام تراشی ......اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے گھر کا گند صاف کریں'' (سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۱۰۴)

لہذا بسم اللہ کریں اور ایسی غلطیوں کو لیکر اپنے دیوبندی علماء پر فتوے لگائیں۔ اور اگر

دیابنہ کے نزدیک کاتب و ناشر کی غلطیوں کی بنا پر مصنفین و مؤلفین پر فتوے عائد کرنا درست نہیں تو پھر ہم سنیوں پر اعتراضات ہی فضول یا پھر ان دیابنہ کی مسلک پرستی ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆
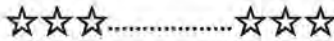
《امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ مودودی کی نظر میں》

مولانا احمد رضا خان صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے اور ان کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔

(مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودی جلد اول صفحہ ۲۴۰ مرتبہ: عاصم نعمانی اسلامی پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور اشاعت دوم ۱۹۸۲ء)

«"دیوبندیوں کا گند بہ جواب انگر کھے کا بند"»

(مولانا عبدالمصطفیٰ قادری حفظہ اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین امابعد!

میرے صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمان بھائیو! سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مخالفین اپنے بغض وعناد کا ثبوت دیتے ہوئے "المیز ان امام احمد رضا نمبر" ایک اور عبارت پر جاہلانہ اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ عبارت اس طرح ہے کہ:

حضور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ابھی نماز پڑھائی ہے اور پھر پڑھ رہے ہیں نوافل کا بھی اس وقت سوال نہیں ۔تو امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد حرکت نفس سے میرے انگر کھے کا بند ٹوٹ گیا تھا چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر میں جا کر بند درست کروا کر اپنی نماز احتیاطا پھر سے پڑھ لی (المیز ان امام احمد رضا نمبر 234)

قارئین کرام! وہابیہ دیابنہ اس عبارت کو پیش کر کے جو بے ہودہ وغلیظ الزامات عائد کرتے ہیں پہلے آپ وہ ملاحظہ فرمالیں۔

(۱) چنانچہ علماء دیوبند کی بدنام زمانہ کتاب "دست گریبان" میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے دیوبندی مولوی ابوایوب صاحب لکھتے ہیں کہ:

یعنی ز کر کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے انگر کھا جو پہنا ہوا تھا جس کا ایک بند بھی ٹوٹ گیا (دست وگریبان: ج ۳ ص ۴)

(۲) ایک اور دیوبندی مولوی صاحب کہتے ہیں کہ:

''خدا جانے کے کیسا ''نفس'' تھا جو حرکت میں آتا تو اس کے پے در پے ضربات سے تہہ بند کا ازار بند بھی ٹوٹ جاتا'' (نور سنت کا ترجمہ کنز الایمان نمبر: ۳۷)

الجواب

قارئین کرام! دیابنہ کا ظلم و ستم دیکھئے کہ عبارت کیا تھی لیکن بدبختوں نے اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی سے مخالفت کی بنا پر اور سنیوں کو بدنام کرنے، کے لئے کیسے بے ہودہ و غلیظ انداز میں پیش کیا۔ اس حوالے پر علماء دیوبند کے اعتراضات سے قبل یہ عرض کر دوں کے فرقہ وہابیہ دیابنہ کی عادات خبیثہ میں سے یہ ہے کہ اپنے مخالفین کو خواہ مخواہ بدنام کرتے ہیں، ان کے علماء کا کہنا ہی یہ ہے کہ سنیوں سے ہماری مخالفت ہے اور مخالفت کے بارے میں دیوبندی بزرگ محمد امین صفدر اوکاڑوی کہتے ہیں:

''مخالفت میں صرف ایک دوسرے کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے'' (خطبات صفدر: ۵۱۶)

اسی لئے علماء دیوبند ہم سنیوں سے مخالفت کی وجہ سے ہمیں بدنام کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان علماء دیوبند کا جب کسی سے اختلاف ہو جائے تو خود ان کے مفتی اعظم کہتے ہیں کہ:

''جس سے ان کا کسی رائے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی پگڑی اچھالیں اور ٹانگ کھینچنے کی فکر میں لگ جائیں اور استہزاء و تمسخر کے ساتھ اس پر فقرے چست کریں اور پھر دل میں خوش ہوں کہ ہم نے دین کی بڑی خدمت انجام دی ہے''

(وحدتِ امت صفحہ ۳۱۔۳۲)

حتیٰ کہ دیوبندی مفتی اعظم نے اقرار کیا کہ ہم [وہابی دیوبندی]

''اپنے حریف کا استہزاء، تمسخر اور اس کو زیر کرنے کے لئے جھوٹے، سچے، جائز و ناجائز حربے استعمال کرنا اختیار کرلیا'' (وحدت امت ص ۱۹، ۲۰)

قارئین کرام! فرقہ وہابیہ دیابنہ کا مزاج بلکہ شعار ہے کہ خواہ مخواہ اپنے مخالفین کو بدنام کریں گے، چھوٹے سے مسئلے کو پہاڑ بنادیں گے، اپنے مخالفین کی پگڑیاں اچھالیں گے، استہزاو تمسخر کے ساتھ ان پر جھوٹے اور ناجائز الزامات و بہتان لگائیں گے، دیابنہ کے گھر کی اس گواہی کے بعد آگے چلتے ہیں۔

دیوبندی جہالت ''انگر کھے'' کو ''تہہ بند'' اور ''بند'' کو ''ازار بند'' سمجھے

قارئین کرام! آیئے پہلے علماء دیوبند کی علمی لیاقت ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ یہ یتیم العلم حضرات ایک اردو عبارت کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ چنانچہ دیوبندی مولوی اس عبارت کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

''خدا جانے کے کیسا ''نفس'' تھا جو حرکت میں آتا تو اس کے پے در پے ضربات سے تہہ بند کا ازار بند بھی ٹوٹ جاتا'' (نور سنت کا ترجمہ کنز الایمان نمبر: ۷ ۳)

قارئین کرام! دیکھیں المیز ان کے مذکوہ واقعہ میں کہیں بھی ''تہہ بند'' (یعنی دھوتی، لنگی: دیکھئے فیروز اللغات) اور ''ازار بند'' (یعنی ناڑا، کمر بند: دیکھئے فیروز اللغات) جیسے الفاظ کا نام و نشان تک نہیں۔ لیکن ان دیوبندیوں کی جہالت ہے کہ یہ

"انگر کھے" (پوشاک) کو "تہہ بند" (دھوتی، لنگی) اور "بند" (یعنی ڈورا، فیتہ، گرہ: فیروز اللغات) کو "ازار بند" (ناڑا، کمر بند) سمجھ بیٹھے۔

یہ ہے ان کی جہالت، جو اردو کے الفاظ بھی نہیں سمجھ سکتے وہ ان دیوبندیوں کے محققین و مناظرین کہلاتے ہیں۔ یقیناً ان کے امام اشرفعلی تھانوی صاحب نے ایسے ہی دیوبندیوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ:

"چھنٹ چھنٹ کر تمام احمق میرے (یعنی اشرفعلی تھانوی) ہی حصے میں آ گئے"

(الافاضات الیومیہ ج ۱ ص ۴۳۱)

"سارے بدفہم اور بدعقل میرے (یعنی اشرفعلی تھانوی) ہی حصے میں آ گئے ہیں"

(الافاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۷۴)

اسی لئے ایسی حماقت و بدفہمی کا مظاہرہ فرمایا۔ دیوبندی مولوی نے تو تہہ بند (دھوتی) اور بند (کمر بند، ناڑا) ٹوٹنے کا جھوٹا الزام لگایا لیکن علماء دیوبند کے کرتوت یہ تھے کہ ان کے چوٹی کے اکابر قاسم نانوتوی صاحب اپنے دیوبندی بچوں کے "کمر بند (ناڑا) کھول دیتے تھے" (دیکھئے: ارواح ثلاثہ: حکایت ۲۷۵، سوانح قاسمی ۱/۴۶۶) نامعلوم دیوبندی اکابر اپنے دیوبندی بچوں کا ناڑا (کمر بند) کھول کر کیا چیک کرنا چاہتے تھے یا کون سی دیوبندی تربیت یا تعلیم دینا چاہتے تھے؟ یہ راز تو دیوبندی بچے ہی بتا سکتے ہیں۔

دیوبندی اعتراض خود ان کی اپنی جہالت ہے

قارئین کرام! اس حقیقت کے بعد آپ خود فیصلہ کریں کہ دیوبندیوں کا اعتراض خود ان کی اپنی جہالت ہے کہ نہیں؟ جو احمق، بدفہم اور بدعقل دیوبندی "انگر کھے" (پوشاک) کو "تہہ بند" (یعنی دھوتی، لنگی) اور "بند" (یعنی ڈورا، فیتہ، گرہ) کو "ازار بند" (یعنی ناڑا، کمر بند) سمجھیں تو ایسے دیوبندی اگر "حرکت نفس" سے مراد "آلہ تناسل یا ذکر کا کھڑا ہونا" سمجھیں

توکوئی حیران کن بات نہیں۔سچ ہے کہ:

ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون ''(اورلیکن وہابی بے عقل قوم ہے)

''زکر، تہہ بند، ازار بند'' نہیں بلکہ ''دیوبند کا گند''

میرے محترم صحیح العقیدہ سنی مسلمان بھائیو! فرقہ وہابیہ دیابنہ کے نزدیک ''نفس'' سے مراد ''زکر'' (آلہ تناسل) ہوتا ہے۔ دراصل یہ گندی ذہنیت غیر مقلدین وہابیہ سے فرقہ وہابیہ دیابنہ کی طرف منتقل ہوئی، غیر مقلدین نے فقہ کی ایک عبارت میں لفظ ''عضو'' سے ''آلہ تناسل'' مراد لیا تو اس کے جواب میں خود فرقہ وہابیہ دیابنہ کے الیاس گھمن دیوبندی نے اس کو بے ہودگی و بے غیرتی قرار دیتے ہوئے لکھا کہ:

''کفار کی یہی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو کیسے بدنام کیا جائے باطل فرقے قادیانی، پرویزی وغیرہ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اہل اسلام کی کتابوں میں لفظی اور معنوی تحریف کریں غلط مطلب بیان کریں کمی اور زیادتی کریں......مسلمانوں کو اپنے دین سے بدظن کریں۔ پتہ نہیں نورستانی (وہابی) اوران کے ہمنوا ''عضو'' سے آلۂ تناسل کیوں مراد لیتے ہیں۔ بے حیا باش دہر چہ خواہی کن...... ہمارا مہربان اس بات پر ڈٹ کر کھڑا ہے کہ مراد عضو سے آلہ تناسل ہے۔ من چہ گویم وطب نور من چہ گوید والی بات ہے دانش مندوں کا مقولہ ہے کل اناء یترشح بما فیہ...... تف ہو ایسی اہل حدیثیت پر...... ملخصاً

(جی ہاں فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے: ص ۲۲۶ تا ۲۲۹)

تو الیاس گھمن دیوبندی صاحب کی اسی عبارت کو ہم دیوبندی حضرات کے لئے بطور

ہدیہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

جس طرح غیر مقلدین وہابی حضرات مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے ایسی گھٹیا حرکتیں کرتے ہیں لفظی اور معنوی تحریف کرتے ہیں غلط مطلب بیان کرتے ہیں اسی طرح فرقہ وہابیہ دیابنہ کے علماء ہم مسلمانان اہل سنت و جماعت (حنفی بریلوی) کو بدنام کرنے کے لئے ایسی گھٹیا حرکتیں کرتیں ہیں۔ پتہ نہیں ابوعیوب دیوبندی اوران کے ہمنوا دیوبندی نفس سے آلہ تناسل (زکر) کیوں مراد لیتے ہیں ...... بے حیاباش دہر چہ خواہی کن...... ہمارا مہربان (دیوبندی) اس بات پر ڈٹ کر کھڑا ہے کہ مراد نفس سے آلہ تناسل ہے۔ من چہ گویم وطب نور من چہ گوید والی بات ہے دانش مندوں کا مقولہ ہے کل اناء یتشرح بما فیہ......تف ہوایسی دیوبندیت پر''

تو یہ ہے دیوبندی احمقوں، بدفہموں اور بدعقلوں کی بے ہودگی وغلاظت کا جواب خود ان کے اپنے گھر سے، تو اہل حق مسلمانان اہل سنت کو بدنام کرنے کے لئے کفار، قادیانی، پرویزی، وہابی دیوبندی ایسی حرکتیں اوراس قسم کے من گھڑت الزامات و بہتان لگاتے ہیں۔

''دیوبندی'' غیر مقلدین کی طرح ایک عضو سے چمٹ گئے

پھر مذکورہ بالا عبارت میں ''حرکت نفس'' سے ''آلہ تناسل'' (زکر) مراد لینے والے سارے دیوبندی اپنے دیوبندی [نام نہاد] مناظر انوراوکاڑوی کے اصول کے مطابق اس ایک عضو (بقول دیوبندی آلہ تناسل، زکر) سے چمٹے ہوئے ہیں۔ چنانچہ غیر مقلدین وہابیہ

کے داؤ راشد نے جب فقہ کی ایک عبارت میں لفظ ''عضو'' سے عضو مخصوص (آلہ تناسل) مراد لیکر اعتراض کیا تو اس کے جواب میں خود وہابی دیوبندی علماء دیوبند کے نام نہاد مناظر و وکیل مفتی محمد انور اوکاڑوی نے داؤ دارشد غیر مقلد کے رد میں یہ فرمایا کہ:

''انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ معلوم نہیں...... تین سو انسٹھ جوڑوں کو چھوڑ کر ایک عضو سے کیسے چمٹ گئے'' (تجلیاتِ انور: ج ۱ ص ۱۴۶)

تو اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ پہلے غیر مقلدین اپنے گندے ذہن کے مطابق (بقول دیوبندی) آلہ تناسل سے چمٹے ہوئے تھے اور اب ان کی دیکھا دیکھی علماء دیوبند بھی اسی کام میں مشغول ہو گے ہیں۔

نفس، انگر کھا اور بند کسے کہتے ہیں؟

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ علماء دیوبند کو تو ''انگر کھے'' اور ''بند'' تک کا مطلب نہیں آتا جیسا کہ دیوبندی رسالہ ''نور سنت'' کا حوالہ پہلے گزر چکا۔ اور اسی اپنی جہالت و کم علمی کی وجہ سے ان دیابنہ وہابیہ کو عبارت سمجھ ہی نہیں آئی۔ آیئے ہم آپ کے سامنے ان الفاظ کے مطلب و معنی بیان کیے دیتے ہیں۔

۞...... **حرکت**: حرکت کے معنی کتب لغت میں ''جنبش، دھڑکن'' کے آتے ہیں۔ (دیکھئے فیروز اللغات)

۞...... **نفس**: قرآن وسنت اور عام اردو زبان میں ''نفس'' جان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے قرآن پاک پارہ 4 سورۃ ال عمران آیت 185 ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' میں نفس کا ترجمہ

''جان'' کیا ہے۔(تسہیل بیان القرآن :ص ۱۵۳)اشرفعلی تھانوی نے قرآن پاک پارہ 30 سورۃ الشمس میں آیت ''وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰیھَا'' میں نفس کا ترجمہ ''انسان کی جان'' کیا ہے۔(تسہیل بیان القرآن :ص ۱۲۲۴)مسلمانوں میں عام اردو زبان میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔اور لغت کی کتب میں بھی ''**نفس**'' کا معنی جان، روح، ذات، وجود [بدن]، ہستی جیسے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے (فیروز اللغات اردو:ص ۱۳۶۸)اور اگر نَفَس (''ن'' اور ''ف'' پر زبر کے ساتھ) کے معنی میں لیا جائے تب بھی ''سانس، دم'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(دیکھئے فیروز اللغات :ص ۱۳۶۷)

۞ ...... **انگرکھا**:(اَن۔گرکھا):ایک قسم کا مردانہ لباس۔قبا

(فیروز اللغات اردو:ص ۱۳۲)مردوں کی ایک پوشاک (نور الغات 1/383)

انگرکھا (اچکن، پوشاک) کا ذکر خود علماء دیوبند کی کتب [۱] عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے حق کے واقعات: صفحہ 128، مفتی محمد خبیب غفوری دیوبندی [۲] کشکول مجذوب: صفحہ 7 [۳] مجالس حکیم الامت: صفحہ 100، مفتی محمد شفیع دیوبندی میں بھی موجود ہے۔

۞ ...... **بند**: کتب لغت میں بند کا مطلب ''ڈورا، فیتہ، گرہ'' بھی ہے۔

(فیروز اللغات)

یہ تھے اردو کے انتہائی مشکل ترین الفاظ جن کے معنی بیچارے دیوبندی علماء کو نہیں آتے تھے یا پھر معنی تو معلوم تھے لیکن جان بوجھ عوام الناس کو اہل سنت و جماعت سے بدظن کرنے کے لئے اس پر اعتراض کرتے ہیں۔قارئین کرام! آپ کے سامنے ان مذکورہ بالا

الفاظ کے معنی موجود ہیں، اب آپ ان کو سامنے رکھتے ہوئے اس عبارت کو پڑھیں

امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد حرکت (جنبش یا دھڑکن) نفس (بدن یا سانس) سے میرے انگر کھے (پوشاک) کا بند (ڈورا، فیتہ، گرہ) ٹوٹ گیا۔ چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر میں جا کر بند درست کروا کر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی''

یہ اتنی آسان عبارت ایک معمولی سمجھ والا عام شخص بھی سمجھ سکتا تھا لیکن (بقول اشرفعلی تھانوی) دیوبندی احمقوں، بدفہموں اور بدعقلوں کو سمجھانے کے لئے ان کے مطالب و معنی بھی بیان کرنے پڑے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ جس طرح کے ہماری قمیضوں میں بٹن لگے ہوتے ہیں اور عام مشاہدہ ہے کہ بعض مرتبہ بٹن کا دھاگا کمزور ہو جاتا ہے اور ذرا سی حرکت سے ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پوشاک کے ساتھ ہوا کہ بدن کی حرکت یا سانس کی حرکت سے ان کے انگر کھے (پوشاک) کا بند (ڈورا، فیتہ، گرہ) ٹوٹ گیا۔

قارئین کرام! للہ انصاف کیجئے کہ بات کیا تھی لیکن علماء دیوبند نے محض ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی سے مخالفت کی بنا پر اس کو کیا سے کیا بنا ڈالا؟ بات پوشاک کی تھی اور یہ دھوتی پر لے گئے، بات بند (ڈورا، فیتہ، گرہ) کی تھی اور یہ کمر بند (ناڑا) پر لے گئے، بات نفس (یعنی بدن یا سانس) کی حرکت کی تھی لیکن یہ دیابنہ وہابیہ کو" آلہ تناسل/ زکر" دکھائی دیا۔ لیکن جو دیوبندی (بقول) غیر مقلدین کی طرح " آلہ تناسل" سے چمٹے ہوں ان کو تو یہی نظر آئے گا۔

دیوبندی اصول سے علماء دیوبند کو الزامی جواب

قارئین کرام! جیسا کہ آپ مطالعہ کر چکے کہ علماء وہابیہ دیابنہ کے نزدیک ''نفس'' سے مراد ''زکر'' (آلہ تناسل، عضو تناسل، زکر) ہے تو اب انہی کے اصول و انداز پر ہم علماء دیوبند کی چند عبارات ''نفس'' (بقول دیوبندی) آلہ تناسل (زکر) پر پیش کرتے ہیں۔

(۱)......اشرفعلی تھانوی کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ:

''حرکت نفس کا علاج'' (ملفوظات حکیم الامت: ۲۱ ص ۲۸۹)

حرکت نفس سے مراد دیابنہ کے نزدیک آلہ تناسل کا کھڑا ہونا ہے جیسا کہ دیوبندی دست و گریبان: ج ۳ ص ۴ میں لکھا ہے تو اشرفعلی تھانوی کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ ''کھڑے آلہ تناسل کا علاج''۔ اب ابوایوب دیوبندی ہی بتائیں کہ اشرفعلی تھانوی نے کس کے کھڑے آلہ تناسل کا علاج کیا؟ اپنے یا منظور نعمانی، گنگوہی، انبیٹھوی کے کھڑے آلہ تناسل کا علاج کیا۔

نوٹ: قارئین کرام سے انتہائی معذرت لیکن ایسی بکواس ابوایوب دیوبندی نے اپنی ویڈیو میں کی، یہ اس کا الزامی جواب ہے۔

(2)......اشرفعلی تھانوی کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ:

''نفس بڑا ہی مکار ہے...... نفس سب کا مولوی ہے''

(ملفوظات حکیم الامت جلد ۵ ص ۱۶۰ ملفوظ ۱۱۱)

تو دیابنہ کے معنی کے مطابق خود ان کے اپنے امام اشرفعلی تھانوی کے ملفوظات کی اس عبارت کا مطلب یہ بنا کہ ''نفس (آلہ تناسل) بڑا ہی مکار ہے...... نفس (آلہ تناسل) سب (دیوبندیوں) کا مولوی ہے''

اب یہ مسئلہ دیوبندی ہی بتائیں کہ اس دیوبندی مولوی [آلہ تناسل] کی دستار بندی دیوبندیوں کے کس مدرسے میں ہوئی ؟ کیا قاسم نانوتوی اپنے دیوبندی بچوں کے کمر بند کھول کر اسی دیوبندی مولوی (آلہ تناسل) کی تلاش میں تو نہیں تھے؟

(3)...... نفس کے معنی دیوبندیوں کے نزدیک "عضو تناسل" (زکر) کے ہیں تو لیجیے ملاحظہ فرمایئے علماء دیوبند کیا کہتے ہیں کہ:

"ہر وقت آدمی کو اپنے نفس (بقول دیوبندی آلہ تناسل : از رضوی) کی دیکھ بھال اور نگرانی میں لگے رہنا چاہیے یہ نفس (بقول دیوبندی آلہ تناسل : از رضوی) کمبخت ہر رنگ میں مارتا ہے" (ملفوظات حکیم الامت :ص ۹۰ ملفوظ :۱۱۶)

اب دیوبندی ہی بتائیں کہ اس نفس یعنی تمہارے مطابق آلہ تناسل نے تم دیوبندیوں کو کس کس رنگ میں مارا ہے؟ اور کہاں کہاں مارا؟

(4)...... دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ:

"نفس (بقول دیوبندی آلہ تناسل : از رضوی) دیندار کو دینی رنگ سے مارتا ہے"
(ملفوظات حکیم الامت :ص ۹۰ ملفوظ :۱۱۶)

اب اس پر ہم بھی انہی دیابنہ کے طرز پر کہہ سکتے ہیں کہ:

یہ دیندار کو دینی رنگ میں اس طرح مارتا ہے کہ علماء دیوبند اپنے "بچوں سے چھیڑ بھی فرماتے" (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۴۶۶) اور اس چھیڑ کا ادنی نمونہ یہ تھا کہ وہ دیوبندی علماء اپنے مدرسوں کے بچوں کے کمر بند (ناڑا) کھول دیتے تھے چنانچہ علماء دیوبند نے قاسم نانوتوی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنے دیوبندی بچوں

کے ''کمر بند کھول دیتے تھے'' (سوانح قاسمی: ج۱ ص ۴۶۶) یہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کو دیوبندی حضرات نہلاتے تھے چنانچہ لکھتے ہیں کہ ''وہ (حافظ جی) مولانا (محمد قاسم نانوتوی) کو نہلاتے اور کمر ملتے تھے اور مولانا ان کو نہلاتے اور کمر ملتے تھے'' (سوانح قاسمی: ج۱ ص ۴۷۰) اب اس حوالے کے اندر یہ بھی نہیں کہ نہلاتے وقت دیوبندی مولویوں نے کچھ پہنا ہوا تھا کہ نہیں؟ تو یہ حالت تھی علماء دیوبند کی۔

شاید اسی وجہ سے دیابنہ کو ان کے اس دیندار نفس (بقول دیابنہ آلہ تناسل) نے ایسی حرکتوں پر مجبور کیا، کسی کو چھیڑا، کسی کا ناڑا کھولا، کسی کو نہلایا حتیٰ کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں بھرے مجمع کے اندر ''حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا یہاں ذرا لیٹ جاؤ، حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت (گنگوہی) نے پھر فرمایا تو مولانا (نانوتوی) بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا (نانوتوی) کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت (گنگوہی) نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو۔ (ارواح ثلاثہ: ص ۲۷۳: اشرفعلی تھانوی) اب ہم ان دیوبندی بزرگوں پر کیا تبصرہ کریں۔

(5)......علماء دیوبند کے امام اسمعیل دہلوی کی کتاب ''صراط مستقیم'' میں لکھا ہے کہ:

''نفس اور شیطان دونوں نماز میں خلل انداز ہوتے ہیں'' (صراط مستقیم: ص ۱۶۶)

چونکہ علماء دیوبند کے مطابق نفس سے مراد ذکر (آلہ تناسل) ہے تو دیوبندی امام اسمعیل

دہلوی کی کتاب ''صراط مستقیم'' کی اس عبارت کا مطلب یہ بنا کہ ''نفس (بقول دیوبندی آلہ تناسل) اور شیطان دونوں (دیوبندی علماء کی) نماز میں خلل انداز ہوتے ہیں'' تو یہ ہے علماء دیوبند کی نمازوں کی کیفیات کہ نماز میں بھی ان کا نفس (بقول آلہ تناسل) خلل انداز ہوتا ہے۔ یقیناً نفس (بقول دیوبندی آلہ تناسل) کی اسی خلل اندازیوں کی وجہ سے امام اسمعیل دہلوی نے لکھا کہ:

نماز میں ''زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے''

(صراط مستقیم: ص۱۲۹)

جب دیابنہ کو حالت نماز میں نفس تنگ کرتا ہے تو ان کو زنا کے وسوسے آتے ہیں، پھر بیوی کے ساتھ ہمبستری کے خیال میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔ یہ ان دیوبندیوں کے نفس (بقول دیوبندی آلہ تناسل) کی نماز میں خلل اندازی کا سبب ہے۔

مجھے لگتا ہے کہ ایسے گندے عقیدے کا راستہ صاف کرنے کے لئے دیوبندی مولوی امین صفدر نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی یہ جھوٹ منسوب کیا کہ:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے رہے اور کتیا کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی۔ دونوں کی شرم گاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی'' (تجلیات صفدر: ۵/ ۳۸۸) استغفر اللہ العظیم!

معاذ اللہ عزوجل! جن بد بخت ظالم دیوبندیوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو نہیں چھوڑا ایسے بد بخت اگر اُن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں (اہل سنت و جماعت حنفی علماء) پر ایسے بیہودہ و فحش الزامات لگا دیں تو کون سی بڑی بات ہے۔

نوٹ: یہ حوالہ دیوبندی اصولوں کے مطابق پیش کیا گیا۔

(6)...... بدفہم دیابنہ کے نزدیک نفس کے معنی ''آلہ تناسل'' ہے تو ان کے امام قاسم نانوتوی کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں، کہتے ہیں کہ:

لیا ہے سگ نمط ابلیس نے میرا پیچھا
ہوا ہے نفس ہوا سانپ سا گلے کا ہار

تو قاسم نانوتوی کے گلے میں ''نفس'' (بقول دیوبندی) آلہ تناسل سانپ کی طرح اس کے گلے کا ہار بنا ہوا ہے۔ تو جب علماء دیوبند کے مطابق ''نفس'' سے مراد ''زکر'' (آلہ تناسل) ہی ہے تو ان حوالوں میں بھی نفس سے مراد آلہ تناسل لیا جائے گا تو اب خود دیکھ لیں کہ علماء دیوبند کی عبارات کا ان کے اصول کے مطابق کیا مطلب بنے گا "نفس" سے مراد "زکر" (آلہ تناسل) لیکر خود انہوں نے اپنے دیوبندی اکابرین کو ہی مزید کو ذلیل و رسوا کیا ہے۔

نوٹ: ''مزید الزامی گفتگو ''شرمگاہ کے نو جوڑ یا دیوبندیوں کی گندی ذہنیت کا جوڑ توڑ'' میں ملاحظہ کیجیے۔

نماز دوبارہ کیوں پڑھی؟

اعتراض 2......: اعلیٰ حضرت نے گھر جا کر دوبارہ نماز پڑھی تو اگر یہ نماز نہ ہوئی تھی تو پھر جماعت میں جو لوگ (مقتدی) شامل تھے ان کی نماز برباد کر دی، آخر ان کو دوبارہ نماز کیوں نہ پڑھائی اور خود کیوں پڑھ لی؟

الجواب

نماز نہ ہونے کا فتویٰ کسی نے نہیں دیا بلکہ اسی عبارت میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود

فرماتے ہیں کہ:

"چونکہ نماز تشہد پر ختم ہوجاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر میں جا کر بند درست کروا کر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی" (المیز ان امام احمد رضا نمبر 234)

یعنی نماز کے بالکل آخر میں انگر کھا (پوشاک) کا بند ٹوٹنے سے سدل واقع ہوا، نماز تو ہو گئی (بالفتوی) مگر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے احتیاطاً لوٹائی (بالتقوی)۔ اصل بات وہی ہے "ولکن الوھابیة قوم لا یعقلون" (اور لیکن وہابی بے عقل قوم ہے) اور یہ لکیر کے فقیر ہیں جیسا کہ خود دیوبندی مولوی نے کہا:

"ہم (دیوبندی) تو لکیر کے فقیر ہیں" (خوشبو والا عقیدہ ص ۱۱۳)

اس لئے ایسے جاہلوں اور لکیر کے فقیروں کو شرعی مسئلہ کا علم ہی نہیں۔ آیئے یہ شرعی مسئلہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ فقہ حنفی کی کتابوں میں ایک جزئیہ موجود ہے:

ویشدّ القباء بالمنطقة احترازاً عن السدل:

اور "سدل" سے بچنے کیلئے قباء کو بٹن سے باندھا جائے۔

جامع المضمرات، فتاویٰ تاتارخانیہ، محیط برہانی اور مشکوۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الستر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ:

نهى عن السدل في الصلوة۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں "سدل" سے روکا۔

معجم المعانی میں لکھا ہے کہ:

سدَل الثَوبَ: أرخاه وأرسله من غير ضمّ جانبيه:

یعنی کپڑے کو لٹکا چھوڑنا بغیر اس کے طرفین کو باہم ضم کئے۔

اس کے متعلق حدیث شریف میں ممانعت ہے:

أَنَّ رسولَ اللهِ صلَّى الله عليه وسلَّم نهى عن السَّدْلِ فى الصَّلاةِ وأنْ يُغطِّيَ الرَّجلُ فاه رواه أبو هريرة۔

یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں سدل سے روکا اور اس سے بھی روکا کہ (نماز میں) کوئی اپنے منہ کو (نقاب mask) سے ڈھانپے۔ (صحیح ابن حبان)

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور فقہا کرام کے ان حوالوں میں سدل سے روکا گیا تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ علمی باتیں ہیں ان سے علماء دیوبند کا کیا واسطہ بلکہ انہی کی زبان میں عرض ہے کہ:

''ابے جا گنوار کے لونڈے (دیوبندی) تجھے ان چیزوں سے کیا واسطہ''

(سوانح قاسمی ج ۱ ص ۴۶۴)

اور چونکہ تھانوی صاحب نے خود فرمایا کہ سارے احمق، بدفہم، بے عقل ان دیوبندیوں کے حصے میں آئے ہیں اس لئے ایسے بدفہموں اور بے عقلوں کو کچھ سمجھ بوجھ تو ہے نہیں بس خواہ مخواہ ہذیان بکتے رہتے ہیں

"ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون" (اور لیکن وہابی بے عقل قوم ہے)

معزز قارئین! اسی موضوع پر حضرت مولانا حسن علی رضوی میلسی صاحب کا رسالہ ''اور دیوبند کا بند ٹوٹ گیا'' بجواب ''اور انگر کھے کا بند ٹوٹ گیا'' بھی موجود ہے، اس کا بھی ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بد مذہبوں اور بے دینوں کے شر سے ہم اہل سنت و جماعت کو محفوظ فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆..................☆☆☆

"علماء دیوبند کی گندی ذہنیت کا جوڑتوڑ" بہ جواب "شرمگاہ کے نو جوڑ"

(مولانا عبدالمصطفیٰ قادری حفظہ اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین امابعد!

المیز ان کے اندر مولانا عبدالقدوس مصباحی صاحب کی یہ عبارت لکھی ہے کہ:

"فتاویٰ رضویہ جلد سوم مرد کی شرمگاہ کے اعضاء کو نو (9) ثابت کرنا آپ کی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے جو آفتاب نیم روز سے بھی زیادہ درخشاں اور تابندہ ہے، چنانچہ آپ نے پہلے چالیس مستند و معتبر کتب فقہیہ اور فتاویٰ کے حوالے سے 8 شرمگاہ کے اعضاء کو مدلل و محقق فرمایا پھر تدقیق نظر سے ایک اور عضو شرمگاہ پر دلائل ثبت فرما کر ثابت کیا کہ مرد کی شرمگاہ کے اعضاء نو ہیں"

(ماہنامہ المیز ان بمبئی امام احمد رضا نمبر: ص ۲۱۲)

اس حوالے پر فرقہ وہابیہ نجدیہ دیابنہ کے حضرات جوڑتوڑ کر کے من گھڑت اعتراضات کرتے ہیں چنانچہ علماء دیوبند کی کتب و رسائل میں سے چند اعتراضات ملاحظہ فرمائیں۔

۞ ......دیوبندی نام نہاد مفتی مجاہد لکھتا ہے کہ:

"اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کی عضو تناسل پر خاص تحقیق"

(ھدیۃ بریلویت: ص ۱۲۴)

۞ ......ایک دیوبندی مولوی حافظ محمد اسلم لکھتا ہے کہ:

"مولانا نے مرد کے آلہ تناسل پر ایسی تحقیق فرمائی کہ پہلے سب محققین کو مات کر

گئے۔آپ کا خاص موضوع تحقیق مرد کا آلہ تناسل تھا'' (رضاخانی فقہ:ص76)

۞......ایک دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ:

''اس [شرمگاہ] پر تحقیق کرنے سے کیا نظر نہیں بھکی اور اس نظر سے دل اور پھر دل سے ستر نہیں بہکا؟'' (نورسنت کا ترجمہ کنزالایمان نمبر:ص ۳۷)

۞......اسی طرح مولوی ابوایوب دیوبندی نے اپنی ویڈیو میں یہ کہا کہ:

''اب ان سے پوچھو کہ احمد رضا نے یہ جو تحقیق کی ہے کس کے زکر پر کی تھی اپنے پہ کی تھی یا نعیم الدین مرادآبادی کے زکر پر کی تھی'' (ابوایوب دیوبندی ویڈیو)

تو قارئین کرام! فرقہ وہابیہ نجدئیہ غرابیہ دیابنہ کی ہذیان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

[۱] سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مرد کے آلہ تناسل پر تحقیق کی تھی۔

[۲] اور دیوبندیوں کے مطابق تحقیق کے لئے کسی نہ کسی کے آلہ تناسل کو دیکھنے کا عمل پایا جانا ضروری ہے جیسا کہ ابوایوب دیوبندی کی ویڈیو اور نورسنت کے حوالے سے واضح ہے۔ (معاذ اللہ عزوجل) تو آیئے فرقہ وہابیہ نجدیہ غرابیہ دیابنہ کے اس بے ہودہ اعتراض کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب

ہم پہلے بھی عرض کر چکے کہ غیر مقلدین وہابیہ کی طرح فرقہ وہابیہ نجدیہ دیابنہ بھی (بقول دیوبندی الیاس گھمن) مسلمانوں کو بدنام کرنے اور ان کو دین سے بدظن کرنے کے لئے ایسے اعتراضات کرتے ہیں بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن...... **ملخصاً** (جی ہاں فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے: ص۲۲۶ تا ۲۲۹)

اور ایسے بے ہودہ اعتراض کرنے والے تمام دیوبندی (بقول دیوبندی مناظر انور اوکاڑوی) ایک عضو (بقول دیوبندی عضوتناسل) سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ملخصاً (تجلیاتِ انور ۱/۱۴۶)

معزز سنی مسلمان بھائیو! المیز ان میں مولانا عبدالقدوس نے واضح طور پر "فتاویٰ رضویہ جلد سوم" کا حوالہ دیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ جس مسئلہ کی بات کر رہے ہیں وہ فتاویٰ رضویہ میں موجود ہے تو فتاویٰ رضویہ جلد سوم (جدید فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۲۹ تا ۳۹ مسئلہ نمبر ۳۹۰) آپ خود کھول کر دیکھ لیجیے اس میں آلہ تناسل کے جوڑوں پر سرے سے گفتگو ہی نہیں ہے ۔ بلکہ وہاں مرد کے بدن کے کتنے حصے عضوِ عورت (چھپانے والے حصے) ہیں اس پر گفتگو ہے۔ چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"صرف اجمالاً اس قدر سمجھ لینا کہ یہاں سے یہاں تک **ستر عورت** ہے ہرگز کافی نہیں بلکہ اعضاء کو جدا جدا پہچاننا ضروری ہے اور وہ علامہ حلبی و علامہ طحطاوی و علامہ شامی محشیان درمختار رحمۃ اللہ علیہم نے مرد میں آٹھ [8] گنے۔

(جدید فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۳۱)

پھر آگے ردالمختار (باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۳۰۱) کی عبارت پیش کی کہ:

اعضاء عورة الرجل ثمانية الاول الذكر وما حوله الثانی الانثيان وما حولهما الثالث الدبر وما حوله الرابع والخامس الاليتان السادس والسابع الفخذان مع الركبتين الثامن مابين السرة الى العانة مع مايحاذی ذلک من الجنبين والظهر والبطن۔

مرد کا ستر آٹھ [8] اعضاء ہیں: (1) عضو مخصوص اور ارد گرد (2) خصیتین

اور ان کا اردگرد (3) دُبر اور اردگرد (4، 5) دونوں سرین کے حصے (6، 7) دونوں رانیں گھٹنوں سمیت (8) ناف تا زیرِ ناف سمیت پشت پیٹ اور دونوں پہلوؤں کے اس حصہ کے جو اس کے مقابل ومحاذی ہے۔

(ردالمختار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۳۰۱، فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۶ ص ۳۳)

تو یہاں آلہ تناسل کے نو جوڑوں کی بات ہی نہیں بلکہ مرد کے جسم میں کتنے حصے (اعضا) سترعورت (چھپانے والے) ہیں ان حصوں پر گفتگو ہے۔

پھر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''جب ثابت ہو لیا کہ یہ جسم یعنی ما بین الدبر والانثیین اُن آٹھوں عورتوں (چھپانے والے حصوں) سے کسی میں شامل اور کسی کا تابع نہیں ہوسکتا اور وہ بھی قطعاً سترعورت میں داخل تو واجب کہ اسے عضو جداگانہ شمار کیا جائے۔ **مرد میں عدد اعضائے عورت نو (۹) قرار دیا جائے''** (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۳۳)

تو دیکھئے یہاں پر گفتگو مردوں کے ان حصوں پر ہے جن کو چھپانا ضروری ہے، جن کو سترِ عورت کہا جاتا ہے۔ لیکن فرقہ وہابیہ نجدیہ غرابیہ دیابنہ کا دل ودماغ (مفتی محمد انور اوکاڑوی دیوبندی ''تجلیاتِ انور: ج ۱ ص ۱۴۶'' کے مطابق) آلہ تناسل ہی سے چمٹا ہوا ہے اس لئے ان دیوبندیوں کو ہر جگہ آلہ تناسل ہی نظر آتا ہے۔

علماء دیوبند کے گھر سے ثبوت

مذکورہ بالا مسئلہ خود علماء دیوبند کی کتب میں بھی موجود ہے۔

(1)...... چنانچہ علماء دیوبند کے ''امداد الفتاویٰ جدید ج 1 سوال نمبر 191 کے حاشیے کے

تحت دیوبندی سعید احمد پالن پوری نے لکھا کہ:

''طحطاویؒ نے حاشیہ درمختار میں تفصیل کی ہے کہ مرد کے ستر کے آٹھ عوض ہیں (۱) **ذکر** [آلہ تناسل] اور اس کا ماحول (۲) **خصتین** اوران کا ماحول (۳) **دبر** (محل براز) اوراس کا ماحول (۴۔۵) **دوسرین** (۶۔۷) دوران مع گھٹنہ (۸) اور **ناف کے نیچے** سے عانہ تک اور اس کے محاذی پہلو کا حصہ۔[شامی ۱/ ۳۸۰ مکتبہ ذکریا دیوبند ۲/ ۸۲، کراچی ۱/ ۴۰۹، سعایہ مکتبہ اشرفیہ دیوبند ۲/ ۷۸] (امدادالفتاویٰ جدید جلد 1 صفحہ 490 پر سوال نمبر 191)

(2)......اسی طرح علماء دیوبند کی ''کتاب النوازل'' میں بھی ہے کہ:

''مرد کو نماز میں درج ذیل اعضاء چھپانا فرض ہے (۱) **پیشاب کا مقام** اور اس کے ارد گرد (۲) **خصیتین** اور اس کے ارد گرد (۳) **پائخانہ کا مقام** اور اس کے آس پاس (۴۔۵) **دونوں کولہے** (۶۔۷) **دونوں رانیں** گھٹنے سمیت (۸) **ناف** سے لے کر زیر ناف بالوں اوران کے مقابل میں کوکھ پیٹ اور پیٹھ کا حصہ''

(کتاب النوازل: جلد ثالث: ص ۴۰۹، سوال نمبر ۱۷۸)

(3)......اسی طرح ''زبدۃ الفقہ'' کتاب الصلوۃ: صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲ پر مرد کے ستر عورت 8 لکھے ہیں۔

(4)...... ''عمدۃ الفقہ'': ص ۵۴ پر بھی مرد میں اعضائے ستر عورت 8 لکھے ہیں۔

(5)...... ''فقہ حنفی کے مطابق طہارت اور نماز کے مسائل'' مفتی محمد مکرم محی الدین حسامی قاسمی میں بھی یہی لکھے ہیں۔

علماء دیوبند نے ''ستر'' کیلئے ''شرمگاہ'' کالفظ استعمال کیا

یہاں پر فرقہ وہابیہ نجدیہ غرابیہ دیابنہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ:

''چلیں (سیدی اعلیٰ حضرت) امام احمد رضا خان نے تو فتاویٰ رضویہ میں آلہ تناسل کے بارے میں یہ مسئلہ بیان نہیں کیا لیکن المیز ان کے اندر جو مولوی عبدالقدوس نے تحریر لکھی اس میں تو شرمگاہ کا لفظ ہے اور شرمگاہ کا معنی (زکر) آلہ تناسل ہی ہوتا ہے۔(دیوبندی ویڈیو)

تو اس کے جواب میں ہم عرض کرتے ہیں کہ دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی نے اپنے دیوبندیوں کے بارے میں درست کہا تھا کہ **"تمام احمق، سارے بدفہم اور بدعقل میرے (یعنی اشرفعلی تھانوی) ہی حصے میں آ گئے ہیں"** ملخصاً (الافاضات الیومیہ ج۱ ص ۲۷۴، ص ۴۳۱) اپنی جہالت، حماقت، بدعقلی و بدفہمی کی وجہ سے دیوبندی حضرات نے لفظ شرمگاہ سے مراد صرف ''آلہ تناسل'' بتا کر اپنے غیر مقلدین وہابیہ کی عادت خبیثہ پر عمل کیا۔ لیکن اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ ستر عورت کے لئے بھی ''شرمگاہ'' کالفظ استعمال ہوتا ہے۔

خود علماء دیوبند نے **''تحفة الالمعی شرح سنن الترمذی''** (**''باب ما جاء ان الفخذ عورة''** ران بھی ستر ہے۔ اسی باب میں) حدیث ۲ بیان کی گئی کہ:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے ''الفَخِذُ عورة'' ران شرمگاہ ہے'' (تحفة الالمعی شرح سنن الترمذی: جلد ششم: ص ۵۵۴)

تو معلوم ہوا کہ ران ستر ہے اور ستر کے لئے خود علماء دیوبند نے ''شرمگاہ'' کالفظ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو ستر کا مسئلہ فتاویٰ رضویہ میں بیان فرمایا

اس ستر کے لئے مولانا عبدالقدوس صاحب نے شرمگاہ کا لفظ استعمال کیا۔ تو اس عبارت کا صاف مطلب ہے کہ:

''فتاوی رضویہ جلد سوم مرد کی شرمگاہ (یعنی ستر) کے اعضاء کو نو (9) ثابت کرنا آپ کی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے جو آفتاب نیم روز سے بھی زیادہ درخشاں اور تابندہ ہے، چنانچہ آپ نے پہلے چالیس مستند و معتبر کتب فقہ اور فتاویٰ کے حوالے سے 8 شرمگاہ (یعنی ستر) کے اعضاء کو مدلل و محقق فرمایا پھر تدقیق نظر سے ایک اور عضو شرمگاہ (یعنی ستر) پر دلائل ثبت فرما کر ثابت کیا کہ مرد کی شرمگاہ (یعنی ستر) کے اعضاء نو ہیں'' (ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر: ص ۲۱۲)

ہم نے یہ بھی دکھا دیا کہ شرمگاہ کا لفظ ستر کے لئے بھی خود علماء دیوبند نے اپنی کتب میں استعمال کیا ہے لہٰذا اب دیابنہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ لفظ ''شرمگاہ'' ستر کے معنی میں استعمال نہیں ہوا۔

لطیفہ: علماء دیوبند کے نزدیک ''شرمگاہ'' کا لفظ صرف ''عضو تناسل'' کے لئے استعمال ہوتا ہے تو پھر مذکورہ روایت میں شرمگاہ سے مراد ''عضو تناسل'' لیں تو دیوبندیوں کے مطابق ران بھی ''عضو تناسل'' کہلائے گی۔ شاباش! دیوبندیو شاباش! تمہارے دیوبندی اکابرین نے گدھے کے عضو تناسل کو ایک ہاتھ بتایا اور تم اپنے اکابرین سے بھی دو ہاتھ آگے نکلے کہ اتنا بڑا عضو تناسل (ران) بناڈالا۔

فقہ اور علماء دیوبند کی مرد کے اعضاء پر تحقیق

تو ثابت ہو چکا کہ نہ ہی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ کے اس مسئلے میں آلہ

تناسل کے جوڑوں پر تحقیق کی اور نہ ہی مولانا عبدالقدوس کی مراد آلہ تناسل ہے۔

لیکن بالفرض (علیٰ سبیل التنزل) کہتے ہیں کہ اگر آلہ تناسل ہی مراد ہو تو پھر فرقہ وہابیہ نجدیہ غرابیہ دیابنہ کو چاہے کہ مذکورہ بالا کتب فقہ (علامہ حلبی و علامہ طحطاوی و علامہ شامی محشیانِ درمختار رحمۃ اللہ علیہم) اور کتب دیوبندیہ (امداد الفتاویٰ جدید، کتاب النوازل۔ زبدۃ الفقہ "عمدۃ الفقہ وغیرہ) پر بھی اعتراض کریں، کیونکہ انہوں نے نہ صرف مرد کے [۱] زکر (آلہ تناسل) اور اس کا ماحول بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر مرد کے [۲] خصیتین اور ان کا ماحول [۳] دبر (محل براز) اور اس کا ماحول [۴] دوسرین وغیرہ پر بھی اپنی تحقیق پیش کی۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر استہزاء کرنے والے بدفہم واحمق دیوبندی بتائیں کہ ان فقہاء کرام اور علماء دیوبند نے مرد کے ان اعضائے ستر [۱] زکر (آلہ تناسل) اور اس کا ماحول [۲] خصیتین اور ان کا ماحول [۳] دبر (محل براز) اور اس کا ماحول [۴] دوسرین) پر گفتگو تحقیق کر کے لکھی یا بغیر تحقیق و لاعلمی میں لکھ دی؟ یقیناً دیوبندی اس کو جہالت و لاعلمی نہیں کہہ سکتے بلکہ ان فقہاء کرام کی فقہ دانی اور تحقیق کو تسلیم کریں گے تو تمہارے دیوبندی اصول کے مطابق یہ فقہاء کرام اور دیوبندی حضرات صرف ایک زکر (آلہ تناسل) ہی پر نہیں بلکہ اس آلہ تناسل کے ساتھ خصیتین، دبر، دونوں سرین پر اپنی علمی و تحقیقی گفتگو کر کے بے حیائی و بے غیرتی کا کام کرتے رہے۔ اب چونکہ علماء دیوبند کے مطابق ایسی تحقیق کے لئے ان اعضاء کو دیکھنا ضروری ہے [جیسا کہ ہم پہلے دیوبندی حوالے پیش کر چکے] تو پھر علماء دیوبند اپنے اصول کے مطابق بتائیں کہ ان فقہاء کرام اور علماء دیوبند نے کس کے زکر

(آلہ تناسل) خصیتین، دبر، سرین پر تحقیق کی؟ ہاں اب دیوبندی کسی قسم کی تاویل بھی نہیں کر سکتے کیونکہ نظر کے ساتھ دیکھنے کی بات خود ہی لکھ چکے، لہٰذا فرقہ وہابیہ نجدیہ غرابیہ دیابنہ محض بغض سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں فقہاء کرام اور اپنے دیوبندی علماء پر بھی یہ اعتراض قائم کر چکے، سچ ہے کہ فرقہ دیابنہ گلابیہ غرابیہ نجدیہ حنفیت کے بھی باغی و دشمن ہیں۔ (معاذ اللہ)

یہاں تک تو دیابنہ کی بدعقلی و بدفہمی کا رد تھا اب آیئے انہی کو ان کے گھر کا رخ کرواتے ہیں۔

اشرفعلی تھانوی کی آلہ تناسل پر تحقیق

دیوبندی حضرات بہشتی زیور کو اشرفعلی تھانوی صاحب کی کرامت بتاتے ہیں چنانچہ ایک دیوبندی مولوی (اختر امام عادل قاسمی) لکھتے ہیں کہ:

"یہ آپ (تھانوی) کے منصب تجدید کی کرامت ہے"

(حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرفعلی تھانوی بحیثیت مجدد وفقیہ: ص ۷۳)

اب فرقہ وہابیہ نجدیہ غرابیہ دیابنہ اپنے اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے دیوبندی مجدد اشرفعلی تھانوی کے منصب تجدید کی کرامت ملاحظہ فرمائیں، تھانوی صاحب کے منصب تجدید کی کرامت میں عضو تناسل پر جو تجدیدی تحقیق کی گئی اور تھانوی صاحب نے جو کرامت دکھائی ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے کہ:

(1) "ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل میں خم پڑ جائے"

(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۸۴)

(2) ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں پتلا ہو اور آگے سے موٹا ہو جائے"

(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۸۵)

(3)''ایک یہ کہ [عضو تناسل میں] صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو''
(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۸۴)

(4)''عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے''(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۸۰)

(5)''عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے''(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۸۴)

(6)''عضو تناسل کا ورم''(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۹۲)

(7)''ہلکا ہلکا عضو تناسل پر لگائیں''(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ۷۸۵)

(8)''گرم کر کے عضو تناسل پر ملیں اور ہاتھ سے سیدھا کریں''
(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ۷۸۵)

(9)''طلا مقوی اعصاب اور عضو میں درازی اور فربہی لانیوالا''
(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ۷۸۷)

(10)''خصیہ کا اوپر چڑھ جانا''(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۹۰)

(11)''کہ مادہ منی نہایت رقیق ہو''(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۷۹)

(12)''پیشاب کے مقام پر اور اس کے آس پاس آبلے یا زخم ہو جاتے ہیں اور بہت سوزش ہوتی ہے اس کے آبلے پھیلاؤ میں زیادہ اور ابھار میں کم ہوتے ہیں اور زخموں کے آس پاس نیلا پن یا اردا پن ہوتا ہے اکثر پہلے یہ زخم پیشاب کے مقام سے شروع ہوتے ہیں''(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۸۸)

(13)سوزاک: پیشاب کے مقام میں اندر زخم پڑ جانے کو سوزاک کہتے ہیں''
(بہشتی زیور: بہشتی گوہر: ص ۷۸۹)

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دیوبندی اصول کے مطابق شرمگاہ پر تحقیق کے لئے اس کو دیکھنا ضروری ہے جیسا کہ دیابنہ کے حوالے پہلے بتائے گئے تو اب دیوبندی اپنے اصول کے مطابق اشرفعلی تھانوی کے بارے میں عوام الناس کو بتائیں کہ اشرفعلی تھانوی صاحب نے یہ تحقیق کس کے عضوتناسل یا خصیوں یا پیشاب کے مقام پر کی ؟ اپنے ان مقامات پر کی یا منظور نعمانی، خلیل احمد انبیٹھوی یا حسین احمد ٹانڈوی کے ان مقامات پر کی ؟ ہم علماء دیوبند کی گندی وغلیظ زبان میں گفتگو نہیں کر سکتے ،اس میں تو وہی مہارت تامہ رکھتے ہیں لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں کہ اپنے دیوبندی اصول کے مطابق اپنے دیوبندی علماء پر بھی بکواس کرو۔اور پھر عوام الناس کو بتاؤ کہ اگر تم آلہ تناسل پر تحقیق کرو تو تمہارے علماء کی مجددیت وعلمیت پر کچھ اعتراض وارد نہ ہو لیکن آپ اپنے فریق مخالف کی طرف من گھڑت معنی مراد لیکر اعتراض کرو تو کیا اسی کا نام انصاف ودینداری ہے؟

دیوبندی اصول سے اشرفعلی تھانوی بھی نہ بچا

پھر یہی نہیں کہ مردوں کے عضوتناسل پر بلکہ عورتوں کے بارے میں بھی علماء دیوبند نے جو تحقیق پیش کی اس کا نتیجہ بھی دیوبندی اصول کے مطابق انتہائی بھیانک صورت میں نکلے گا ۔آیئے اشرفعلی تھانوی کی بہشتی زیور سے صرف دوحوالے ملاحظہ کیجئے ،بہشتی زیور میں عورتوں کے بارے میں ہے کہ:

(1)''ہر مہینہ میں جو آگے کی راہ سے معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں''

(بہشتی زیور: دوسرا حصہ ص ۵۱)

اسی طرح لکھتے ہیں کہ ''حیض کی مدت کے اندر سرخ زرد سبز خاکی یعنی مٹیالا سیاہ جو رنگ آوے سب حیض ہے'' (بہشتی زیور: دوسرا حصہ ص ۵۱)

(2) ''اگر پچپن [۵۵] برس کے بعد کچھ نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے''

(بہشتی زیور: دوسرا حصہ ص ۵۱)

تو یہاں بھی دیوبندی اصول کے مطابق اگر شرمگاہ پر تحقیق کے لئے اس کو دیکھنا ضروری ہے تو پھر بتائیں کہ اشرفعلی تھانوی نے حیض، اس کی رنگت، استحاضہ اور اس کی رنگت پر جو علمی تحقیق بیان فرمائی کیا یہ بے حیائی و بے شرمی ہے؟ پھر اپنے اصول کے مطابق یہ بھی بتائیں کہ حیض و استحاضہ، اس کی پہچان اور اس کی رنگت کی یہ تحقیق اشرفعلی تھانوی نے کس (دیوبندی) عورت کے حیض و استحاضہ کو دیکھ کر کی؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اب اگر دیوبندی یہ تاویل کریں کہ ایسی باتوں پر کسی جسم کا مشاہدہ کرنا لازم نہیں آتا بلکہ کتب دینیہ کے علم سے بھی تحقیق ثابت ہوسکتی ہے تو پھر دیوبندیوں کا خودساختہ شرمگاہ کی عبارات پر تمام اعتراضات بلکہ بکواسات انہی کے اصول سے باطل ومردود ٹھہرے۔

بھرے مجمع میں گنگوہی کی عورت کی شرمگاہ

علماء دیابنہ میں اگر غیرت نام کی چیز ہے تو ذرا اپنی عوام کو بتائیں کہ بھرے مجمع میں عورت

کی شرمگاہ پر انمول تحقیق خود ان کے امام رشید احمد گنگوہی نے فرمائی چنانچہ

''ایک بار بھرے مجمع میں حضرت کی کسی تقریر پر ایک نوعمر دیہاتی بے تکلف پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی عورت کی شرمگاہ کیسی ہوتی ہے؟ اللہ رے تعلیم سب حاضرین نے گردنیں نیچے جھکا لیں مگر آپ (گنگوہی) مطلق چیں بہ جبیں نہ ہوئے بلکہ بے ساختہ فرمایا جیسے گیہوں کا دانہ۔(تذکرۃ الرشید: ج ۲ ص ۱۰۰)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ شرم سے سب حاضرین کی گردنیں جھک گئیں لیکن دیوبندی امام کی گردن نہیں جھکی۔ کوئی دیوبندی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ گنگوہی نے اپنی گردن شرم سے جھکالی تھی۔ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ گنگوہی تو اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ کوئی اس کا ذکر چھیڑے اور میں بے ساختہ کہوں کہ ''جیسے گیہوں کا دانہ''۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ! پھر ایک طرف تو شرمگاہ پر ایسی کامل نظر کہ اس کی ہیئت بے ساختہ بیان کرکے اپنے علمی مقام کا ثبوت پیش کر دیا لیکن دوسری طرف انہی کے ابوعیوب دیوبندی کہتا ہے کہ:

''علماء کرام تو زن وشوہر (بیوی وشوہر) کو ایک دوسرے کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کو خلاف تہذیب فرماتے تھے کہ اس سے بے حیائی پیدا ہونے کا خوف ہے''

(پانچ سو باادب سوالات: ص ۱۲۹)

تو اب ہم ابوایوب (بلکہ سراپا عیوب) دیوبندی کی زبان میں پوچھتے ہیں کہ گنگوہی نے کس دیوبندی عورت کی شرمگاہ دیکھی تھی جو اس کو گیہوں کے دانہ کی طرح نظر آئی؟ اگر کسی دیوبندی غیر عورت کی شرمگاہ دیکھی تو حرام کا مرتکب ہوا اور اگر اپنی بیوی کی دیکھی تو ابوایوب دیوبندی کے مطابق ان کے امام رشید احمد گنگوہی نے خلاف تہذیب و بے حیائی کا کام کیا

۔پھر اگر اپنی بیوی کی شرمگاہ کو دیکھ ہی لیا تھا تو پھر اس کی شکل وصورت کو بھرے مجمع میں بیان تو نہ کرتا۔لیکن خیر یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے جیسے چاہیں ان کی مرضی۔

نوٹ: یادرہے کہ دیوبندی یہ تاویل نہیں کر سکتے کہ گنگوہی نے کسی سے سن کر یا کسی کتاب سے پڑھ یہ انمول تحقیق پیش کر دی کیونکہ دیوبندیوں نے اصول قائم کیا کہ شرمگاہ پر تحقیق کے لئے اس کو دیکھنا پڑے گا،اب دیوبندی شرمگاہ کے نو جوڑ پر اپنے اصولوں سے راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے۔

علماء دیوبند کی تحقیق گدھے کا عضو تناسل ایک ہاتھ کا

فرقہ وہابیہ گلابیہ غرابیہ کے علماء نے لکھا کہ:

''عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی حالت ہے کہ جیسے گدھے کا عضو مخصوص، بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں''

(الافاضات الیومیہ: ج ۳ ص ۲۹۲ ملفوظ ۴۰۸)

دیوبندی مولوی حکیم محمد اختر اپنے امام اشرفعلی تھانوی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ:

''حکیم الامت تھانوی کی یہ نصیحت ہے کہ اللہ کے راستے کو عقل سے طے نہ کرو، عشق کو عقل پر غالب رکھو۔فرمایا: عقیدت عقل سے تعلق رکھتی ہے اور محبت عقل سے بالاتر ہے اور فرمایا کہ مجھے اہلِ عقیدت کی قدر نہیں ہے اہلِ محبت کی قدر ہے اور عقیدت کی حضرت نے بہت ہی مزاحیہ مثال دی کہ عقیدت کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے کا آلۂ تناسل کہ بڑھا تو ایک ہاتھ کا ہو گیا اور غائب ہوا تو بالکل ہی غائب ہو گیا، وجود ہی نہیں رہتا، ایسا غائب ہوتا ہے کہ نشانی بھی نہیں چھوڑتا''

(پردیس میں تذکرہ وطن: ص ۹۴)

اب فرقہ دیابنہ اپنے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ گدھے کے عضومخصوص پر یہ تحقیق (کہ بڑھتا ہے تو بڑھتا ہی چلا جاتا ہے) اشرفعلی تھانوی نے خود کی یا گنگوہی ، انبیٹھوی یا نعمانی سے کروائی ؟ پھر مزید تحقیق کہ گدھے کا آلہ تناسل بڑھتا ہے تو ایک ہاتھ ہو جاتا ہے یہ ایک ہاتھ کی پیمائش تھانوی نے خود کی یا اکابرین دیوبند سے کروائی ؟ اور پھر اس پر مزید تحقیق کہ گدھے کا آلہ تناسل ایسا غائب ہوتا ہے کہ نشانی بھی نہیں چھوڑتا، اس نشانی کو غائب ہونے کے بعد کون سا دیوبندی اکابر تلاش کرتا رہا کہ اس کو نشان بھی نہیں ملا ؟ دیوبندیو! یادرکھو کہ تمہارے اصول کے مطابق ایسی تحقیق کے لئے آلہ تناسل کا ہونا اور اس کو دیکھنا ضروری ہے جیسا کہ تم اپنی زبان وقلم سے یہ گند کہہ چکے لہذا اب اپنی باتوں اور اصولوں سے بھاگنا مت۔

ایک نہیں انداز تیرا سب لوگوں نے پہچان لیا
ظاہر میں شرافت کے نعرے اندر گھپلا گھالا ہے

دیوبندیوں کے نزدیک امام اعظم رضی اللہ عنہ بھی بے حیاء (معاذاللہ)

فرقہ وہابیہ نجدیہ غرابیہ دیابنہ نے تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عبارت پر بھی بے حیائی و بے شرمی کا فتویٰ لگا دیا چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا کہ:

”زن وشوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتی کہ فرج وذکر کو بہ نیت صالحہ موجب ثواب واجر ہے کما نص علیہ الامام الاعظم رضی اللہ عنہ

(احکام شریعت، حصہ سوم ص ۲۶۳)

ملاحظہ فرمایئے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھی لیکن اس مسئلہ پر اپنی جہالت ولاعلمی کی وجہ سے علماء دیوبند نے اس طرح اعتراض کیا کہ:

''علماء کرام تو زن وشوہر کوایک دوسرے کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کو خلاف اولیٰ و خلاف تہذیب فرماتے ہیں کہ اس سے بے حیائی پیدا ہونے کا خوف ہے اور یہ مجدد اس کی ترغیب دے رہا ہے'' (چہل مسئلہ،ص ۳۸)

یادرہے کہ اس کتاب چہل مسئلہ اور اس کے مصنف کی سرفراز صفدر دیوبندی نے بڑی تعریفیں کی ہیں۔(دیکھئے ''چہل مسئلہ ص ۵،۶)

اسی طرح علماء دیوبند کے مولوی ابوایوب دیوبندی کہتے ہیں کہ:

''علماء کرام تو زن وشوہر (بیوی وشوہر) کوایک دوسرے کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کو خلاف تہذیب فرماتے ہیں کہ اس سے بے حیائی پیدا ہونے کا خوف ہے''

(پانچ سوباادب سوالات ص ۱۲۹)

قارئین کرام! دیکھئے علماء دیوبند واضح طور پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس مسئلے کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کی طرح بے حیائی اور خلاف تہذیب بتارہے ہیں حالانکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مسئلہ ''درالمختار علی الردالمحتار جلد ۹ ص ۶۰۵،فتاویٰ عالمگیری،جلد ۵ ص ۴۰۴،المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی جلد ۵ ص ۳۳۲،العنایۃ شرح ہدایہ جلد ۱۰ ص ۳۱،البنایۃ شرح الہدایۃ جلد ۱۱ ص ۱۷۰،اور دیگر متعدد کتب کے علاوہ خود علماء دیوبند کے ''نجم الفتاویٰ جلد ۵ ص ۴۸۱ پر بھی موجود ہے۔(تفصیل دیکھئے ''اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر 40 اعتراضات کے جوابات'' ص 413 مجاہد اہل سنت علامہ ابوحامد رضوی)

توجن علماء دیوبند نے امام اعظیم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس مسئلے کو نہیں چھوڑا تو یہ فرقہ دیابنہ اگر

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر خواہ مخواہ تنقید کریں تو کون سے بڑی بات ہے۔

دیوبندیوں کے فتووں سے دیوبندی اکابر بے حیاء و بے غیرت

علماء دیوبندی کے امام حسین احمد ٹانڈوی سے سوال ہوا کہ ''کیا شوہر اپنی بیوی کے اور بیوی اپنے شوہر کے تمام اعضاء دیکھ سکتی ہے؟'' (تو دیوبندی امام نے جواب دیا)

''عورت کے تمام اعضاء خاوند کے لئے دیکھنا جائز ہے کسی حصہ جسم کو اس سے چھپانا ضروری نہیں ہے۔اسی طرح مرد کا تمام جسم بیوی کو دیکھنا جائز ہے''

(فتاویٰ شیخ الاسلام، ص ۱۳۳)

اسی طرح علماء دیوبند کے مولوی یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں کہ:

''میاں بیوی کا ایک دوسرے کے بدن کو دیکھنا جائز ہے''

(آپ کے مسائل اوران کا حل، جلد ۷ ص ۳۰۰)

تو دیکھئے ان علماء دیوبند کے فتوؤں کے مطابق میاں بیوی ایک دوسرے کے جسم کے تمام اعضاء کو دیکھ سکتے ہیں،

لیکن

دوسری طرف علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر دیوبندی کی معتبر شخصیت ''عالم محقق، بڑے محقق، نکتہ رس'' مولوی ''محمد کریم بخش فاضل دیوبند'' اپنی کتاب ''چہل مسئلہ'' میں یہ لکھتے ہیں کہ:

''علماء کرام تو زن و شوہر کو ایک دوسرے کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کو خلاف اولیٰ و خلاف تہذیب فرماتے ہیں کہ اس سے بے حیائی پیدا ہونے کا خوف ہے''

(چہل مسئلہ، ص ۳۸)

اسی طرح علماء دیوبند کے مولوی ابوایوب دیوبندی کہتے ہیں کہ:

''علماء کرام تو زن وشوہر (بیوی وشوہر) کوایک دوسرے کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کو خلاف تہذیب فرماتے ہیں کہ اس سے بے حیائی پیدا ہونے کا خوف ہے''

(پانچ سو با ادب سوالات ص ۱۲۹)

سرفراز صفدر کی اس عالم محقق، بڑے محقق، نکتہ رس مولوی محمد کریم بخش فاضل دیوبند اور ابو ایوب دیوبندی کے مطابق دیوبندی امام الہند حسین احمد ٹانڈوی اور مولوی یوسف لدھیانوی بے حیاء و بے غیرت تھے اور انہوں نے خلاف اولیٰ اور خلاف تہذیب تعلیم دی۔

فرقہ وہابیہ نجدیہ غرابیہ دیابنہ کے ہذیان کے رد پر فی الحال انہی حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے لیکن اگر انہوں نے پھر کبھی خدمت کا شرف بخشا تو ان شاء اللہ عزوجل مزید خدمت کرنے کے لئے اہل سنت کا یہ ادنیٰ خادم حاضر ہے۔

تیری محفل میں اور بھی گل کھلیں گے
اگر رنگ یاران محفل یہی ہے

☆☆☆..................☆☆☆

المہنداوراعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

(میثم عباس قادری رضوی حفظہ اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین امابعد!

''اَلْمُهَنَّدْ'' کے حوالے سے اعلیٰ حضرت پر دیو بندی اعتراضات، اورڈاکٹر خالد محمود کی تضاد بیانیاں:

☆مولوی ابوایوب دیو بندی نے لکھا ہے:

"جب علمائے دیو بندکو''حُسَامُ الْحَرَمَیْن'' کی شرانگیزی کا پتہ چلا،تو اُنہوں نے علمائے عرب کواصل صورتحال سے آگاہ کیا،اسی طرح مولاناحسین احمد مدنیؒ نے''شہابِ ثاقب'' لکھ کرمولوی احمد رضاخان کے دجل وفریب کوکھول کرر کھ دیا۔ احمد رضاخان کومرتے دم تک ان کتابوں (اَلْمُهَنَّدْ،شہاب) کاجواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی اورنہ دوبارہ''حُسَامُ الْحَرَمَیْن'' کی تجدید کروانے کی جرأت ہوئی۔کیا یہ اس بات کا کھلا ثبوت نہیں کہ احمد رضاخان نے ان کتابوں میں بیان کردہ حقائق کوتسلیم کرلیاتھا۔یہی وجہ ہے کہ اس کوان کتابوں کاجواب لکھنے کی جرأت نہ ہوسکی"

(پانچ سوباادب سوالات،صفحہ ۲۰۹،مطبوعہ مکتبہ دارُالنعیم ،دکان نمبرا، بیسمنٹ عمرٹاور،حق سٹریٹ،اُردوبازار،لاہور)

☆اسی طرح نام نہاد دیوبندی مناظر مولوی حماد نقشبندی نے بھی ''اَلْمُھَنَّدْ'' کے حوالے سے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے:

"حُسَامُ الْحَرَمَیْن کا جھوٹ جب ''مُھَنَّدْعَلَی الْمُفَنَّد''اور''شہابِ ثاقب'' کے ذریعے ظاہر کیا گیا تو اسکے بعد مولوی احمد رضا کو ساری زندگی"مُھَنَّدْعَلَی الْمُفَنَّد" کا رَدّ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔''حُسَامُ الْحَرَمَیْن'' ۱۳۲۴ھ کو لکھی گئی اور مولوی احمد رضا کی وفات ۱۳۴۰ھ کو ہوئی۔اور''مُھَنَّدْ'' ۱۳۲۵ھ میں لکھی گئی۔ یہ اتنا عرصہ اس نے''مُھَنَّدْ'' کا رَدّ کیوں نہیں لکھا؟۔جواب دو میثم اینڈ قصائی پارٹی"(مجلہ سیفِ حق،لاہور۔صفحہ ۴۲)

☆ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے بھی''اَلْمُھَنَّدْ'' کے متعلق اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اس کتاب کا ہندوستان پر بہت گہرا اَثر ہوا،اَور علمائے دیوبند پر اِلزامات کے سب بادل چھٹ گئے۔یہاں تک کہ مولانا احمد رضا خان نے بھی پھر''اَلْمُھَنَّدْ'' کے خلاف زندگی بھر ایک لفظ تک نہیں لکھا۔باوجود یہ کہ آپ اس کے بعد ۱۲ سال تک زندہ رہے،مگر آپ اس کے جواب میں کوئی ایک رسالہ تک لکھ نہ پائے''

(مطالعہ بریلویت،جلد ۸،صفحہ ۲۸۰،مطبوعہ دارُ المعارِف،الفضل مارکیٹ،اُردو بازار،لاہور)

مولوی ابوایوب دیوبندی،مولوی حماد دیوبندی اور ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے پیش کیے گئے ان اقتباسات میں یہ بات مشترک ہے کہ اعلیٰ حضرت''اَلْمُھَنَّدْ'' کا جواب نہیں لکھ سکے۔

دیوبندی اعتراض کامُسکِت جواب

دیوبندیوں کا یہ اعتراض اس لیے دُرُست نہیں کیونکہ:

(۱) خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرالافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃاللہ علیہ نے ("اَلْمُهَنَّدْ" کی اِشاعت کے بعد تیسرے سال یعنی ۱۳۳۲ھ میں) "اَلتَّحْقِيقَات لِدَفْعِ التَّلْبِيسَات" کے نام سے "اَلْمُهَنَّدْ" کا رَدّ لکھ دیا تھا۔

(۲) خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا حاجی لعل خان رحمۃاللہ علیہ نے بھی ۱۳۳۴ھ میں شائع ہونے والی اپنی کتاب "تاریخ وہابیہ ودیوبندیہ" میں "اَلْمُهَنَّد" کا رَدّ کیا تھا۔

(۳) اعلیٰ حضرت کے ایک اور خلیفہ، محدثِ اعظمِ ہند، حضرت علامہ مولانا سید محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی رحمۃاللہ علیہ نے بھی اعلیٰ حضرت کی حیاتِ مبارکہ میں "اِتمامِ حُجَّت" کے نام سے "اَلْمُهَنَّدْ" کا رَدّ لکھ کر ۱۹۲۰ء میں شائع کر دیا تھا۔

(۴) اسی طرح حضرت علامہ مولانا مولوی ریاست علی خان شاہجہانپوری رحمۃاللہ علیہ نے بھی اعلیٰ حضرت کی حیاتِ مبارکہ میں "اَلْمُهَنَّدْ" کے رَدّ میں "التحقیقات لدفع التحریفات" کے نام سے کتاب لکھی تھی، یہ کتاب ۱۹۱۹ء میں شائع ہوگئی تھی۔

(۵) "انوارِ آفتابِ صداقت" پر اعلیٰ حضرت کی تقریظ موجود ہے۔ اس کتاب میں بھی "اَلْمُهَنَّد" کا رَدّ کیا گیا ہے۔ جس کا عنوان "رسالہ "اَلتَّصْدِيقَاتُ لِدَفْعِ التَّلْبِيسَات" المعروف "بِمُهَنَّدْ" مؤلّفہ مولوی خلیل احمد صاحب کی حقیقت اور اُس کے فرضی وجعلی ہونے کی کیفیت" ہے۔

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ سیدی اعلیٰ حضرت کی حیاتِ مبارکہ میں ہی آپ کے

متعلقین میں شامل ۵ شخصیات (جن میں سے تین آپ کے خلفا تھے) نے "اَلْمُھَنَّدْ" کا رَدّ لکھ دیا تھا۔لیکن اس کے باوجود دیوبندیوں کا یہ اعتراض کرنا کہ اعلیٰ حضرت نے خود "اَلْمُھَنَّدْ" کا رَدّ کیوں نہیں لکھا، بالکل لغو اور فضول بات ہے۔

☆ "اَلْمُھَنَّدْ" کی اِشاعت کے بعد سیدی اعلیٰ حضرت نے "حُسَامُ الْحَرَمَیْن" کی تصدیق کرنے والے اُن علمائے مکہ سے علمائے دیوبند کی تکفیر کے متعلق اِستفسار کیا تھا، جن کے ناموں سے منسوب تقاریظ مولوی خلیل انبیٹھوی نے "اَلْمُھَنَّدْ" میں شامل کی تھیں۔ اعلیٰ حضرت کے علمائے حرمین کے نام لکھے گئے وہ خطوط تو ہمیں دستیاب نہ ہوسکے، البتہ ان کے جواب میں علمائے حرمین کے لکھے گئے چند خطوط دستیاب ہوئے ہیں، جو عربی متن اور اُردو ترجمہ کے ساتھ راقم کی کتاب "اَلْمُھَنَّدْ کا علمی محاسبہ" میں ""اَلْمُھَنَّدْ" کی کذب بیانی، علمائے حرمین کی زبانی" کے عنوان کے تحت شامل کر دیئے گئے ہیں۔ان خطوط میں علمائے حرمین نے لکھا ہے کہ مولوی خلیل انبیٹھوی نے غلط بیانی کی ہے۔ ان کا علمائے دیوبند کے متعلق اب بھی وہی موقف ہے جو وہ "حُسَامُ الْحَرَمَیْن" میں لکھ چکے ہیں۔خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ لعل خان مدراسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب "تاریخِ وہابیہ و دیوبندیہ" میں ایک مکی عالم (علامہ محمد سعید بابصیل) کے خط کے متعلق لکھا ہے:

"مکہ معظّمہ بھر میں فقط ایک مکی عالم کی تصدیق لکھی ہے، اُن کا مُہری خط آیا ہوا مجلسِ اہلِ سنت و جماعت میں موجود ہے کہ خلیل احمد غلط کہتا ہے، ہم اُس کی تکفیر پر قائم ہیں جو ہم "حُسَامُ الْحَرَمَیْن" میں لکھ چکے ہیں"

(تاریخِ وہابیہ دیوبندیہ، صفحہ ۸۰، مطبوعہ کلیمی پریس، ۴ / ۲۲، مچھوا بازار اسٹریٹ، کلکتہ)

"اَلْمُهَنَّدْ" کے حوالے سے اعلیٰ حضرت پر کیے گئے دیو بندی اعتراض کو سامنے رکھتے ہوئے آئندہ سطور میں یہ بیان کیا جائے گا کہ دیو بندی اکابر، اہلِ سنت کی کون کون سی کتب کا جواب دینے سے عاجز رہے اور شکست کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ایں جہانی سے آں جہانی ہو گئے۔

(۱)......حضرت علامہ مولانا نذیر احمد رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "**البوارق اللامعه علی من اراد اطفاء الانوار الساطعه**" کے نام سے "براہینِ قاطعہ" کا جواب لکھا۔ جو کہ مولوی خلیل انبیٹھوی کی زندگی میں جمادی الآخر ۱۳۰۹ھ/ جنوری ۱۸۹۲ء میں "مطبع دت پرشاد، بمبئی" سے شائع ہوا۔ مولوی خلیل انبیٹھوی اس کتاب کی اشاعت کے بعد ۳۷ سال زندہ رہے، لیکن اس کا جواب نہ دے سکے۔

(۲)......مولوی خلیل انبیٹھوی دیو بندی کے ساتھ ہونے والے مناظرۂ بہاولپور کے متعلق حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" ۱۳۱۴ ہجری میں "مطبع صدیقی، قصور" سے شائع ہوئی۔ مولوی خلیل انبیٹھوی "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" کی اِشاعت کے بعد ۳۲ سال زِندہ رہے۔ لیکن اس تمام عرصہ میں اس کتاب کا جواب دینے سے عاجز رہے۔

(۳) ...... خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے "**اَلتَّحْقِيقَات لِدَفْعِ التَّلْبِيْسَات**" کے نام سے ۱۳۳۲ھ میں "اَلْمُهَنَّدْ" کا رَدّ لکھا تھا۔ لیکن مولوی خلیل انبیٹھوی کی طرف سے اس کتاب کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔

(۴) ...... خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مولانا حاجی لعل خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تاریخِ وہابیہ و دیوبندیہ" ۱۳۳۴ھ میں "کلیمی پریس، مچھوابازاراسٹریٹ، کلکتہ" سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں بھی "اَلْمُھَنَّدْ" کی فریب کاری کو بیان کیا گیا۔ لیکن مولوی خلیل انبیٹھوی نے اس کا جواب بھی نہیں دیا۔

(۵)...... حضرت علامہ مولانا مولوی ریاست علی خان شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے "التحقیقات لدفع التحریفات" کے نام سے "اَلْمُھَنَّدْ" کا رَدّ ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا۔ لیکن مولوی خلیل انبیٹھوی نے خود اس کتاب کا جواب بھی نہ دیا۔

(۶)...... خلیفۂ اعلیٰ حضرت، محدثِ اعظمِ ہند، حضرت علامہ مولانا سید محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اِتمامِ حُجَّت" بنامِ تاریخی "اِتمامِ حُجَّت بر جندِ منکرِ نبوت" کے نام سے "اَلْمُھَنَّدْ" پر نقد کیا، یہ کتاب ۱۹۲۰ء میں شائع ہوئی۔ لیکن مولوی خلیل انبیٹھوی نے اس کا جواب بھی نہیں دیا۔

(۷)...... قاضی فضل احمد لدھیانوی کی کتاب "انوارِ آفتابِ صداقت" میں "اَلْمُھَنَّدْ" کا رَدّ کئی صفحات پر محیط ہے، یہ کتاب بھی مولوی خلیل انبیٹھوی کی حیات میں لکھی گئی۔ لیکن موصوف نے اس میں موجود "اَلْمُھَنَّدْ" کے رَدّ کا جواب نہ دیا۔

(۸)...... حضرت شیر بیشۂ اہلِ سُنَّت، حضرت علامہ، مولانا، شاہ ابوالفتح، عبید الرضا، محمد حشمت علی خاں قادری، رضوی، لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی خلیل انبیٹھوی کی زندگی میں "اَلْمُھَنَّدْ" کے رَدّ میں "رَادُّ الْمُھَنَّدْ عَلَی النَّھِیْقِ الْاَنْبِھتِیِ الْمُفَنَّدْ" کے نام سے زبردست کتاب لکھی۔ لیکن مولوی خلیل انبیٹھوی نے اس کا جواب بھی نہیں دیا۔

(۹)......شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرتِ مفتیِ اعظمِ ہند، مولانا مصطفی رضا خان نوری نے ''وقعات السنان'' اور ''ادخال السنان'' کے نام سے مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کا رَدّ لکھا، جو کہ ان کی زندگی میں شائع ہوا۔ لیکن تھانوی صاحب ان دونوں کتب کا جواب نہ دے سکے۔

(۱۰)......سیدی اعلیٰ حضرت نے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے رَدّ میں ''دفع زیغِ زاغ'' کے نام سے رسالہ لکھا، لیکن موصوف اس کا جواب نہ دے سکے۔

(۱۱)......مولوی رشید احمد گنگوہی کی زندگی میں پندرہ سال تک اُن کے مُہری دستخطی فتویٰ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کا رَدّ ہوتا رہا۔ لیکن موصوف نہ تو اس فتویٰ سے اِنکار کر سکے اور نہ ہی اس پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دے سکے۔

(اختصار مطلوب ہے، وگرنہ اس طرح کی اَور مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں)

''اَلْمُهَنَّدْ'' کے حوالے سے کیے گئے دیوبندی اعتراض کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ علمائے اہلِ سُنّت کی جانب سے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرفعلی تھانوی کے رَدّ میں لکھی گئی کُتب کا ان علمائے دیوبند کی جانب سے جواب نہ دینا، ان کی شکست کی دلیل ہے۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا

''حُسَامُ الْحَرَمَیْن'' دوسال بعد چھپی، لہٰذا یہ تقیہ ہے: انوکھا دیوبندی اُصول

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے:

''مولانا احمد رضا خاں دوسال تک اس وادیِ حیرت میں سرگرداں رہے۔ شیعہ حضرات تو پہلے سے تقیہ کی چادر زیبِ تن کرتے آ رہے ہیں۔ اب مولانا احمد رضا

خاں نے بھی اسی چادر میں امان پائی۔اس دوران انہوں نے علماءِ دیوبند کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی۔حتیٰ کہ ان کے بعض اپنے پیرو بھی سمجھے کہ مولانا احمد رضا خاں اب اس تکفیری شغل سے باز آگئے ہیں،شاید آپ نے توبہ کرلی ہے"

(مطالعہ بریلویت،جلد ۸،صفحہ ۸۵،مطبوعہ دارالمعارف،الفضل مارکیٹ،اُردو بازار،لاہور)

دیگر اعتراضات کی طرح اس اعتراض کا بھی حقیقت سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا دیوبندیوں کا دین ودیانت اور شرم وحیا سے۔"حُسَامُ الْحَرَمَیْن" ۱۳۲۴ھ میں لکھی گئی،جبکہ اس کا اُردو ترجمہ "مبینِ احکام وتصدیقاتِ اعلام" ۱۳۲۵ھ میں مکمل ہوا۔"حُسَامُ الْحَرَمَیْن" پہلی بار عربی متن مع اُردو ترجمہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ میں "مطبع اہلِ سنت،بریلی شریف" سے شائع ہوئی۔۱۳۲۶ھ میں اعلیٰ حضرت نے "تمہید ایمان" لکھی۔اس میں بھی آپ نے علمائے دیوبند کے متعلق اپنے اسی مؤقف کا اعادہ کیا جو "حُسَامُ الْحَرَمَیْن" میں درج ہے۔ لیکن ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی کی بدعقل کے مطابق دوسال کا وہ عرصہ جس میں "حُسَامُ الْحَرَمَیْن" شائع نہیں ہوئی،تقیہ پر مشتمل تھا۔جوکہ بالکل فضول بات ہے۔

کیونکہ ۱۳۲۵ھ میں اِس کا اُردو ترجمہ مکمل ہونے کے بعد عین ممکن ہے کہ مالی حالات کی وجہ سے یہ کتاب ۱۳۲۵ھ میں شائع نہ ہوسکی ہو۔کاتب کی جانب سے بھی تاخیر ہوسکتی ہے ۔تاخیر کی دیگر وجوہات بھی ہوسکتی ہیں۔لیکن اسے تقیہ قرار دینا،یا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت کا علمائے دیوبند کے متعلق مؤقف تبدیل ہوگیا تھا،قطعاً باطل اور معترض کے ذہنی خلل کی نشانی ہے۔

ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی کا بے بنیاد دعویٰ کہ اعلیٰ حضرت، علمائے دیوبند کی جانب سے ''اَلْمُهَنَّدْ'' میں پیش کی گئی وضاحتوں پر مطمئن ہو گئے تھے

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے چند اقتباسات ذیل میں ملاحظہ کریں:

☆''جو جعلی دستاویز اُنہوں نے وہاں بنائی تھی اسے کشکولِ گدائی میں ڈالے وہ ہندوستان واپس آ گئے۔ یہاں وہ دوسال تک اس طرح دبے اور چُپ سادھے رہے کہ گویا ان کا علماءِ دیوبند سے کبھی کوئی اِختلاف نہ ہوا تھا۔ یہ ان کے پیدا کردہ اپنے اختلافات میں پہلی دراڑ تھی۔ اور اب بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ خاں صاحب کی ضد خود ان کی اپنی زندگی میں ہی دم توڑ گئی تھی اور غالباً وہ خود بھی ''اَلْمُهَنَّدْ'' کے قائل ہو گئے ہوں گے''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۳۲، ۳۳، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

☆''اَلْمُهَنَّدْ کے شائع ہونے پر مولانا احمد رضا خاں نے علماءِ دیوبند کی پیش کردہ وضاحتوں پر کہیں کوئی اعتراض نہ کیا تھا''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۱۸۹، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

☆''عبارات کے مسئلہ میں مولانا احمد رضا خاں اب اپنے پہلے مؤقف پر نہ تھے۔ علماءِ دیوبند کی طرف سے جب ''اَلْمُهَنَّدْ'' میں ان کے سارے الزامات کا جواب آ گیا، تو آپ نے ہندوستان میں ان عبارات کو کبھی نہ اُٹھایا۔ ہمیشہ کی چُپ سادھ لی اور ''اَلْمُهَنَّدْ'' کے خلاف کچھ نہ لکھا''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۱۸۹، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

☆ ''آپ بھی آخر عمر میں اس اختلاف کو چھوڑ بیٹھے تھے''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۵۸، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

☆ ''آپ وہاں سے بُری طرح ناکام ہو کر ہندوستان واپس لَوٹے تھے۔ ہندوستان آکر دو سال تک انہوں نے ایسی چُپ سادھی کہ بریلی کے آس پاس بھی کہیں ان علماءِ دیوبند کے خلاف کوئی بات نہ سُنی گئی۔ وہ اپنے کیے پر بُری طرح نادم معلوم ہوتے تھے''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

☆ ''مولانا خلیل احمد خاں برکاتی نے مولانا احمد رضا خاں کے تمام متوسلین سے مطالبہ کیا کہ حجاز سے واپس لَوٹنے پر مولانا احمد رضا خاں نے علماءِ دیوبند کے خلاف کبھی کفر کا فتویٰ دیا ہو، اس پر کوئی شہادت پیش کریں۔ تو پورا آستانہ بریلی اس پر کوئی شہادت پیش نہ کر سکا۔ مولانا خلیل احمد برکاتی آخر تک اس مؤقف پر رہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے ''اَلْمُهَنَّدْ'' کی اشاعت کے بعد علماءِ دیوبند کی تکفیر سے یکسر رجوع کر لیا تھا''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۱۲۷، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

یہی بات اس کتاب کے صفحہ ۱۹۸ اور ۲۸۰، ۲۸۱ پر بھی لکھی ہے۔

مندرجہ بالا اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت ''اَلْمُهَنَّدْ'' میں پیش کی گئی وضاحتوں سے مطمئن ہو گئے تھے، اور علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات کے متعلق اب ان کا وہ مؤقف نہ تھا جو ''حُسَامُ الْحَرَمَیْن'' کی تالیف کے وقت تھا۔ ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی

کے اس باطل مؤقف کی تردید خود ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی کے قلم سے ہی ذیل میں ملاحظہ کریں۔

ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی کی جانب سے اپنے پہلے مؤقف کی تردید

ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی نے اپنے پہلے مؤقف کی تردید کرتے ہوئے اپنی اِسی کتاب کی اِسی جلد میں لکھا ہے:

''ان کا ہندوستان آکر دو سال تک چُپ رہنا اور کسی کو یہ ماجرا نہ بتلانا کہ وہاں ان پر کیا گزری، بتلاتا ہے کہ واقعی وہ اپنے اس کردار پر نادم اور شرمندہ تھے۔ آپ کا ایک پرانا معتقد خلیل احمد برکاتی آپ کی اس خاموشی سے استدلال کرتا ہے کہ آپ بریلویت سے رجوع کر گئے ہیں۔ (دیکھیے ''انکشافِ حق'' تصنیف مولانا خلیل احمد برکاتی) ہم مولانا خلیل احمد برکاتی کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتے''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۹۳، ۹۴، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

اس اقتباس میں ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مولوی خلیل احمد برکاتی کا یہ خیال غلط ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علمائے دیوبند کے متعلق اپنے مؤقف سے رجوع کر لیا تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علمائے دیوبند کے متعلق اپنا مؤقف تبدیل نہیں کیا تھا۔

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر ڈاکٹر خالد محمود نے لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ۱۳۳۸ھ میں علمائے دیوبند کے مقابل اپنی فتح کا اعلان کیا تھا، اقتباس ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

''مولانا احمد رضا خاں نے ۱۳۳۸ھ میں اچانک اپنی فتح کا اعلان کر دیا''

(مطالعہ بریلویت، جلد ۸، صفحہ ۱۱۸، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

ڈاکٹر خالد محمود کے ان دونوں اقتباسات سے ان کے اس بے بنیاد مؤقف کی خود ہی تردید ہوگئی ہے جو آپ پہلے ملاحظہ کر آئے ہیں۔ ایک ہی کتاب میں ایک ہی موضوع پر دو متضاد مؤقف بیان کرنا ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی کے ذہنی انتشار و طبعی اُلجھاؤ کی واضح دلیل ہے۔

حقائق کی روشنی میں بھی دیکھا جائے تو ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی و مولوی خلیل خان (باطنی دیوبندی) کا یہ دعویٰ تارِ عنکبوت سے کمزور ہے۔ کیونکہ ''اَلْمُهَنَّدْ'' ۱۳۲۵ھ میں لکھی گئی، اور چار سال بعد ۱۳۲۹ھ میں شائع ہوئی۔ اس کی اشاعت کے بعد بھی سیدی اعلیٰ حضرت نے اپنی تحریرات میں علمائے دیوبند کے متعلق وہی مؤقف بیان کیا ہے جو آپ ۱۳۲۴ھ میں "حُسَامُ الْحَرَمَيْن" میں بیان کر چکے تھے۔ تفصیل کے لیے ''فتاویٰ رضویہ''، کتاب السیر، جلد ۱۴ (مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ لاہور) کے صفحات ۲۷۸، ۲۷۹، ۳۰۷، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۲۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۸۵، ۴۰۲، ۵۸۳ تا ۵۹۶، ۶۶۶ تا ۶۶۹، ۶۹۲ تا ۶۹۸ ملاحظہ کریں: ان میں بالترتیب ۱۳۳۵ھ، ۱۳۳۶ھ، ۱۳۳۷ھ، ۱۳۳۸ھ اور ۱۳۳۹ھ میں دیوبندیوں کی تکفیر پر اعلیٰ حضرت کے لکھے گئے فتاویٰ موجود ہیں۔ ''فتاویٰ رضویہ''، کتاب السیر، جلد ۱۵ (مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور) میں ۱۳۳۷ھ میں مولوی اشرفعلی تھانوی کے رَدّ میں لکھا گیا اعلیٰ حضرت کا رسالہ "الجبل الثانوی علی کلیۃ التھانوی" شامل ہے۔ مولانا حاکم علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قامع المرتدین والفجار'' کے نام سے رسالہ جاری کیا تھا۔ اس رسالہ کی نومبر ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں آپ نے دیوبندی فرقہ کے ۱۶ گستاخانہ عقائد اور باطل مسائل کے رَدّ میں اپنی تحریر اور اس پر علما کی

تائیدات وتصدیقات شائع کیں۔ اس رسالہ کے صفحہ ۲۰ پر مولانا حاکم علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تکمیل کی تاریخ ۱۹ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ بمطابق یکم نومبر ۱۹۲۰ء تحریر کی ہے۔ اس کے سرورق پر بھی سنِ اشاعت ۱۳۳۹ھ ہی درج ہے۔ اس رسالہ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں امامِ اہلِ سنّت سیدی اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ شامل ہے، جس میں آپ نے دیوبندیہ وہابیہ کے ۱۶ گستاخانہ عقائد اور باطل مسائل کے مولانا پروفیسر حاکم علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے کیے گئے رَدّ کی تائید فرمائی ہے اور ان عقائد و مسائل پر مزید رَدّ کر کے اس کی افادیت میں بے بہا اضافہ فرما دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تقریظ میں موجود ایک فقرے سے اس کا سنِ تحریر یوں معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندیہ کے مسئلہ نمبر ۳ کا رَدّ کرتے ہوئے آپ نے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''انہیں مٹی میں ملے پندرہ سال سے زائد ہوئے''

اور مؤلف ''تذکرۃ الرشید'' کے بیان کے مطابق گنگوہی صاحب ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ/ ۳۱ جولائی ۱۹۰۵ء کو آنجہانی ہوئے (تذکرۃ الرشید جلد ۲، صفحہ ۳۳۰، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور)۔ اس حساب سے سیدی اعلیٰ حضرت نے یہ تقریظ اپنی حیاتِ ظاہری کے آخری سال میں تحریر فرمائی ہے۔ وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَم

اعلیٰ حضرت کی یہ تقریظ ''فتاویٰ رضویہ'' ج ۱۱، ص ۲۴۸ تا ۲۵۲ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور پر موجود ہے۔

اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تادمِ وصال دیابنہ کے متعلق

وہی موقف تھا، جو ''حُسَامُ الْحَرَمَیْن'' میں درج ہے۔اس پر مزید دلائل بھی پیش کیے جا سکتے ہیں، لیکن مُنْصِف کے لیے یہی کافی ہیں۔

اس مختصر مگر مدلل جواب سے ثابت ہوا کہ ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی نے حسبِ عادت یہاں بھی دجل کیا تھا۔موصوف کو اپنے اس بے بنیاد دعوے پر خود بھی یقین نہیں تھا، اس لیے اپنی اسی کتاب میں اپنے اس جھوٹے دعوے کی تردید کرتے ہوئے (جیسا کہ آپ ملاحظہ کر آئے ہیں) یہ تسلیم کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے تادمِ وصال علمائے دیوبند کے متعلق اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا تھا۔

☆☆☆..................☆☆☆
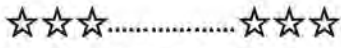
فرمانِ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ:

فرق مراتب بے شمار اور حق بدست حیدر کرّار مگر معاویہ بھی ہمارے سردار طعن ان پر بھی کارِ فُجّار جو معاویہ کی حمایت میں عیاذ أباللہ اسد اللہ کے سبقت واوّلیت وعظمت واکملیت سے آنکھ پھیر لے وہ ناصبی یزیدی اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت ونسبت بارگاہ حضرت رسالت بھلا دے وہ شیعی زیدی یہی روش آداب۔بحمد اللہ ہم اہل توسط واعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۲۱۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور جدید علوم

ابوالہمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین اما بعد!

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان القادری افغانی قدس سرہ کی علمی وسعت بیان کرنا اور اسے کسی مضمون میں سمانا سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد کی علمی شان اور ان کے مختلف گوشوں کو سامنے لانا فرد واحد کے لئے انتہائی مشکل ہے بلکہ اس کے لئے اداروں کی ضرورت ہے۔ آپ کی علمی تحقیقات کو وہی بیان کرسکتا ہے جس نے آپ کی علمی تصانیف اور فتاویٰ کا باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔ اپنے تو اپنے بلکہ غیروں نے بھی آپ کی علمی شان، عظمت اور جدید علوم پر دسترس کا اعتراف کیا ہے۔ معروف دیوبندی عالم مفتی محمد سعید خان صاحب (جو دیوبندی مؤرخ مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں) اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فتاویٰ رضویہ میں جناب احمد رضا خان صاحب جو ہمیں فزکس، کیمسٹری، جیالوجی ، اور متعدد موجودہ دنیوی علوم پر بحث کرتے ہوئے ملتے ہیں تو ان کی معلومات کا اصل منبع یہی نصاب اور اس سے متعلقہ کتابیں ہی تو ہیں، جو انہوں نے نہایت عرق

ریزی سے پڑھی تھیں۔ان کا اور ہمارا مسلکی اختلاف اپنے مقام پر لیکن کیا قرآن ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا کہ اگر کوئی خوبی دشمن میں بھی ہو تو اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔ ولا یجر منکم شنأن قوم علیٰ الّا تعدلو ا اعدلو ھو اقرب للتقویٰ (پ ٦ سورہ المائدہ آیت ٨) اور کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف سے کام نہ لو، اور یہی طرز عمل تقویٰ سے قریب ہے۔جناب احمد رضا خان صاحب کی اس خوبی کا اعتراف یا انکار کرنے کا حق صرف اسی شخص کو پہنچتا ہے، جس نے ان کے فتاویٰ رضویہ کی تیس (٣٠) جلدوں کا نہایت باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔" (قیام دار العلوم دیوبند ایک غلط فہمی کا ازالہ ص ٢٩، ٣٠)

یہی نہیں بلکہ حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سائنسی تحقیقات کو دیکھ کر ان کے ماخذ اور کتب خانے تک رسائی کیلئے مفتی سعید خان دیوبندی صاحب کچھ اس انداز میں اپنی بے چینی کا اظہار کرتے ہیں:

"جناب احمد رضا خان کی کتابوں اور خاص طور پر ان کے فتاویٰ کو پڑھ کر دماغ میں ہمیشہ یہ سوال اٹھا کہ جس کثرت سے جناب احمد رضا خان صاحب کتابوں پر کتابوں کے حوالے دیئے چلے جاتے ہیں آخر ان کے پاس یہ کتابیں تھیں کہاں؟ اگر ان کا ذاتی کتب خانہ واقعی اتنی کتابوں اور مخطوطات سے بھر پور ہوتا تو جگ میں دھوم مچ جاتی۔یا پھر ان کے آبائی شہر بریلی میں اتنا بڑا کتب خانہ تھا؟ یا بریلی کے محلے کے کتب خانے میں اتنی کتابیں تھیں کہ ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں؟ ان کا انتقال ٩٠ برس پہلے ١٩٢١ء ہی میں تو ہوا۔وہ کوئی زیادہ قدیم دور کی گذری ہوئی

شخصیت بھی نہیں کہ تحقیق مشکل سے ہو سکے پھر ان کے کتب خانے کا کوئی سراغ کیوں نہیں ملتا؟ ممکن ہے کہ اس سوال کا کوئی جواب ہو اور ہمارے مطالعہ میں نہ آیا ہو۔ امید ہے کہ بریلوی مکتبہ فکر کے علماء کرام اس سوال کا کوئی تسلی بخش اور مستند جواب تحریر فرماسکیں۔'' (قیام دارالعلوم دیوبند ایک غلط فہمی کا ازالہ ص، ۳۰)

شاید ہی کوئی ایسا عالم ہو کہ جس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تمام تصنیفات کا پورا مطالعہ کیا ہو۔ ہاں بوقت ضرورت ہر مکتبہ فکر کے علماء استفادہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کسی مسئلے کا جواب لکھتے ہیں تو اس میں کئی کئی اشکالات اور مسائل حل فرماتے ہیں۔ اور نئے نئے علمی نکات سامنے لاتے ہوئے محققین کے لئے علمی موتی پروتے ہیں۔ خواہ وہ شرعی امور ہوں یا دنیاوی امور، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہر میدان میں اسلام کی حقانیت کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مستشرقین اور غیر مسلم سائنسدانوں نے جب بھی اپنی نت نئی تحقیقات، مشاہدات سے قرآن واحادیث کو جھٹلانے کی کوشش کی اور اپنی تحقیقات کے بل بوتے پر اسلام پر حملہ آور ہوئے تو امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن واحادیث کی روشنی میں انکا بھرپور رد فرما کر معترضین کی تحقیقات کو Chalange کیا۔ اور بالآخر معترضین کو اپنے اشکالات سے رجوع کرنا پڑا۔

جیسا کہ فخر پاکستان معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''مجلہ امام احمد رضا کانفرنس'' اگست ۲۰۰۲ء کے لئے ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کے نام اپنے پیغام میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جب بھی دین حق کے خلاف استعماری قوتیں برسر

پیکار ہوئیں اور اسے نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں تو اللہ رب العزت نے ان کے مکروہ عزائم کو روکنے کیلئے ایک ایسی جلیل القدر ہستی کو پیدا فرمایا جس نے اپنے فکر وعمل کے ساتھ ہر محاذ پر مردانہ وار مقابلہ کیا اور بھر پور انداز سے اسلامی فکر کی ایسی ترجمانی کی کہ اسلام دشمن قوتوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ جذبہ عشق رسول سے سرشار امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کا شمار بھی تاریخ کی ایسی شخصیات میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے اپنی تصنیفات و تالیفات سے برصغیر کے مسلمانوں میں ایک نیا فکری انقلاب پیدا کیا اور ہر محاذ پر اسلامی فکر کو اجاگر کیا"

(امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۱۵)

برطانوی انگریز نومسلم پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون صاحب اپنی تصنیف

THE WORLD IMPORTANCE OF IMAM AHMAD RAZA

میں لکھتے ہیں:

"امام احمد رضا کے نزدیک قرآن اور اسلام ہی میں کامل سچائیاں ہیں اور کسی بھی طرح ان کی تردید کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر سائنس دانوں نے ایسا کیا بھی تو امام احمد رضا نے ان کے دلائل کو اسلامی دلائل سے رد کیا اور ان کے پرخچے اڑا دیئے ہیں" (ترجمہ امام احمد رضا کی عالمی اہمیت، ص، ۸)

مزید لکھتے ہیں:

"امام احمد رضا کا نظریہ تھا کہ سائنس کو کسی طرح بھی اسلام سے فائق اور بہتر تسلیم نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کسی اسلامی نظریئے، شریعت کے کسی جز، یا اسلامی قانون

سے گلوخلاصی کیلئے اسکی دلیل مانی جاسکتی ہے۔ اگر چہ وہ خود سائنس میں خاصی مہارت رکھتے تھے لیکن اگر کوئی اسلام میں سائنس سے مطابقت پیدا کرنے کیلئے کوئی تبدیلی لانا چاہتا تو آپ اسے ٹھوس علمی دلائل سے جواب دیتے تھے۔ یہی ان کی عالمی اہمیت کی بڑی دلیل ہے'' (امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ترجمہ، ص، ۸، ۹)

ڈاکٹر صاحب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عالمی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہاں! مغرب کی اپنی غلطی کے اعتراف سے سو سال قبل اپنی زندگی میں امام احمد رضا نے سائنس دانوں کی حماقتوں کا جواب دینے کی جدوجہد فرمائی لیکن بلاشبہ احمق یورپیوں کی پوری دنیا کے مقابل وہ یکتا و تنہا تھے۔ تاہم انہوں نے سائنس کو اس کے اصل مقام پر رکھنے کیلئے مسلمانوں کو ضروری کام پر لگا دیا۔ انہوں نے محسوس کرلیا تھا کہ سب سے بڑا چیلنج سائنس کی پرستش اور اس کا وہ طریقہ تھا جس سے وہ اسلامی حکمت و دانش کو دھمکا رہی تھی۔ امام احمد رضا کے زمانے کے مقابلے میں آج ہم سائنس کو چیلنج کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہیں۔ کیونکہ آج مغرب میں بہت سے لوگ خود ہی سائنس کی محدودیت کو جان گئے ہیں، امام احمد رضا سائنس کے مقابل اسلام کا دفاع کرنے اور سائنس کی حدیں واضح کرنے کی کاوشوں کی وجہ سے عالمی اہمیت کی حامل شخصیت ہیں۔ صرف امام احمد رضا کے طریق کو اپنا کر ہی مسلم دنیا اپنے تباہ کن ماضی اور حال سے پیچھا چھڑا سکتی ہے''۔

(ترجمہ امام احمد رضا کی عالمی اہمیت ص ۹)

امریکی و یورپی سائنسدانوں کو امام اعلیٰ حضرت کی علمی وسعت اور اسلام کی حقانیت کا

اعتراف کرنا پڑا۔اور انہیں بالآخر اپنے نظریئے سے رجوع کرنا پڑا۔اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

﴿ا﴾ ''انسان کے جسم میں دو(2)دل(HEARTS)نہیں ہو سکتے۔'' جس پر قرآن مجید فرقانِ حمید شاہد ہے۔

جب امریکی ڈاکٹروں نے دعویٰ کیا کہ دو شخص ایسے پائے گئے ہیں کہ انکے جسم میں دو دل موجود ہیں۔اور وہ سرجری کے ذریعے اس کا مشاہدہ کر چکے تھے۔اس انوکھے واقعے کی خبر پوری دنیا میں پھیل گئی ہندستان کے اخباروں نے بھی اس خبر کو خوب شائع کیا۔اسلام دشمن قوتوں نے اس خبر سے اسلام کی حقانیت اور قرآن پاک کی آیت (ما جعل اللہ لرجل قلبین فی جوفه) کو جھٹلانے کی کوشش کی، ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی تو ان میں بڑا اخلجان پیدا ہوا۔اور علمائے اسلام سے اس مسئلہ میں رہنمائی حاصل کرنے کیلئے رجوع کیا۔اسی مسئلہ کے بارے میں مولانا نواب محمد سلطان صاحب نے ۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا جس کا جواب امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیا۔ملاحظہ ہو:

سوال: زید کہتا ہے حال میں دو(۲) شخص ایسے پائے گئے ہیں جن کے دو دو دل ہیں اور ڈاکٹروں نے بھی اسکو اپنے طور پر جانچ کیا ہے بکر کہتا ہے کہ ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ فرماتا ہے ''ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفه'' اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے۔

اس پر خالد کہتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

''ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء''۔وہی ہے جو تمہاری تصویر

بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔

پس یہ امر عجائبِ صنع باری سے ہے جیسے کہ ایک شخص ایسا بھی موجود ہے جس کا دل داہنی طرف ہے۔ اسی طرح عجیب الخلقت بچے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، کیا انسان کیا جانور۔ اور پہلی آیت تو اس شخص کے بارے میں اتری ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ اس شخص کے دو دل ہیں لہٰذا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ علم وفہم رکھتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میں لوگ طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اس لئے اس شخص نے کہہ دیا جس سے لوگ آپ سے برگشتہ ہو جائیں تو خدا تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ظاہر کر دیا۔ پس علمائے دین قویم سے بقلب استفسار ہے کہ منشا ہر دو آیت کا کیا ہے اور اس بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہئے؟ القوا کلام نفیسکم فی قلبی تو جروا من ربی۔ (اپنا نفیس کلام میرے دل میں ڈالو، میرے رب سے اجر پاؤ گے)

الجواب: ''قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن ومحل عقل وفہم ومنشا قصد واختیار ورضا وانکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے، دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند (ایک سلطنت میں دو باشاہ نہیں ہوتے) آیۂ کریمہ میں رجل نکرہ ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عموم واستغراق ہے یعنی اللہ عزّوجل نے کسی کے دو دل نہ بنائے نہ کہ فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب۔ تو اگر کسی کے دو دل ہوں، ان میں ایک ٹھیک رہے گا اور ایک بگڑ جائے تو چاہئے معاً ایک آن میں سارا بدن بگڑا اور سنبھلا دونوں

ہوا، اور یہ محال ہے۔ جب دو دل ہیں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجئے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجئے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گا یا دونوں کی، یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت وسکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کرے گا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے دوسرا بد گوشت (اضافی گوشت) ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اسکی یہی صورت ہوگی کہ بدن میں ایک بد گوشت (اضافی گوشت، یا خون کا لوتھڑا) بصورت دل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کام دیں مگر قلب میں یہ ناممکن ہے آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متجزی نہیں کہ آدھی ایک دل میں رہے آدھی دوسرے میں تو جس سے وہ اصالۃً متعلق ہوگی تو وہی قلب ہے دوسرا اسلب ہے۔

اور آیۂ کریمہ "هو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء" فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ "کیف تشاؤن و بتخیلاتکم تخترعون" جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گھڑو ویسی ہی تصویر بنا دے، یہ محض باطل ہے، اور اس نے اپنی مشیت بتا دی کہ کسی کے جوف میں

میں نے دو (۲) دل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد، ۲۹، ص، ۵۷ تا ۷۷۔ جامع الاحادیث، جلد، ۱۰، ص، ۴۹)

امام اعلیٰ حضرت نے قرآن مجید فرقان حمید کی روشنی میں میڈیکل سائنس کے ماہرین کو دعوت تحقیق دے کر ان کی رہنمائی فرمائی۔ اور قرآن مجید فرقان حمید کی حقانیت کو واضح کر کے غیر مسلم سائنسدانوں کے تمام اعتراضات و اشکالات کا رد لکھ کر اس وقت کے سائنسدانوں کو حیرت میں ڈال دیا کہ جس دل کا ڈاکٹروں نے انکشاف کیا ہے وہ دراصل دل نہیں بلکہ بصورت قلب اضافی گوشت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید فرقان حمید میں ہے۔" ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ" (الاحزاب، ۴) "اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے"

جب انسان کے اندر دو دلوں کے ہونے کا ڈاکٹروں نے بیان دیا اور قرآن مجید فرقان حمید کی آیات مبارکہ کو جھٹلانے کی کوشش کی تو بعض علماء نے اس آیت مبارکہ میں تاویلیں پیش کیں۔

یہی خبر جب دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کے سامنے بھی پیش ہوئی تو وہ ان الفاظ میں جواب دینے لگے:

"اور اس زمانہ میں بعض اخبارات کی نقل کہ امریکہ میں کسی شخص کے دو دل ہیں بعد تسلیم صحت نقل اس آیت کے معارض نہیں کیونکہ اول تو ما جعل ماضی ہے اس سے مستقبل کی نفی نہیں ہوئی دوسرے کبھی کلیہ سے اکثر یہ مراد ہوتا ہے اور اکثریت میں شبہ نہیں"۔ (بیان القرآن، ص، ۸۱۷)

تھانوی صاحب کے نزدیک ایک انسانی جسم میں دو دلوں کا ہونا آیت نزول کے بعد مستقبل میں ممکن ہے۔اعلیٰ حضرت کے نزدیک اگر واقعہ سچا ہوتو یہ بصورت دل بد گوشت (اضافی گوشت) ہے مگر یہ دل ہر گز نہیں اور دو دلوں کا ہونا نہ ماضی میں ممکن تھا نہ حال نہ مستقبل میں۔

مگر تھانوی صاحب کے نزدیک اگر واقعہ سچا ہوتو یہ ممکن ہے یعنی انسان کے اندر دو دل ہو سکتے ہیں۔یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ (احقر فاروقی) تھانوی صاحب پر بلا وجہ تنقید کر رہا ہے ۔بلکہ مسئلہ کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ اس ضمن میں اسے بیان کرنا ضروری تھا۔اشکال کا جواب دیتے وقت شاید تھانوی صاحب شاید اپنی حکمت بھول بیٹھے کیونکہ تھانوی صاحب نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے:

''ذہین وعقیل آدمی کے دو دل سمجھا کرتے'' (بیان القرآن ج ۳ ص، ۱۶۲)

پھر آگے اسی آیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جو ذوقلبین ہونے کا مدعی تھا کہ بدر سے اس حال میں بھاگا کہ ایک جوتا پاؤں میں اور ایک ہاتھ میں ابوسفیان نے اس حال کو دیکھ کر ٹوکا تو اس نے بیان کیا کہ دونوں جوتے پاؤں میں سمجھا تھا اس سے اس کے دعوے کا کذب صاف ہوگیا۔''

(بیان القرآن، ص، ۸۱۶)

اس کے بعد تھانوی نے مستقبل میں دو دل کو ممکن بتایا ہے۔

یہی نہیں بلکہ آیئے اکابرِ دیوبند کے مزید تفاسیر سے اسی آیت مبارکہ کی شان نزول دیکھتے ہیں۔مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

"آیات مذکورہ میں کفار میں چلی ہوئی تین رسموں اور باطل خیالات کی تردید ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں عرب لوگ ایسے شخص کو جو زیادہ ذہین ہو یہ کہا کرتے تھے کہ اس کے سینے میں دو دل ہیں" (معارف القرآن جلد ۷ ص ۸۳)

جناب محمد ادریس کاندھلوی صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

"یہ آیت قریش کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کو قریش ذوالقلبین کہتے تھے یعنی دو دل والا اس کا زعم یہ تھا کہ اس کے دو دل ہیں ایک دل تو تمہارے ساتھ ہے اور دوسرا دل انکے ساتھ ہے گویا کہ وہ اس طرح اپنے نفاق اور دورنگی کی تاویل کیا کرتا تھا اسکے رد میں یہ آیت نازل فرمائی جس سے جاہلیت کی ایک معروف ومشہور جہالت کا رد فرمایا" (معارف القرآن جلد ٦ ص ۲۲۴)

جناب محمد ادریس کاندھلوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"یہ آیت جمیل بن معمر فہری کے بارے میں نازل ہوئی جو قریش میں بڑا ہوشیار اور قوی الحافظہ آدمی تھا اس لئے قریش یہ کہا کرتے تھے کہ اس شخص کے دو دل ہیں اور وہ خود بھی یہی کہتا تھا کہ میرے دو قلب ہیں اسی وجہ سے میں محمد سے زیادہ عقل رکھتا ہوں مگر بدر کے دن جب مشرکین میں بھگدڑ پڑی تو جمیل اس طرح بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک جوتی پیر میں ابوسفیان نے دیکھ کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک جوتی پیر میں ہے کہنے لگا میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ دونوں جوتیاں پاؤں میں پہنا ہوا ہوں اس دن لوگوں کو معلوم ہوا کہ اگر دو دل ہوتے تو اس طرح نہ بھولتا یہ آیت اس زعم باطل کی تردید کے لئے نازل ہوئی

جس میں صراحۃً بتلا دیا گیا کہ آدمی کے دو قلب نہیں ہوتے"

(معارف القران ج۶ ص ۲۲۴)

اس آیت کے شان نزول پر غور کیجئے اور پھر امام اعلیٰ حضرت کی تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے تھانوی صاحب کے جواب کو بھی غور سے پڑھیں۔تو امام اعلیٰ حضرت کی علمی وسعت اور قرآن مجید فرقان حمید پر کامل ایمان کا ثبوت واضح نظر آئے گا۔اور آج سائنس بھی اعلیٰ حضرت کے نظریئے سے متفق ہے۔اور شان نزول کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت کا علمی جواب بھی لائق تحسین ہے۔

تھانوی صاحب کے جواب سے اگر اتفاق کیا جائے تو شان نزول کے اعتبار سے کئی قباحتیں لازم آتی ہیں۔

پہلی قباحت تو یہ ہے کہ اگر مستقبل میں کسی دو دل والے انسان کی پیدائش ممکن ہو تو پھر اگر اس کا ایک دل اسلام قبول کر لے دوسرا کافر رہے تو اسے کونسے مذہب پر سمجھا جائے گا کافر یا مسلمان؟ کیونکہ اسلام قبول کرنے کے لئے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ضروری ہے۔اور شان نزول میں واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوا ہے جو دعویٰ کرتا کہ اس کا ایک دل مسلمانوں کے ساتھ ہے دوسرا مشرکین کے ساتھ اور قرآن مجید میں اسی نظریئے کی تردید موجود ہے۔

دوسری قباحت جو سب سے اہم اور بنیادی ہے کہ اگر کوئی دو دلوں والا انسان پیدا ہو جائے اور وہی جاہلیت والی رسم کی اقتدا کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عقل وفہم کا دعویٰ کرے تو تھانوی صاحب کی طرف سے کیا جواب ہوگا؟ حالانکہ اللہ عزّوجل نے قرآن

پاک میں ایسے ہی شخص کے دعوے کو جھٹلایا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ عقل وفہم کا دعویٰ کرے۔ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری کائنات میں سب سے زیادہ عقل وفہم رکھتے ہیں۔

چنانچہ قاضی عیاض قدس سرہ اپنی کتاب ''الشفا'' میں نقل کرتے ہیں کہ روایت میں مذکور ہے:

''اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر، انتہائے آفرینش تک پوری کائنات کو جتنی عقل عطا کی ہے، وہ اس عقل کا ایک ذرّہ ہے جو سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشی گئی'' (وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۰۴)

تھانوی صاحب نے استقبال میں انسانی جسم میں دو دلوں کا ممکن بتا کر اپنے پندرہ دن کی حکمت جھاڑ دی یا شاید اپنا وہ مجذوبانہ اثر دکھانے کی کوشش کی جس میں وہ اکھڑی اکھڑی باتیں کرتے رہتے تھے۔

امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سائنسی ترقی اور مغربی دنیا سے بالکل متاثر نہ ہوئے بلکہ آپ کو قرآن پاک پر کامل اعتماد تھا۔ اور وہ سائنس کو اسلام کا تابع سمجھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے سائنس دانوں کی تحقیق کو چیلنج کر کے دعوت تحقیق دی۔ برعکس اسکے کہ تھانوی صاحب نے سائنس کی تحقیق کو قبول کر کے قرآن مجید فرقان حمید کی آیت میں تاویل کا راستہ اپنا کر مستشرقین اور غیر مسلموں کو اعتراضات کا موقع دیا۔ اور امام اعلیٰ حضرت نے سائنس دانوں کے تجربات، مشاہدات کو رد کر کے قرآن مجید فرقان حمید کی سچائی اور حقانیت اور شان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا دفاع کر کے مجدد کا کردار ادا کیا۔

جناب محمد ادریس کاندھلوی صاحب نے بھی معارف القرآن میں اعلیٰ حضرت کے نظریئے کو مانتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر دو دل ہوں تو یہ اضافی گوشت ہوگا جسے دل نہیں کہہ سکتے۔ امام مجدد نے سائنس دانوں اور مغربی دنیا سے متاثر علماء حضرات پر واضح کیا کہ سائنس کو چاہئے کہ وہ حکمت ودانش کی رقیب یا متبادل بن کر نہیں بلکہ ہمیشہ اسلامی اصولوں کی خادم بن کر رہے۔ اسی لئے سائنس کو اعلیٰ حضرت کے نظریئے کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے اور اس پر نئے سرے سے تحقیق کرنے لگے۔ اب سائنس کی جدید تحقیق کے مطابق انسانی جسم میں دو دلوں کا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ اگر انسان کے جسم میں دو دل ہوں تو اسکے لئے لازم ہے کہ دوسرا جسم ہو، ورنہ ناممکن ہے کیونکہ خون کی وصولی اور ترسیل کے لئے پورا شریانی نظام چاہئے۔ اور دو دلوں کے لئے دو جسموں کا ہونا ضروری ہے۔ موجودہ سائنسی تحقیق کے مطابق دو دلوں والے انسان پیدا ہونے کا تصور ہی نہیں۔ اسی لئے میڈیکل سائنس کے ماہرین جب دل پر تحقیق اور اسپیشلائزیشن کرتے ہیں تو ان کی اس تحقیق میں دو دلوں کے بارے تعلیم کا کوئی (Subject) ہی نہیں ہوتا۔

سائنس نے بھی تسلیم کیا ہے کہ:

Aside from conjoined twins , no human is born with two hearts

یعنی جڑواں بچوں کے علاوہ کوئی بھی انسان دو دلوں کے ساتھ پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی دو جڑواں بچے دو الگ الگ جسم رکھتے ہیں اسی لئے ان کے اجسام میں دو الگ الگ دل ہوتے ہیں یہ نہیں کہ ایک جسم میں دو دل ہو سکتے ہیں۔

فقیر (فاروقی) نے کئی ماہرین امراض قلب (Heart Specialist Docters) سے اس سلسلے میں رابطہ کیا تو ان کا یہی جواب تھا۔۔۔

There is no concept of tow hearts in human body.

یعنی انسانی جسم میں دو دلوں کا کوئی تصور نہیں۔

اگر چہ سائنس میں روز نئی نئی تحقیقات سامنے آتی ہیں اور نئی پرانی تحقیقات میں تضاد پایا جاتا ہے کیونکہ سائنسی تحقیق کوئی حرف آخر نہیں۔ مگر قرآن مجید فرقان حمید واحد کلام ہے جو ہر دور کے لوگوں کیلئے راہ ہدایت ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان علماء کی بھی رہنمائی فرمائی جو سائنس دانوں کے بہکاوے میں آ کر قرآن مجید فرقان حمید کی آیات میں تاویل دینے لگے اور یہ بھی نہ سوچا کہ اس تاویل سے شان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت پر معترضین کو اعتراضات کا موقع مل جائے گا۔ تاویل تو تب قبول ہوتی ہے کہ تاویل خود تاویلات کی محتاج نہ ہو جب تاویل خود اشکالات کا سبب بنے تو ایسی تاویل کا کیا فائدہ؟

اعلیٰ حضرت کو میڈیکل سائنس کے مختلف علوم پر مکمل عبور حاصل تھا۔

《۲》 ڈاکٹر محمد مالک صاحب نے امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس کے نام سے ایک مقالہ لکھا ہے اس میں جذام کے متعلق تحقیق شامل ہے آیئے اس مضمون کو اختصاراً ملاحظہ کرتے ہیں:

"جذام بیماری کے بارے میں میڈیکل سائنس کی یہی رائے تھی کہ یہ متعدی (Communicable) بیماری ہے۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت وہ پہلے مسلم مفکر ہیں جنہوں نے جذام سے متعلق اسلامی نظریات کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کر کے رہبر عالم اسلام کا اعزاز حاصل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ "جذام متعدی بیماری نہیں" اعلیٰ حضرت نے جذام سے متعلق اسلامی نظریات کے مطابق تحقیقی تصنیف

"الحق المجتلی فی حکم المبتلی" لکھ کر شرف تقدم حاصل کیا۔ ماہرین کے لئے اعلیٰ حضرت امام مجدد کی تحقیق گراں قدر سرمایا ہے۔ جرمن لیڈی ڈاکٹر کرس شموزر اور راولپنڈی لیپر وسی ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے اعلیٰ حضرت کے جذام سے متعلق نظریہ (غیر متعدی) کوخوش دلی سے سراہاہے۔"

(ماخوذ امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس، ڈاکٹر محمد مالک)

یہ تحقیق موجودہ دور کے سائنسدانوں کیلئے بھی لحہ فکر یہ ہے کہ وہ اس پرغور کریں۔

﴿۳﴾ ۱۸۹۶ء میں ایک پادری نے چیلنج کیا کہ ہم نے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے، جو بتادیتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا تو اللہ تعالیٰ کے علم کی کیا تخصیص ہے۔ کیونکہ قرآن کے بقول سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ حقیقت یہ ہے کہ الٹرا ساونڈ مشین منظر عام پر ہے اور یہ آلہ بھی بتادیتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ البتہ چند حالتوں میں یہ آلہ بتانے سے قاصر ہے۔ دور حاضر کے اس مسئلے کا مدلل و جامع جواب اعلیٰ حضرت امام مجدد قدس سرہ نے اپنے رسالہ "الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام" میں دے کر سبقت حاصل کرلی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد نے اپنی اس تصنیف میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی علم اور برتری (Supremacy) کو برقرار رکھا ہے۔ مخلوق کے عطائی علم کی وضاحت کی ہے اور نفس مضمون سے متعلقہ قرآنی آیات پیش کرکے فرمایا ہے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ علم کسی کو عطا نہیں فرماتا کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا اگر کہیں ایسا ہے تو نشان دو۔

اسی موضوع پر ڈاکٹر محمد مالک صاحب کے مقالے کو اختصاراً پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام مجدد نے میڈیکل کے مضمون جینٹکس (Genetics)

ایمبر یالوجی (Embryology) اور بالخصوص بچہ تین پردوں میں (within three layers fetal development) پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے، اور سائنسی آلہ الٹرا ساونڈ مشین کے متعلق لکھا ہے کہ ایسا آلہ ممکن ہوسکتا ہے۔ پھر سائنسی ایجاد کو فزکس کے قوانین انعکاس نور انعطاف نور (Law of reflection of light) اور (Law of refrection of light) کی بنیاد پر فارمولیٹ کرتے ہوئے تخلیقی ایجاد کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد کی یہ تخلیقی ایجاد جہاں ماہرین کے لئے دعوت فکر ہے وہاں پر ملت اسلامیہ کیلئے قابل فخر بھی ہے۔"

(ماخوذ امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس، ڈاکٹر محمد مالک)

﴿۴﴾ "نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان" زمین ساکن ہے قرآنی ثبوت۔" معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین" لکھ کر ہیئت دان پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کا بھرپور رد کرکے عبرتناک شکست دی ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو دنیا کے سامنے البرٹ ایف پورٹا کے نظریات کا پول کھل گیا۔ "فوز مبین در رد حرکت زمین" ۱۰۵ دلائل سے نیوٹن، آئن سٹائن، کاپرنیکس وغیرہ کا رد۔

انہی دلائل کو دیکھ کر محسنِ پاکستان معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ مئی ۱۹۹۸ء کو ادارہ تحقیقات احمد رضا کے نام اپنے پیغام میں لکھتے ہیں:

"آپ (امام احمد رضا خان مجدد صاحب) کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کو حرکت پذیر اور محو گردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں"۔ (امام احمد رضا خان کانفرنس کے موقع پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کا پیغام ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے نام، ص، ۲)

﴿۵﴾ اعلیٰ حضرت امام مجدد کے زمانے میں کرنسی نوٹ کا مسئلہ آ گیا۔ مکہ معظّمہ کے مفتی احناف حضرت مولانا جمال الدین بن عبداللہ جیسے علماء نے بھی اس مسئلے کے بارے میں شرعی حکم بیان کرنے سے اپنا عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا'' کہ علم علما کی گردنوں میں امانت ہے یعنی کہ وہ علما دفن ہو چکے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں اعلیٰ حضرت کی علمی جلالت سے متاثر ہو کر مولانا عبداللہ مراداور مولانا محمد احمد جداوی نے امام مجدد کی خدمت میں نوٹ کے متعلق بارہ سوالات پر مشتمل استفتاء پیش کیا امام اعلی حضرت نے الکفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم لکھ کر علماء کو حیران کر دیا اور علماء اش اش کر اٹھے۔ مفتی عبداللہ بن صدیق مچل کر پکار اٹھے این جمال بن عبدالله من هذا النص الصريح۔ جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہ گئے۔ اعلیٰ حضرت امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ان مخالفین کیلئے لمحہ فکر یہ جو اعلیٰ حضرت کے عقائد ونظریات پر ہر وقت تنقید کرتے رہتے ہیں اور اعلیٰ حضرت پر بدعتی ہونے کا الزام لگاتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اس مسئلہ میں بھی امام مجدد اعلیٰ حضرت کے نظریہ کو بدعت کہہ کر کرنسی نوٹ کا بائیکاٹ کریں اور بدعات سے بچنے کا ثبوت دیں۔ مگر یہ مخالفین کبھی ایسا نہ کر سکیں گے کیونکہ اس سے ان کے پیٹ کو تالا لگ جائے گا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت کو علوم ہیئت، توقیت، نجوم، اور جفر میں بھی کمال کی دسترس حاصل تھی۔

﴿۶﴾ مولانا غلام حسین صاحب ہیئت اور نجوم کے ماہر۔ ایک دن امام مجدد کے ہاں تشریف لائے اور باہمی گفتگو کے دوران ستاروں کے وضع سے بارش کے متعلق گفتگو ہوئی اعلیٰ حضرت نے پوچھا آپ کے نزدیک بارش کا کیا اندازہ ہے؟ مولانا نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا اس مہینے میں پانی نہیں آئندہ ماہ ہوگی۔ یہ کہہ کر زائچہ امام مجدد کے سامنے پیش کیا۔ امام مجدد نے دیکھ کر فرمایا اللہ کو سب قدرت ہے وہ چاہے تو آج ہی بارش ہو

۔مولانا نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کیا آپ ستاروں کی چال نہیں دیکھتے؟ امام مجدد نے فرمایا سب دیکھ رہا ہوں اور ساتھ ساتھ ستارے بنانے والے کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ سامنے کلاک لگا تھا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت نے پوچھا وقت کیا ہے؟ بولے سوا گیارہ بجے ہیں فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے جواب ملا پونہ گھنٹہ۔ امام مجدد نے فرمایا اس سے پہلے نہیں؟ کہا نہیں ٹھیک پونہ گھنٹہ کے بعد بارہ بجیں گے یہ سن کر امام مجدد اٹھے اور بڑی سوئی گھما دی فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ امام مجدد نے فرمایا مولانا آپ نے کہا تھا ٹھیک پون گھنٹہ بعد بارہ بجیں گے۔ یہ اب کیسے بارہ بج گئے؟ مولانا نے کہا آپ نے کلاک کی سوئی گھما دی۔ ورنہ اپنے سے پونہ گھنٹہ بعد ہی بارہ بجتے۔ امام مجدد نے فرمایا اسی طرح رب العزت جل جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے وہ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک دن تو کیا ابھی بارش برسا دے۔ اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف گنگھور گھٹا چھا گئی اور پانی برسنے لگا۔

غرض امام مجدد کا اعتقاد اس قسم کے علوم پر ایسی ہی نوعیت کا تھا۔ اصل قدرت اللہ عزوجل کیلئے مانتے تھے۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن وحدیث پر کامل یقین تھا۔ اور اسی کامل یقین کی بنیاد پر آپ ہر علمی میدان میں سرخرو رہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف جدید علوم پر شاہد ہیں۔ سائنس پر امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات اور علوم کو کسی ایک مضمون میں سمانا ناممکن ہے اس کے لئے کئی جلدوں کی تصنیف درکار ہے۔ اگر کوئی صاحب ہمت اس طرف توجہ کرے اور ان مختلف علوم پر الگ الگ تصانیف لکھ کر منظر عام پر لے آئیں تو محققین سائنسدانوں کیلئے بہت بڑا سرمایہ ہوگا۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سائنسی علوم پر تحقیقی تصانیف لکھ کر معروف سائنسدانوں کو

حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یہاں چند تصانیف کے نام بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔

"الکلمة الملهمة فی الحکمة لوهاء الفلسفة المشئمة"

۱۳۳۸ھ فلسفہ قدیم کا رد، ایٹم اور خلا کا اثبات۔

"الکشف الشافیا فی حکم فونو جرافیا"

۱۳۲۸ھ آواز کی دنیا میں حیرت انگیز تحقیق۔

"الصمصام علی مشکک فی آیة علوم الارحام"

۱۳۱۵ھ جدید ایمبر یالوجی اور الٹرا ساونڈ مشین پر انوکھی تحقیق۔

"الحق المجتلی فی حکم المبتلی"

۱۳۲۴ھ جزام پر حیرت انگیز تحقیق۔

"تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون"

۱۳۲۵ھ طاعون پر بہترین تحقیق۔

"مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید"

۱۳۰۴ھ میں Gastrointestinal physiology میڈیکل ایمبر یالوجی پر خوبصورتی سے بحث کی ہے۔

اس کے علاوہ تقریباً ۱۰۰ سے زائد کتب صرف جدید سائنسی علوم پر لکھی ہیں۔ صرف فتاویٰ رضویہ ۳۰ جلدوں پر مشتمل ایک ایسا شاہکار ہے جو فقہ حنفیہ کا انسائیکلو پیڈیا بھی ہے اور جدید مسائل، معاشی، معاشرتی، سیاسی، سائنسی، علوم کا خزانہ بھی ہے۔

امام اہل سنت کے متعلق کسی نے درست کہا ہے:

جس سمت آ گئے ہیں سکّے بٹھا دیئے ہیں

☆☆☆..................☆☆☆

اکابرین دیوبند کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توہین جائز نہیں

ابوالہمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین امابعد!

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت عظیم البرکت مجدّد دین وملّت اعلیٰ حضرت حافظ الشاہ محمد احمد رضا خان قادری حنفی سنّی محمدی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی اور تجدیدی کارناموں پر زمانہ گواہ ہے۔ آپ سنی حنفی ماتریدی عقائد کے ترجمان تھے۔آپ اسلام میں نئے عقائد اور جدید فرقوں کے سیلاب سے خود بھی محفوظ رہے اور مسلمانوں کو بھی اس سیلاب میں بہنے سے بچائے رکھا آپ شدت کے ساتھ قدیم حنفی مسلک کے داعی تھے۔

مگر بعض کم فہم جاہل عیوبی، نقلبندی، دیوبندی آئے دن اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اور آپ کی نسبت سے بریلوی کہلانے والوں پر لعن طعن کر کے کفر وشرک کے فتوے لگا کر اپنے اکابر کے اقوال وتعلیمات سے بغاوت کر بیٹھے ہیں۔کبھی مسئلہ علم غیب، کبھی حاضر وناظر کبھی نور وبشر اور ایسے کئی مسائل کو غلط انداز میں پیش کر کے کفر وشرک کے فتوے لگانے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتے۔

ان اختلافی مسائل پر قرآن وسنت سے علمائے اہل سنت نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں حتّٰی کہ مخالفین کی کتب سے بھی دلائل کے انبار لگائے ہیں اور اگر مزید لکھا جائے تو ہر ایک موضوع پر ضخیم جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں۔یہاں فقیر (فاروقی) ان موضوعات پر اشارۃً

دیوبندی اکابر کے چند حوالہ جات نقل کر کے ان دیوبندی اصاغر کو دعوت فکر دیتا ہے کہ اکابر دیوبند نے ان مسائل پر اہل سنت بریلوی علماء کی نہ تکفیر کی ہے اور نہ ہی اعلیٰ حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر و گستاخی کو جائز لکھا ہے۔ الحمد للہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے چاہنے والوں کو صفائی کے طور پر دیابنہ کے اکابر کے ان اقوال کو بطور حجت پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہاں صرف ان جاہل دیوبندی اصاغر کو آئینہ دکھانا مقصود ہے۔

دیوبندی حکیم الامت کہتے ہیں کہ بریلوی علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ کی طرح علم محیط ثابت نہیں کرتے اس لئے کافر نہیں

"اب تو سنا ہے کہ وہ (بریلوی) علم غیب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت تو کرتے ہیں مگر علم باری تعالیٰ کی طرح علم محیط نہیں ثابت کرتے بلکہ ایک حد مانتے ہیں۔ الی مایدخل اھل الجنۃ الجنۃ و اھل النار النار۔ اگر یہ صحیح ہے تو شرک ثابت بھی نہیں ہوتا کیونکہ صفت باری تعالیٰ علم محیط ہے علم محدود نہیں تو اب ہم میں اور ان میں خلاف ایک امر ممکن میں رہا کہ واقع ہوا یا نہیں یعنی یہ علم الی مایدخل اھل الجنۃ الجنۃ و اھل النار النار حضور کو دیا گیا یا نہیں ہم کہتے ہیں دیا جانا فی نفسہ ممکن ہے مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ کہتے ہیں ثابت بھی ہے ہمارے نزدیک وہ تمام دلیلیں اس وقوع کی جو پیش کرتے ہیں ناتمام ہیں اور ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتیں تو زائد سے زائد الزام ان پر یہ رہا کہ انہوں نے ایسی بات کو مان لیا جو شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور یہ شان مبتدع کی نہ کافر کی۔"

(قصص الاکابر لحصص الاصاغر، ص ۲۴۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ)

اسی عقیدہ علم غیب کے بارے میں تھانوی ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''ایک شخص نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ میں نے کہا کہ جو شخص علم بلاواسطہ کا قائل ہے وہ تو کافر ہے اور جو علم بواسطہ کا قائل ہو یعنی خدا کی عطاء کے واسطہ کا وہ کافر نہیں اگر چہ وہ علم محیط ہی کا قائل ہو گو یہ اعتقاد کذب تو ہے مگر ہر کذب تو کفر نہیں۔ ہاں البتہ عقیدہ کی معصیت فسق ضرور ہے اور میں تو کبھی ایسے شخص کو بھی کافر نہیں کہتا جو مجھے کافر کہے۔''

(ملفوظات حکیم الامت: جلد، ۸، صفحہ، ۹۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: صفر المظفر، ۱۴۲۵ھ)

اصاغر کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب کا عقیدہ ماننا کفر و شرک ہے۔ اور اکابر دیوبند یعنی تھانوی صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب محیط کا عقیدہ بھی کفر و شرک نہیں۔

صاحبِ خیر الفتاویٰ کے نزدیک علماء دیوبند مسئلہ علم غیب پر بریلوی علماء کی تکفیر نہیں کرتے

اسی مسئلہ علم غیب کے اثبات پر اصاغر دیوبند علماء اہلسنت بریلوی پر شرک کا الزام لگاتے ہیں اب آیئے صاحبِ خیر الفتاویٰ والے اسی مسئلہ علم غیب کے باب میں علماء اہلسنت بریلوی پر کیا فتویٰ دیتے ہیں:

''اہل بدعت کے عقائد دربارۂ علم غیب جو ہمیں معلوم ہوئے ہیں کہ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم ما کان و ما یکون تسلیم کرتے ہیں اور ما یکون کی تفسیر الی وقت النفخۃ الاولیٰ یا الی دخول الجنۃ کرتے ہیں اور اس علم کو عطائے باری تعالیٰ

تسلیم کرتے ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ علم جس کا اثبات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کیا جاتا ہے محدود ہے اور حادث ہے اور وہ علم جو صفت باری تعالیٰ ہے وہ قدیم اور لامحدود ہے ۔اور حادث غیر خدا کیلئے ثابت کرنا چاہے وہ کتنا ہی عظیم اور کثیر ہو شرک اور کفر نہیں ہوسکتا۔علم غیب کلی غیر اللہ کیلئے ثابت کرنے کیلئے ماننا پڑے گا کہ ایک لامحدود اور غیر متناہی علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ثابت کیا جائے حضرات بریلویہ اس کے قائل نہیں اس لئے علماء دیوبندان کی تکفیر نہیں کرتے۔

(خیر الفتاویٰ جلداول ص ۲۰۸، مکتبہ امدادیہ ملتان،)

خیر الفتاویٰ سے بھی واضح جناب تھانوی صاحب کی تائید مل چکی۔اب جو اصاغر اثبات علم غیب پر بریلوی علماء کو کافر ومشرک کہتے ہیں وہ اپنے اکابر پر بھی حکم لگائیں۔

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حاضر ناظر، عالم الغیب اور نور کا عقیدہ رکھنے والے مشرک نہیں

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی سے ارشاد المفتیین میں یہ سوال ہوا:

"(مسئلہ نمبر ۴۹):(۱) جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ناظر عالم الغیب اور نور ہیں تو کیا ایسے شخص کو مشرک قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟" (ارشاد المفتیین ،جلد،اول،۱۲۱،مکتبہ الحسن لاہور،اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی حمید اللہ جان دیوبندی لکھتے ہیں:

"ایسے لوگوں کو مشرک اس لئے قرار نہیں دے سکتے کہ ان کے اقوال کی تاویل ہو سکتی ہے نیز وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کو ذاتی نہیں بلکہ عطائی خیال کرتے

ہیں، ایسے عقائد سے صرف فسق ثابت ہوتا ہے نہ کہ شرک۔"

(ارشاد المفتیین ج۱ ص ۱۲۲، مکتبۃ الحسن لاہور اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

پھر آگے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کیلئے دعائے مغفرت اور نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں مفتی حمید اللہ جان دیوبندی لکھتے ہیں:

چونکہ وہ مسلمان ہیں اس لئے دعائے مغفرت کرنا اور نماز جنازہ پڑھنا درست ہے۔

(ارشاد المفتیین، جلد، اول، ص، ۱۲۲، مکتبۃ الحسن لاہور، اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

اگر چہ علمائے اہل سنت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب مانتے ہیں مگر عالم الغیب نہیں مانتے مگر یہاں مفتی حمید اللہ صاحب عالم الغیب ماننے پر بھی شرک کا فتویٰ نہیں دے رہے۔ باقی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب ماننا عین قرآن وسنت کے مطابق ہے ان کی طرف فسق کی نسبت کرنا حمید اللہ جان صاحب کی کم فہمی اور جہالت ہے اس موضوع پر علماء اہل سنت کی کافی تصانیف موجود ہیں۔

اسی مفتی حمید اللہ جان دیوبندی صاحب سے اسی طرح ایک اور سوال ہوا، سوال بمع جواب ملاحظہ ہو:

"مسئلہ نمبر (۱۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ سائل مسلک دیوبند سے تعلق رکھتا ہے اور سائل نے احسن الفتاویٰ کا مطالعہ کیا ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ بریلوی مسلک کا آدمی قربانی کے حصہ میں شامل نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ مشرک ہے اور ان کے عقائد یہ ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور اور حاضر و ناظر مانتے ہیں اور مختار کل، علم غیب اور نذر و غیرہ مانتے ہیں اور ایک بریلوی مسلک کے آدمی سے حصے میں شامل ہونے کی وجہ سے گفتگو ہوئی اور اس نے یہ کہا کہ ہم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر چیز عطائی مانتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اللہ تعالیٰ کے حسن کی پہلی تجلی مانتے ہیں، اور اختیار عطائی مانتے ہیں اور روحانی طور پر ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر مانتے ہیں، جسمانی طور پر اگر چاہیں تو متعدد مقامات پر تشریف لے جا سکتے ہیں، ما کان وما یکون کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر اتنا بھی نہیں ہے جتنا ایک سمندر میں سے ایک قطرے کا کروڑواں حصہ، ایسے عقائد رکھنے والا بریلوی مشرک کہلائے گا یا صحیح العقیدہ کہلائے گا؟ اور نذر کے بارے میں پوچھا تو جواب دیا کہ ہم جو نذر کہتے ہیں اس میں ہمارا عقیدہ اور نظریہ یہ ہوتا ہے کہ یا اللہ یہ کام پورا فرما دے، ہم آپ کے نام پر ایک دیگ پکا کر خیرات کریں گے اور اس کا ثواب فلاں بزرگ کو پہنچائیں گے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

سوال میں ذکر کردہ تفصیلات کے ساتھ مذکورہ عقائد رکھنے والا شخص مشرک نہیں کہلائے گا۔ (ارشاد المفتیین ج ۲ ص ۱۰۸، مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت: ستمبر ۲۰۱۶ء)

اسی مفتی حمید اللہ جان دیوبندی صاحب سے ایک اور سوال ہوا ملاحظہ ہو:

"(مسئلہ نمبر، ۶۲) بتائیں کہ کیا بریلوی مکتب فکر کو مشرک کہنا درست ہے؟

(ارشاد المفتیین ج ۱ ص ۱۴۰۔ مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

اس کا جواب دیتے ہوئے مفتی حمید اللہ جان دیوبندی لکھتے ہیں:

"بریلوی مکتب فکر کو مشرک کہنا درست نہیں، اکابر دیوبند کا یہ اتفاقی فتویٰ ہے کہ موجودہ زمانے کے بریلوی بدعتی ہیں، ان کو مشرک نہیں کہنا چاہیے۔"

(ارشاد المفتیین ج ۱ ص ۱۴۰، مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت: جنوری ۲۰۱۷ء)

حمید اللہ جان دیو بندی کا اہل سنت بریلوی کو بدعتی کہنا محض الزام، جھوٹ اور فریب ہے۔ مگر ساتھ شرک کی نسبت کرنے کا صاف انکار بھی کرتے ہیں جو اصاغر دیو بند کیلئے لمحہ فکر یہ ہے۔

خالد محمود مانچسٹروی کے نزدیک بریلوی علماء کے اوپر مسئلہ علم غیب اور نور بشر میں جو الزام ہے وہ بریلوی علماء کا عقیدہ نہیں

خالد محمود مانچسٹروی نے حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی کے رسالہ ''اتحاد امت، دیو بندی بریلوی کا اہم تقاضا'' پر پیش لفظ لکھا ہے جسے پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی نے اپنی کتاب ''اکابر کا مسلک و مشرب'' میں جگہ دی۔ چنانچہ اسی پیش لفظ میں مانچسٹروی لکھتے ہیں کہ دیو بندی بریلوی اختلافات الزامات پر مبنی ہیں یعنی ان کی حقیقت ایک دوسرے پر الزامات سے آگے نہ بڑھ سکی پھر آگے جا کر اہل سنت بریلوی مکتبہ فکر کے ہاں اسی مسئلہ علم غیب کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اکثر دیو بندی بریلوی مکتبہ فکر پر شرک کا الزام لگاتے ہیں اس مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دیو بندی علم غیب اس علم کو کہتے ہیں جو بے عطائے غیر خدا از خود قائم ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ صرف اللہ ربّ العزّت کا علم ہے کہ از خود قائم ہے اور کسی کی عطا نہیں۔ بریلوی حضرات اس تشریح کے ساتھ علم غیب حضرات انبیاء میں تسلیم نہیں کرتے اور علم غیب کی ایک نئی قسم نکالتے ہیں عطائی علم غیب۔ گو یہ قسم اسلامی تاریخ میں پہلے کہیں نہیں ملتی لیکن یہ ضرور ہے کہ بریلوی حضرات نزاع میں علم غیب کی ایک نئی تعبیر پیش کرتے ہیں سو یہ تعبیر میں اختلاف ہوا، تحقیق میں نہیں تحقیق دونوں کی یہ

ہے کہ جو شخص حضرات انبیاء کیلئے غیب کی بات از خود جاننے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے مولانا احمد رضا خان خود لکھتے ہیں۔ ''ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کیلئے علم بالذات جانیں اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی مانتے ہیں نہ کہ جمیع (خالص الاعتقاد، ص ۳۳، نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور)''

(اکابر کا مسلک و مشرب، ص ۶، ۷، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

اگر چہ مانچسٹروی نے مسئلہ علم غیب بیان کرتے ہوئے تحقیق سے کام نہیں لیا مگر یہ تسلیم کر گئے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور بریلوی مکتبہ فکر کے علماء مسئلہ علم غیب میں انبیاء کرام علیہم السلام کا علم اللہ عزوجل کے علم کے برابر نہیں مانتے اور نہ از خود بغیر عطائی مانتے ہیں۔ اور جو دیوبندی بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اور بریلوی علماء کے بارے میں ایسا عقیدہ منسوب کرتے ہیں اور مسئلہ علم غیب کی بنیاد پر بریلوی علماء پر شرک کے فتوے داغتے ہیں وہ محض الزام لگاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔

پھر آگے مانچسٹروی صاحب نور و بشر کے مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے دیوبندی الزام کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مسئلہ نور و بشر، انگوٹھے چومنا، ایصال ثواب کے مسائل پر تکفیر نہیں کرتے

''مسئلہ بشریت انبیاء تو یاد رکھئے بریلوی حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح کا نور نہیں مانتے جس سے بشریت کی نفی ہو، یہ تو صریح کفر ہوگا اور دیوبندی حضرات بھی انبیاء کیلئے ایسی بشریت کے قائل نہیں جس پر رسالت کے نور نے جلوہ پیرائی نہ کی ہو۔ کفار و مشرکین انبیاء کی ایسی بشریت کے مدعی بنتے تھے جس سے ان کی مراد رسالت کی نفی ہوتی تھی ظاہر ہے کہ اس پہلو سے کوئی مدعئ اسلام انہیں بشر نہیں کہتا

حاصل کلام یہ ہے کہ دیوبندی بریلوی اختلافات نہ اصولی نکلے نہ سکولی۔ہم نے ان میں جتنا بھی غور کیا یہ الزامات سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ اور کہیں ظاہری اختلافات نظر بھی آئے تو وہ بھی محض تعبیر کے اختلافات تھے تحقیق کے نہیں باقی رہے وہ فروعی اعمال جو ان میں وجہ امتیاز بن گئے۔ جیسے اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر انگوٹھے چومنا اور دن معیّن کر کے ایصال ثواب کرنا تو اسے کرنے والے بھی فرض واجب یا سنت نہیں سمجھتے اور جو انہیں نہیں کرتے وہ بھی انہیں صرف بدعت سمجھتے ہیں کفر نہیں کہتے تو یہ امتیازات بھی محض فروعی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں کفر واسلام کے فاصلے نہیں ہیں۔"

(اکابر کا مسلک ومشرب، ص، ۷، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

اگر چہ مانچسٹروی صاحب نے نورانیت کے مسئلے میں دیوبندی نظریات کو پیش کرنے کا حق ادا نہیں کیا مگر یہ تسلیم کر گئے کہ بریلوی علماء انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت کے منکر نہیں۔ اور یہ بھی تسلیم کیا کہ مدعیان اسلام انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے اس بشریت کے قائل نہیں جو نظر یہ بشریت کفار ومشرکین کا انبیاء علیہم السلام کے بارے میں تھا۔اب جو بھی اہلسنت بریلوی علماء کیلئے یہ کہے کہ اہل سنت بریلوی بشریت کے منکر ہیں مانچسٹروی صاحب نے ثابت کر دیا کہ یہ محض الزام اور کذب بیانی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور مانچسٹروی صاحب یہ بھی تسلیم کر گئے کہ فروعی اختلافات میں معمولات کو اہل سنت بریلوی علماء فرض، واجب، یا سنت نہیں سمجھتے۔اور ان دیوبندی حضرات کو آئینہ دکھایا جو یہ الزامات محض کذب بیانی کی وجہ سے اہل سنت بریلوی علماء پر لگاتے آرہے ہیں۔ اور پھر آگے مانچسٹروی صاحب تسلیم کر گئے کہ ان میں کفر واسلام کے فاصلے نہیں یعنی وہ بھی اہل سنت بریلوی علماء

کی طرف ان مسائل میں کفر یا شرک کی نسبت نہیں کرتے لیکن حیرت کی بات ہے کہ مانچسٹروی صاحب جنہیں محض الزام سمجھتے رہے خود بھی ایسے الزامات لگانے میں سرفہرست رہے ہیں اور اپنے تمام اعتراضات اور الزامات تسلیم کر گئے۔ اور انہی الزامات کو لے کر ایسے اصاغر تیار کرائے جو ان الزامات کو حقیقت سمجھنے لگے۔

خالد محمود مانچسٹروی کے نزدیک حاضر ناظر کے مسئلے پر بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کی جاسکتی

"جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ بریلوی حضرات آنحضرت ﷺ کو بالوجود الموجود حاضر و ناظر نہیں کہتے بلکہ اس میں تاویل کرتے ہیں اور حاضر بالعلم وغیرہ کی توجیہات کرتے ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ ان کی یہ تاویل ہمارے نزدیک معتبر نہ ہو لیکن اس تاویل سے وہ اس حکم کفر کے ماتحت نہیں آتے جو فقہاء کے ہاں ملتا ہے۔"

(عبقات، جلد، اول، ص، ۱۸۵، محمود پبلی کیشنز لاہور)

صاحب فتاویٰ حقانیہ کے نزدیک بھی علمائے حق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اہل سنت بریلوی کافر نہیں

"علماء حق نے اس فرقہ کے بانی (اعلیٰ حضرت) اور اس کے پیروکاروں کی تکفیر نہیں کی۔" (فتاویٰ حقانیہ ج۱ ص ۳۰۴، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، طبع سوئم، ۲۰۰۵ء)

مشہور دیوبندی عالم سید عبدالشکور صاحب ترمذی کے نزدیک دیوبندی اکابر بریلوی مکتبہ فکر کی تکفیر نہیں کرتے

اکابر دیوبند کے ترجمان سید عبدالشکور صاحب ترمذی لکھتے ہیں:

"زیادہ تر گفتگو اس میں رہی کہ بریلویوں کی بحیثیت جماعت ہمارے اکابر تکفیر نہیں کرتے۔"

(ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن صفحہ ۵۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: سوم، ۲۰۰۴ء)

خالد محمود کے نزدیک دارالعلوم دیوبند کے اکابر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متعلقین کی تکفیر نہیں کرتے

"فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی دوسری جلد میں مولوی احمد رضا خان کے متعلقین کے متعلق یہ حکم مرقوم ہے: مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلقین کو کافر کہنا صحیح نہیں بلکہ ان کے کلام میں تاویل ہوسکتی ہے۔"

(دارالعلوم دیوبند نمبر، ماہنامہ الرشید، ص، ۴۵۳، مکتبۃ الامام محمد، طباعت، ۲۰۱۷ء)

خالد محمود لکھتے ہیں:

"بزرگان دیوبند نے خان صاحب اور ان کے متعلقین پر کفر کا حکم نہیں لگایا"۔

(دارالعلوم دیوبند نمبر، ماہنامہ الرشید، ص ۴۵۵، مکتبۃ الامام محمد، طباعت، ۲۰۱۷ء)

اعلیٰ حضرت کی تکفیر نہیں کی جاتی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

"سوال: مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی از روئے شرع کافر ہیں یا نہ؟

الجواب: ان کی تکفیر نہیں کی جاتی بہ وجہ امکان تاویل کے۔"

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ۱۸، ص، ۴۳۸، ۴۳۹۔ مکتبہ دارالعلوم دیوبند)

"سوال (۱۸۷) احمد رضا خان بریلوی کے معتقد سے کسی اہل سنت حنفی کو اپنی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نکاح تو ہو جائے گا کہ آخر وہ بھی مسلمان ہے۔"

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۷ ص ۱۵۸۔ طبع اول، ستمبر ۱۹۷۰ء۔ مکتبہ دار العلوم دیوبند)

ابوالوفا شاہ جہانپوری دیوبندی کا بیان، کسی عالم دیوبند نے کسی بریلوی عالم کو کافر نہیں کہا

"کبھی کسی عالم دیوبند نے کسی عالم بریلوی کو کافر نہیں کہا۔ نہ ان کے کفر کا فتویٰ دیا ۔غرض کوکب یمانی (تصنیف در بھنگی) میں ان کے کفر کا فتویٰ نہیں بلکہ ان کے مسلمات پر ان سے استفسار ہے۔"

(مقدمہ بہاولپور، ج ۳ ص ۴۰۰، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اشاعت: سوم، نومبر، ۲۰۲۰ء)

در بھنگی کے رسائل میں کہیں بھی علماء بریلوی کی تکفیر نہیں:

"مؤلف مذکورہ (در بھنگی) کے دوسرے رسائل سے بھی اس کے متعلق اطمینان کیا جا سکتا ہے۔ کہیں بھی علمائے بریلی کی تکفیر کا فتویٰ نہ ملے گا۔"

(مقدمہ بہاولپور ج ۳ ص ۴۰۱، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اشاعت: سوم، نومبر، ۲۰۲۰ء)

دیوبندی حکیم الاسلام کا بیان کہ آج تک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر نہیں کی گئی وہ مسلمان ہیں

دیوبندی حکیم الاسلام کے خطبات میں "افراط وتفریط فرقہ واریت کی بنیاد ہے" کے عنوان میں لکھا ہے:

"مولانا احمد رضا خان اور بریلویت کے بارے میں جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو آج تک کہیں ان کی تکفیر نہیں کی گئی بہر حال وہ مسلمان ہیں۔"

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷، ص، ۲۱۷۔ ندوۃ المصنفین، اشاعت: اپریل، ۲۰۱۷ء)

شبیر احمد عثمانی صاحب، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر نہیں کرتے

انوار الحسن شیرکوٹی دیوبندی اپنے تعصب بھرے انداز میں اس حقیقت کا اظہار ''تجلیات عثمانی'' میں کچھ یوں کرتے ہیں:

''ان (شبیر احمد عثمانی) کے نزدیک احمد رضا خانی پارٹی کافر نہیں ہے۔''

(کمالات عثمانی المعروف بہ تجلیات عثمانی، ص ۳۵۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: جمادی الاخریٰ، ۱۴۲۷ھ)

پھر اسی عبارت کے اگلے جملے میں انوار الحسن شیرکوٹی دیوبندی کچھ یوں اپنے قلم کو جنبش دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دیکھئے بریلوی حضرات بلاتخصیص علمائے دیوبند کو کافر کہتے ہیں مگر مولانا عثمانی موتمر مکہ میں سلطان کے سامنے ان کے مسلمان ہونے کی کس طرح وکالت کررہے ہیں۔"

(کمالات عثمانی المعروف بہ تجلیات عثمانی، ص ۳۵۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: جمادی الاخریٰ، ۱۴۲۷ھ)

حالانکہ جس مسئلے میں وکالت کا ذکر شیرکوٹی صاحب کررہے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے عقیدت رکھنے والے اس الزام سے بری ہیں اور اس پر فتاویٰ رضویہ شاہد ہے۔ اور نزہۃ الخواطر جلد ۸ کا حوالہ بھی اس ضمن میں شاہد ہے، جس میں اعلیٰ حضرت کی تصنیف ''الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجدہ التحیۃ'' کا ذکر اچھے الفاظ میں کیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ اکابرِ دیوبند ان اختلافی مسائل میں اور ان مسائل کے علاوہ بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے معتقدین اہل سنت و جماعت بریلوی کی تکفیر نہیں کرتے۔ بعض دیوبندی اصاغر اہل سنت و جماعت بریلوی کو اہل سنت و جماعت سے الگ ایک فرقہ سمجھتے

ہیں مگر ان کے اکابر اہل سنت و جماعت بریلوی کو اہل سنت سے الگ فرقہ تسلیم کرنے کیلئے بھی تیار نہیں چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب سنّی بریلوی مسلک سے دیوبندی تعلیم کو علیحدہ تسلیم نہ کرتے

رائے ونڈ کی تبلیغی تحریک کا تعارفی مطالعہ لکھتے ہوئے دیوبندی مکتب فکر کے ہاتف سعید صاحب اپنی کتاب ''سیر سعادت'' میں لکھتے ہیں:

''مولانا شبیر احمد عثمانی سنی مسلک سے دیوبندی تعلیم کو علیٰحدہ ہی تسلیم نہ کرتے تھے۔ یہ اس اعتدال فکر کی برکت ہے کہ کچھ دینی حلقوں میں مختلف مکاتیب فکر کے لوگ باہمی طور پر سرگرم عمل نظر آتے ہیں''

(سیرِ سعادت، ص ۱۷۴، دستار پبلیکیشن لانڈھی کراچی، اشاعت: ۱۹۹۴ء)

یہاں پر واضح طور ہاتف سعید صاحب نے بریلوی مکتبہ فکر سنی لکھا ہے۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

دیوبندی مفتی اعظم رفیع عثمانی صاحب تو بریلوی، دیوبندی کو فرقہ بندی میں تقسیم کرنا بھی پسند نہیں کرتے

رفیع عثمانی صاحب صاحب لکھتے ہیں:

''پورے ملک میں بڑے پیمانے پر پھوٹ در پھوٹ پڑی ہوئی ہے اور کثرت سے دیوبندی بریلوی کا لفظ سنائی دیتا ہے جو فرقہ بندی کی علامت ہے اور بہت افسوس ناک ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ ہمارے طلباء جو، اب علماء بنتے جا رہے

ہیں رفتہ رفتہ حالات سے متاثر ہو کہیں مسلک دیوبند سے دور تو نہیں جا رہے؟''

(مسلک دیوبند کسی فرقے کا نہیں اتباع سنت کا نام ہے ص ۱۷، مکتبہ دارالعلوم کراچی، اشاعت، رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ)

''ہمارے بزرگ فرقہ بندیوں اور گروہ بندیوں سے اتنے دور تھے کہ کبھی انہوں نے اس بات کو گوارا نہیں کیا کہ مسلک دیوبند کو ایک فرقہ سمجھا جائے اور مسلک بریلوی کو دوسرا فرقہ ہمارے بزرگوں نے کبھی دیوبندی، بریلوی کا لفظ بھی استعمال کرنا پسند نہیں فرمایا۔ اگر آج بھی کوئی اس انداز سے بات کرتا ہے تو طبیعت پر ناگوار گزرتا ہے۔''

(مسلک دیوبند کسی فرقے کا نہیں اتباع سنت کا نام ہے، ص ۱۸، ۱۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی، اشاعت، رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ)

پھر آگے اپنے دیوبندی فرقہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب ہم دارالعلوم میں مدرس بن گئے تو والد صاحب نے ہمیں اپنے نام کے ساتھ دیوبندی لکھنے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ: ''اس سے فرقہ واریت اور گروہ بندی کی بو آتی ہے۔''

(مسلک دیوبند کسی فرقے کا نہیں اتباع سنت کا نام ہے، صفحہ ۱۸، ۱۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی، اشاعت، رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ)

دیوبندی حکیم الاسلام تو اہلسنت بریلوی کو کافر یا فاسق تو درکنار فرقہ بھی نہیں سمجھتے تھے چنانچہ لکھتے ہیں:

''ملتان میں انقلاب سے پہلے ایک دفعہ میرا جانا ہوا۔ مولانا خیر محمد صاحب نے خیر المدارس کا جلسہ کیا تھا۔ میں نے جا کے پوچھا یہاں کوئی بزرگ کوئی اور عالم بھی ہے جس سے ملیں ۔ انہوں نے کہا ۔ مولانا محمد بخش صاحب ہیں اور وہ بریلوی

فرقے کے ہیں۔ میں نے کہا ہم انہیں فرقہ ہی نہیں سمجھتے۔ نہ ہم فرقہ نہ وہ فرقہ۔''

(خطباتِ حکیم الاسلام، جلد ۷ صفحہ ۲۰۹، ندوۃ المصنفین، لاہور، اشاعت ۲۰۱۷ء)

اسی طرح بانی دار العلوم قاسم نانوتوی صاحب کے پوتے اور دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب اپنے خطبات میں عنوان قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' دیوبندی بریلوی کوئی فرقہ نہیں''۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''دیوبندی بریلوی کوئی فرقہ نہیں اس لئے میری سمجھ میں تو اب تک بھی نہیں آیا کہ وہ اختلاف ونزاع کیا چیز ہے جس کو بریلویت اور دیوبندیت کے نام سے کھولا جا رہا ہے'' (خطباتِ حکیم الاسلام، ج ۷، ص ۲۲۱، ندوۃ المصنفین، لاہور، اشاعت ۲۰۱۷ء)

جناب حفظ الرحمٰن سیوہاری کے نزدیک بریلوی دیوبندی اختلاف ناپسندیدہ

''مولانا حفظ الرحمٰن صاحب جس طرح شیر برطانیہ کے مقابلے میں شیر ببر تھے وہ اپنوں کے مقابلے میں گربہ، مسکین بننا پسند کرتے تھے چنانچہ دیوبند، بریلوی اہل حدیث جیسے اختلافات میں پڑنا کبھی پسند نہیں کیا۔

(مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، ص ۱۶۵ جمعیۃ پبلیکیشنز لاہور، اشاعت اول، مئی ۲۰۰۱ء)

محمود الحسن گنگوہی نے کہا میں نے کبھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نازیبا لفظ نہیں کہا

محمود الحسن گنگوہی سے ایک سوال ہوا آیئے سوال بمع جواب ملاحظہ کرتے ہیں:

''عرض: آپ کو کبھی کسی وقت مولانا احمد رضا خان صاحب کے متعلق مراقبہ میں نظر آیا کہ کس حالت میں ہے؟

ارشاد: کیا مراقبے اسی لئے ہوا کرتے ہیں، کہ دنیا بھر کے لوگوں کے عیوب اور گناہ

ٹٹولیں، مراقبہ اس لئے نہیں ہوتا، مراقبہ اپنے گناہوں کیلئے ہوتا ہے، کہ اپنے گناہوں کو دیکھیں، اور غور کریں کہ ان سے توبہ کی کیا صورتیں ہیں، باقی میں ان کی شان میں کچھ کہتا نہیں، میں نے کبھی ان کے متعلق نازیبا لفظ نہیں کہا ان کے لوگ مجھے برا کہہ لیں، مگر میں نہیں کہتا۔"

(ملفوظات فقیہ الامت، ص، ۴۰۶، مکتبۃ الحسن لاہور، طبع اول، اپریل ۲۰۱۶ء)

قاضی مظہر حسین دیوبندی صاحب کے نزدیک بریلوی اہل سنت و جماعت سے ہیں

قاضی مظہر حسین دیوبندی اپنے ایک مکتوب میں اہل سنت بریلوی کو اہل السنۃ والجماعۃ تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سنّی اور شیعہ کا اختلاف صرف مکاتب فکر کا فروعی اختلاف نہیں۔ بلکہ یہ ایک بنیادی دینی اختلاف ہے۔ معلوم نہیں آپ خود سنی ہیں یا شیعہ یا نہ سنّی نہ شیعہ، کیونکہ آپ نے مختلف مکاتبِ فکر کی تفصیل میں سنّی یا اہل سنت کا نام نہیں لکھا صرف دیوبندی اور بریلوی کے نام لکھے ہیں حالانکہ دیوبندی اور بریلوی کی نسبتیں دیوبند اور بریلی کے دینی مدارس کی بنا پر ہیں جو مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے دو مختلف مکتب فکر ہیں۔ آپ کو شیعوں کے مقابلہ میں اہل سنت کا نام لکھنا چاہئے تھا جس کو آپ نے ناواقفیت وغیرہ کی بناء پر بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔"

(عربی دینی مدارس کے سنی شیعہ طلبہ کا اتحادی فتنہ، صفحہ ۱۱، ۱۲، مکتبہ عثمانیہ ہرنولی میانوالی)

مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری طیب صاحب کی خواہش کہ بریلوی حضرات مذہبی امور میں ہمارے ساتھ کام کریں

''ہم نے بریلوی حضرات سے بھی خواہش کا اظہار کیا کہ آپ آئیں عام طور پر وہ مذہبی معاملات میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے نہیں۔''

(خطبات حکیم الاسلام، ج ۷، ص ۲۰۷، ندوۃ المصنفین، اشاعت: ۲۰۱۷ء)

محمد یوسف لدھیانوی کے نزدیک بریلوی مکتبہ فکر حنفی ماتریدی اور صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین اور اولیاء کرام کی عظمت کا قائل ہے

"میرے لئے" دیوبندی بریلوی اختلاف" کا لفظ ہی موجب حیرت ہے۔ آپ سن چکے ہیں کہ شیعہ سنّی اختلاف تو صحابہ کرام کو ماننے یا نہ ماننے کے مسئلہ پر پیدا ہوا۔ اور حنفی وہابی اختلاف تو ائمہ ہدیٰ کی پیروی کرنے نہ کرنے پر پیدا ہوا۔ لیکن "دیوبندی بریلوی اختلاف" کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں فریق امام ابوحنیفہ کے ٹھیٹھ مقلد ہیں۔ عقائد میں دونوں فریق امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی کو امام و مقتدیٰ مانتے ہیں تصوف وسلوک میں دونوں فریق اولیاء اللہ کے چاروں سلسلوں قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی میں بیعت کرتے کراتے ہیں۔ الغرض یہ دونوں فریق اہل سنت والجماعت کے تمام اصول وفروع میں متفق ہیں۔ صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کی عظمت کے قائل ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ کے مقلد، اور مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تک سب اکابر کے عقیدت مند ہیں اور اکابر اولیاء اللہ کی کفش برداری کو

سعادت دارین جانتے ہیں اس لئے ان دونوں کے درمیان مجھے اختلاف کی کوئی صحیح بنیاد نظر نہیں آتی۔" (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۳۷،مکتبہ لدھیانوی)

یوسف لدھیانوی صاحب اصل اختلافات نظر انداز کرتے ہوئے واضح طور پر اہل سنت بریلوی کو حنفی مقلد حامل عقائد ماتریدی اور اولیاء اللہ کا عقیدت مند مان رہا ہے۔ یہ بالکل ہمارا موضوع نہیں کہ آگے جا کر یوسف لدھیانوی صاحب نے کس طرح اختلافات کی تفصیل میں انصاف کا خون کیا ہے مگر جہاں تک بریلوی علماء کے بارے میں اپنا نظریہ اور رائے لکھی ہے وہ سب پر واضح ہے۔

حبیب اللہ مظاہری، شاگرد مولوی زکریا کاندھلوی کے نزدیک بریلوی مکتبہ فکر سنّی حنفی اور اصل قوت اسلام ہیں

کتاب ''اکابر کا مسلک ومشرب'' میں پیرعزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب نے حبیب اللہ مظاہری صاحب کا پیش لفظ شامل کیا ہے جس میں حبیب اللہ مظاہری صاحب بریلوی مکتبہ فکر والوں کو باقاعدہ سنی حنفی تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پورے برصغیر میں غالب اکثریت سنی حنفی مسلمانوں کی ہے، ان کے علاوہ مسلمان یا اسلام کی طرف منسوب فرقے سب مل ملا کر مشکل سے ۵ فی صد بھی نہیں بنتے۔ پاکستان میں بھی غالب اکثریت سنّی حنفی مسلمان ہی اصل طاقت ہیں، مگر بد قسمتی سے یہ دو بڑے گروہوں یعنی دیوبندی بریلوی میں تقسیم ہیں۔

(اکابر کا مسلک ومشرب، ص ۴ ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

ایک اور مقام پر بریلوی مکتبہ فکر کو سنّی حنفی مانتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حالانکہ ان دونوں سنی حنفی گروہوں میں اصل اختلافات معمولی نوعیت کے ہیں۔''

(اکابر کا مسلک ومشرب، ص ۵، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اختلافات حقیقی اور اصولی ہیں مگر اس کے باوجود بھی دیوبندی اکابر علمائے بریلوی کو سنی حنفی نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ کھل کر اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے اصاغر کفر وشرک کے فتوے داغتے نہیں تھکتے۔

یہی حبیب اللہ مظاہری صاحب بریلوی مکتبہ فکر کو بھی برصغیر میں اصل قوت اسلام مانتے ہیں ، چنانچہ لکھتے ہیں:

''دیوبندی بریلوی جو فی الحقیقت برصغیر میں اصل قوت اسلام ہیں''

(اکابر کا مسلک ومشرب ص ۵، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی اور عبدالحفیظ مکی کے نزدیک بریلوی مکتبہ فکر کو اہل السنۃ والجماعت سوادِ اعظم ہیں

اکابر کا مسلک ومشرب میں پیر ہزاروی صاحب نے اپنے پیر بھائی عبدالحفیظ المکی صاحب کا مقدمہ شامل کیا جس میں عبدالحفیظ مکی صاحب نے اہلسنت بریلوی کو اہل سنت اور سوادِ اعظم تسلیم کیا چنانچہ لکھتے ہیں:

''فریقین دیوبندی بریلوی حضرات سے امید ہے کہ وہ اس ندا پر لبیک فرماویں گے اور اس درد کو محسوس کریں گے اور اس نور کی طرف بڑھیں گے کہ فی الحقیقت امت مسلمہ کا یہی سوادِ اعظم ہیں۔''

(اکابر کا مسلک ومشرب، ص، ۲۵، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

''اس رسالہ کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے دونوں فریق دیوبندی بریلوی جو کہ امت کا سوادِ اعظم ہیں اور ۹۵ فی صد سے زائد ہیں ان میں اختلاف کی نوعیت کوئی ایسی زیادہ اصلاً نہیں ہے جتنی مختلف وجوہ کی بنا پر اب بن گئی ہے۔

(اکابر کا مسلک ومشرب، ص ۲۵، خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

دیوبندی کتب سے ثابت ہوا کہ اہل سنت بریلوی اکابر دیوبند کے نزدیک اہل سنت کا کوئی فرقہ نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔ اب دیوبندی اصاغر، عیوبی، نقلبندی وغیرہ اپنے فرقے اور مذہب کا تعین کردیں۔

اکابرین دیوبند سید عبدالحیٔ وابوالحسن علی ندوی کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

''ان کے زمانہ میں ان کا ثانی بہت ہی کم تھا جو کہ ان کے جیسا فقہ حنفی اور ان کی جزئیات پر اتنی گہری نظر رکھتا ہو اس بات کی گواہی ان کے فتاویٰ اور ان کی کتاب "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" سے ہوتی ہے جسے انہوں نے ۱۳۲۳ھ مکہ معظّمہ میں رہ کر تالیف کیا تھا اس طرح سے وہ علوم ریاضیہ اور ہیئت والنجوم والتوقیت پر بھی گہری نظر اور اس میں ان کو بڑی مہارت تھی۔ اس طرح علم رمل اور جفر سے بھی کافی واقفیت تھی۔''

(نزھۃ الخواطر ج ۸، ص ۹۹، دارالاشاعت کراچی، طباعت: ۲۰۰۴ء)

''اس میں شک نہیں کہ وہ {اعلیٰ حضرت امام مجدد} عالم تبحر وسیع مطالعہ، حالات و مسائل پر بہت ہی واقفیت تھی ان کا قلم بہت تیز چلتا تھا گویا کہ بہہ رہا ہے اور کچھ لکھنے میں بہت ہی حاضر دماغ تھے''

(نزھۃ الخواطر ج ۸، ص ۹۹، دارالاشاعت کراچی، طباعت: ۲۰۰۴ء)

"{امام مجدد اعلیٰ حضرت} سجود تحیہ کو (ادب بجالانے کے کئے سجدہ کرنے کو) حرام سمجھتے اور اس مسئلہ میں بھی انہوں نے "الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجدہ التحیۃ" نامی رسالہ لکھ ڈالا مگر یہ رسالہ بہت ہی جامع ہے جس سے ان کے علم کی گہری صلاحیت اور قوت کا استدلال کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جو لوگ قبروں اور مزاروں پر جا کر خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں جسے ہندوستانی عموماً عرس کا نام دیتے ہیں مگر اس کے باوجود ان قبروں پر طبلہ وغیرہ آلات کے ساتھ غناء کرنے کو حرام کہتے ہیں نیز فرضی قبروں کو مثلاً جن کو لوگ حضرت حسین کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسے کاغذ سے تیار کرتے ہیں جسے عموماً تعزیہ کہتے ہیں اسے بھی وہ حرام کہتے ہیں" (نزھۃ الخواطر ج ۸، ص ۹۹، دارالاشاعت کراچی، طباعت: ۲۰۰۴ء)

مشتاق احمد چنیوٹی کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام

"مولانا احمد رضا خان بریلوی، بریلوی مسلک کے بانی و رہنما ہیں۔ آپ خاصے علم وفضل کے مالک اور نہایت ذہین وفطین تھے۔ اگرچہ آپ کے بعض افکار سے اختلاف کی یقیناً گنجائش موجود ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ایک بڑے عالم اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔" (تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ، ص ۱۲۳ ۔ترتیب: مشتاق احمد چنیوٹی۔ ناشر: انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان)

﴿نوٹ﴾ اس کتاب پر عبدالحفیظ مکی، زاہد الراشدی، محمد الیاس چینوٹی کی تقریظات موجود ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اہل السنت والجماعت کے مقتدا

"اہل السنت والجماعت بریلوی مکتب فکر کے مقتدا حضرت مولانا احمد رضا خان

صاحبؒ کا فتویٰ ان کے رسالہ ''ردالرفضہ'' میں مستقل چھپا ہے اور مشائخ عظام میں سے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف اور حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی صاحبؒ سیال شریف کے بھی فتوے طبع ہو چکے ہیں۔''

(سنی مؤقف، ص ۱۰۹، عالمی مجلس تحفظ اسلام پاکستان)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ معروف عالم دین

''مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، (پیدائش: ۱۴ جون ۱۸۵۶ء، بریلی...... وفات: ۱۹۲۱ء)

مولانا احمد رضا خان بریلوی معروف عالم دین تھے۔ کثیر التصانیف حضرات میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کے متعدد رسائل اور فتاویٰ جات کو فتاویٰ رضویہ میں جمع کیا گیا ہے۔ اس وقت تک اس کی ۲۹ جلدیں چھپ چکی ہیں۔ مولانا احمد رضا خان نے ردقادیانیت پر پانچ رسائل تحریر کئے۔''

(چمنستانِ ختم نبوت کے گلہائے رنگ، جلد دوم، ص، ۵۸۷۔ اللہ وسایا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، طبع اول، اپریل ۲۰۱۶ء)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بزرگ شخصیت

''فتاویٰ رضویہ اور احسن الفتاویٰ کے بعض فتاویٰ جات ترک کرنے پڑے، اس لئے کہ ہر دو بزرگ حضرات فتنہ قادیانیت کے خلاف فتویٰ دیتے وقت فتاویٰ جات کو صرف قادیانیت تک محدود نہ رکھ سکے۔''

(فتاویٰ ختم نبوت ج ۱ ص ۶، سعید احمد جلال پوری، ایڈیشن: اگست ۲۰۱۴ء۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)

دیکھئے اس کتاب کے حرف چند میں اللہ وسایا صاحب نے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو

بھی بزرگوں میں شمار کیا ہے۔

رشید احمد گنگوہی صاحب اعلیٰ حضرت کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے، بلکہ عالم سمجھتے ہوئے ان کے فتاویٰ جات کو اپنے فتاویٰ میں نقل کرتے تھے

"واللہ العظیم کہ حضرت کی زبان سے عمر بھر میں کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ حضرت ان (امام احمد رضا خان) کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔" (تالیفاتِ رشیدیہ صفحہ ۱۰، ادارہ اسلامیات لاہور، ایڈیشن: بار دوم، ۱۹۹۲ء)

یہی نہیں بلکہ رشید احمد گنگوہی صاحب کو بھی اعتراف تھا کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک زبردست عالم دین ہیں اور امام مجدد کا فتاویٰ سند کی حیثیت رکھتا ہے اسی فتاویٰ رشیدیہ میں امام مجدد کے کئی فتاویٰ جات نقل کئے ہیں جیسا کہ:

تالیفاتِ رشیدیہ، ادارہ اسلامیات لاہور، ایڈیشن: بار دوم، ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۸۱ اور ۸۲ پر فتاویٰ رشیدیہ میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بہ عنوان "رنڈی کا ناچ ولہولعب" نقل کیا ہے۔

تالیفاتِ رشیدیہ، ادارہ اسلامیات لاہور، ایڈیشن: بار دوم، ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۱۲۶ اور ۱۲۷ پر فتاویٰ رشیدیہ میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بہ عنوان "فتویٰ مولوی احمد رضا خان صاحب در باب میلاد شریف" نقل کیا ہے۔

تالیفاتِ رشیدیہ، ادارہ اسلامیات لاہور، ایڈیشن: بار دوم، ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۱۵۱ پر فتاویٰ رشیدیہ میں تیجہ کے فاتحہ پر امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ نقل کیا ہے۔

اور ان فتاویٰ جات سے اتفاق کیا ہے اور بطور تائید پیش کئے ہیں۔ اگر امام مجدد اعلیٰ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو رشید احمد گنگوہی صاحب مستند عالم نہ سمجھتے تو کبھی بھی ان کے فتاویٰ جات کو اپنے فتاویٰ میں شامل نہ کرتے۔

دیوبندی مؤرخ شیخ محمد اکرام کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قدیم حنفی تھے

مخالفین کے معروف مؤرخ شیخ محمد اکرام نے موجِ کوثر میں لکھتے ہیں:

''بریلی میں ایک عالم ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے مولوی احمد رضا خان نام۔ اور نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔''

(موجِ کوثر، ص ۷۰، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور، طباعت: جون، ۲۰۰۳ء)

موج کوثر کا یہ حوالہ نثار احمد خان فتحی صاحب نے ''تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند'' ص ۱۴ پر بھی نقل کیا ہے۔

ضیاء الرحمٰن فاروقی دیوبندی صاحب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت مانتے ہوئے دعائیہ کلمات سے یاد کرتے تھے

مشہور دیوبندی خطیب ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب نے تاریخی دستاویز میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ''اعلیٰ حضرت'' اور ''رحمۃ اللہ علیہ'' لکھا ہے۔ اور علمائے بریلوی کو اہل سنت و جماعت بھی لکھا ہے۔ تاریخی دستاویز میں باب بنام ''اہلسنت والجماعت علماء بریلوی کے تاریخ ساز فتاویٰ'' قائم کر کے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ کو علمائے بریلوی میں شامل کر کے انہیں غوثِ وقت لکھا ہے اور امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام جس احترام سے لکھا ہے آیئے ملاحظہ کرتے ہیں:

''اہلسنت والجماعت علماء بریلوی کے تاریخ ساز فتاویٰ۔ جو شخص شیعہ کے کفر میں

شک کرے وہ خود کافر ہے۔ غوثِ وقت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ۔"

(تاریخی دستاویز ص ۱۱۳، ناشر: شعبہ نشر واشاعت سپاہ صحابہ پاکستان، اشاعت دوم، نومبر ۱۹۹۵ء)

"اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اہم فتویٰ"

(تاریخی دستاویز ص ۱۱۴، ناشر: شعبہ نشر واشاعت سپاہ صحابہ پاکستان، اشاعت دوم، نومبر ۱۹۹۵ء)

اسی صفحہ پر امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

"اعلیٰ حضرت کی تصانیف ردشیعیت میں"

"اعلیٰ حضرت نے ردشیعیت میں "ردالرفضہ" کے علاوہ متعدد رسائل لکھے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔"

(تاریخی دستاویز صفحہ ۱۱۴، ناشر: شعبہ نشر واشاعت سپاہ صحابہ پاکستان، اشاعت دوم، نومبر ۱۹۹۵ء)

معلوم ہوا کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ اکابرِ دیوبند کے نزدیک بھی "اعلیٰ حضرت" تھے۔ اور ان کیلئے دعا گو تھے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ "رحمۃ اللہ علیہ" لکھنا اس پر دلیل ہے۔

اشاعت التوحید والسنۃ کے معروف سوانح نگار انجنیئر میاں محمد الیاس صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت فکرِ صوفیاء کے مبلغ تھے

اشاعت التوحید والسنۃ کے معروف سوانح نگار انجنیئر میاں محمد الیاس صاحب صوفیاء کرام کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جیسا کہ معلوم ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی دعوت و اشاعت میں صوفیاء کا کردار بہت زیادہ ہے عرب و ترکستان سے جو صوفیاء ہندوستان آئے اور یہاں آکر دین اسلام کی تبلیغ کی۔''

(مولانا محمد طاہر اور انکی قرآنی تحریک ص ۴۹، اشاعت اکیڈمی پشاور، اشاعت بار اول، جولائی ۲۰۰۹ء)

اعلیٰ حضرت امام مجدد قدس سرہ ان ہی صوفیاء کرام کے مبلغ تھے جیسا کہ انجنیئر میاں محمد الیاس صاحب نے لکھا ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا جس فکر کے محرک ومئوید اور مبلغ تھے۔ وہ صوفیاء کی باطنی تحریک کی صورت میں صدیوں سے مسلم معاشرہ میں موجود تھی۔''

(حیاتِ شیخ القرآن غلام اللہ خان ص ۱۴، مولانا حسین علی اکادمی صادق آباد راولپنڈی، اشاعت اول، اپریل ۲۰۰۶ء)

جناب اشرفعلی صاحب تھانوی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے تیار تھے

مفتی محمد حسن امرتسری خلیفہ مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب اپنے مرشد اشرفعلی تھانوی کا اعترافی بیان نقل کرتے ہیں جسے پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی صاحب یوں بیان کرتے ہیں:

''کہ حضرت تھانوی صاحب نے فرمایا! ''اگر مجھے مولوی احمد رضا خان صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا''۔

(بروایت بہاء الحق قاسمی، حیات امداد صفحہ ۳۸، شعبہ تصنیف تالیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی، طباعت: ۱۹۶۵ء)

رائے ونڈ کی تبلیغی تحریک کا تعارفی مطالعہ لکھتے ہوئے دیوبندی مکتب فکر کے ہاتف سعید صاحب اپنی کتاب ''سیر سعادت'' میں لکھتے ہیں:

''روایت ہے کہ مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی کو مولانا احمد رضا خان بریلوی ؒ کی امامت میں بھی نماز پڑھ لینے میں کوئی عذر نہ تھا۔''

(سیرِ سعادت ص ۱۷۴، دستار پبلیکیشن لانڈھی کراچی، ایڈیشن، ۱۹۹۴ء)

اس حقیقت کا اعتراف اشرفعلی صاحب تھانوی خود اپنے ملفوظات میں بھی کرتے ہیں:

''ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ دیوبند کا بڑا جلسہ ہوا تھا تو اس میں ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے۔ میں نے کہا ہماری طرف سے تو کوئی جنگ نہیں وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے۔''

(ملفوظاتِ حکیم الامت جلد ۷ صفحہ ۶۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: محرم، ۱۴۲۴ھ)

تھانوی صاحب ایک اور تصنیف میں لکھتے ہیں:

''ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ فرمایا ہاں ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔''

(قصص الاکابر لحصص الاصاغر، ص ۲۴۴، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ربیع الثانی، ۱۴۳۲ھ)

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی کے نزدیک بریلویوں کے پیچھے نماز

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی سے سوال ہوا:

''مسئلہ (۲۸۴)...... سفر وغیرہ میں باوجود کوشش کے دیوبندیوں کی مسجد نہیں ملتی، کیا بریلویوں کے پیچھے نماز ادا کی جا سکتی ہے؟''

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی حمید اللہ جان دیوبندی لکھتے ہیں:

"اگر صحیح العقیدہ لوگوں کی مسجد نہ ملتی ہو تو محض جماعت کے اہتمام کی غرض سے بریلویوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔"

(ارشاد المفتیین، جلد سوم، ص ۳۳۵، مکتبۃ الحسن لاہور، اشاعت اول، ۲۰۱۷ء)

یہی نہیں بلکہ یہی دیوبندی مفتی تو ایک بریلوی کی دیوبندی فاسق امام کے پیچھے نماز اور اس کی امامت کو مکروہ جانتا ہے۔

"دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز بلا کراہت درست ہے بشرطیکہ دیوبندی فاسق نہ ہو، اگر دیوبندی فاسق ہو تو اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔"

(ارشاد المفتیین، جلد سوم، ص، ۴۴۶، مکتبۃ الحسن لاہور، اشاعت اول، ۲۰۱۷ء)

دیکھئے دیوبندی مفتی کو بریلوی صاحبان کی نماز کی کتنی فکر ہے کہ فاسق دیوبندی کے پیچھے ان کی نماز پڑھنے کو مکروہ لکھ رہا ہے۔

دیوبندی اکابر اہل سنت بریلوی مکتبہ فکر کیلئے دعا گو تھے

اشرف السوانح جلد اول میں تھانوی صاحب کا قول نقل کیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے مخالفین جو انہیں کافر کہتے تھے ان کی بقا کیلئے دعائیں مانگتے اور کہتے تھے کہ وہ قرآن وحدیث کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کی وجہ سے دین تو قائم ہے۔

"حضرت والا ماشاء اللہ تعالیٰ اس قدر اختلاف سے متنفر اور اس درجہ وسیع الخیال ہیں کہ جہاں تک ہو سکتا ہے اپنے مخالفین کے اقوال و افعال کی بھی تاویل ہی فرماتے ہیں اور حسن ظن ہی سے کام لیتے ہیں گو عملاً موافقت نہ فرمائیں۔ چنانچہ ابھی ایک سلسلہ گفتگو میں نہایت شد و مد کے ساتھ فرما رہے تھے کہ جیسے بھی ہیں علماء

کے وجود کو دین کی بقا کیلئے اس درجہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سارے علماء ایسے مسلک کے بھی ہوجائیں جو مجھ کو کافر کہتے ہیں تو میں پھر بھی ان کی بقا کیلئے دعائیں مانگتا رہوں کیونکہ گو وہ بعض مسائل میں غلو کریں اور مجھ کو برا کہیں لیکن وہ تعلیم تو قرآن و حدیث ہی کی کرتے ہیں ان کی وجہ سے دین تو قائم ہے۔"

(اشرف السوانح، ج ا ص، ۱۹۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

اشرف السوانح کی اس پہلی جلد پر تھانوی صاحب کی تصدیق بنام "کشف حقیقت اشرف السوانح" بھی موجود ہے۔

بعض دیوبندی اصاغر کو شاید یہاں اشکال ہو کہ ان مخالفین سے بریلوی مکتبہ فکر کے علماء مراد نہیں تو ان کی خدمت میں مضمون حیات امداد کتاب سے پیش کیا جاتا ہے جہاں باقاعدہ بریکٹ میں انوار الحسن شیر کوٹی صاحب نے بریلوی صاحبان لکھا ہے:

"میں علماء کے وجود کو دین کی بقا کیلئے اس درجہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سارے علماء ایسے مسلک کے بھی ہوجائیں جو مجھ کو کافر کہتے ہیں (یعنی بریلوی صاحبان) تو میں پھر بھی ان کی بقا کیلئے دعائیں مانگتا رہوں کیونکہ وہ بعض مسائل میں غلو کریں اور مجھ کو برا کہیں لیکن وہ تعلیم تو قرآن و حدیث کی کرتے ہیں۔"

(حیات امداد، ص ۳۸، شعبہ تصنیف تالیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاون کراچی، طباعت: ۱۹۶۵ء)

"اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان غلط عقائد و نظریات سے بچائے۔ اور اکابر رحمہم اللہ کے مسلک و مشرب پر قائم فرمائے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے دونوں عظیم فریق دیوبندی، بریلوی میں اتحاد و یگانت پیدا کر کے آپس میں اپنی اور اپنے رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے مبارک دین کی نسبت سے الفتیں اور محبتیں پیدا کر کے دینِ حنیف کی سر بلندی اور اسلام اور مسلمانوں کی عزت و رفعت و عظمتِ رفتہ کو لوٹانے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(اکابر کا مسلک و مشرب صفحہ ۳۷، خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

ان حوالوں سے واضح ہوا کہ اکابر دیوبند اور خصوصاً تھانوی صاحب بریلوی مکتبہ فکر کی بقا کے لئے فکر مند اور دعا گو تھے کیونکہ ان کے نزدیک یہی مکتبہ فکر قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے ہیں اور تسلیم کیا کہ ان ہی کی وجہ سے دین قائم ہے۔

دیوبندی مؤرخ مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کے خلیفہ معروف دیوبندی مفتی محمد سعید خان صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا علمی مقام

امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی علمی تحقیقات کو وہی بیان کر سکتا ہے جس نے آپ کی علمی تصانیف اور فتاویٰ کو باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔ اسی حقیقت کا اظہار معروف دیوبندی عالم مفتی محمد سعید خان صاحب (جو دیوبندی مؤرخ مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کے مجاز خلیفہ ہیں) ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"فتاویٰ رضویہ میں جناب احمد رضا خان صاحب جو ہمیں فزکس، کیمسٹری، جیالوجی، اور متعدد موجودہ دنیوی علوم پر بحث کرتے ہوئے ملتے ہیں تو ان کی معلومات کا اصل منبع یہی نصاب اور اس سے متعلقہ کتابیں ہی تو ہیں، جو انہوں نے نہایت عرق ریزی سے پڑھی تھیں۔ ان کا اور ہمارا مسلکی اختلاف اپنے مقام پر لیکن کیا قرآن ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتا کہ اگر کوئی خوبی دشمن میں بھی ہو تو اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔

ولا یجرمنکم شنأن قوم علیٰ الّا تعدلوا اعدلو ھو اقرب للتقویٰ (پ ٦ سورہ المائدہ آیت ٨) اور کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو تم سب انصاف سے کام لو، اور یہی طرز عمل تقویٰ سے قریب تر ہے۔ جناب احمد رضا خان صاحب کی اس خوبی کا اعتراف یا انکار کرنے کا حق صرف اسی شخص کو پہنچتا ہے، جس نے ان کے فتاویٰ رضویہ کی تیس (۳۰) جلدوں کا نہایت باریک بینی سے مطالعہ کیا ہو۔"

(قیام دارالعلوم دیوبند ایک غلط فہمی کا ازالہ ص ۲۹، ۳۰، ندوۃ المصنفین الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ اسلام آباد، اشاعت، اپریل ۲۰۱۲ء)

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وسعت دیکھ کر علماء دیوبند بھی انگشت بہ دنداں ہیں اس حیرت کا اظہار مشہور دیوبندی مؤرخ ابوالحسن علی ندوی صاحب کے خلیفہ مفتی سعید خان دیوبندی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"لیکن جناب احمد رضا خان صاحب کی کتابوں اور خاص طور پر ان کے فتاویٰ کو پڑھ کر دماغ میں ہمیشہ یہ سوال اٹھا کیا کہ جس کثرت سے جناب احمد رضا خان صاحب کتابوں پر کتابوں کے حوالے دیئے چلے جاتے ہیں آخر ان کے پاس یہ کتابیں تھیں کہاں؟ اگر ان کا ذاتی کتب خانہ واقعی اتنی کتابوں اور مخطوطات سے بھرپور ہوتا تو جگ میں دھوم مچ جاتی۔ یا پھر ان کے آبائی شہر بریلی میں اتنا بڑا کتب خانہ تھا؟ یا بریلی کے محلے کتب خانے میں اتنی کتابیں تھیں کہ ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں؟ ان کا انتقال صرف ۹۰ برس پہلے ۱۹۲۱ء ہی میں تو ہوا۔ وہ کوئی

زیادہ قدیم دور کی گزری ہوئی شخصیت بھی نہیں ہیں کہ تحقیق مشکل سے ہو سکے پھر ان کے کتب خانے کا کوئی سراغ کیوں نہیں ملتا؟ ممکن ہے کہ اس سوال کا کوئی جواب ہو اور ہمارے مطالعے میں نہ آیا ہو۔ امید ہے کہ بریلوی مکتبہ فکر کے علماء کرام اس سوال کا کوئی تسلی بخش اور مستند جواب تحریر فرما سکیں گے۔''

(قیام دار العلوم دیوبند ایک غلط فہمی کا ازالہ، ص، ۳۰، ندوۃ المصنفین الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ اسلام آباد، اشاعت، اپریل ۲۰۱۲ء)

قاضی زاہد الحسینی دیوبندی کے والد کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

قاضی زاہد الحسینی دیوبندی کسی تعارف کے محتاج نہیں اور نہ ان کی دیوبندیت میں کسی دیوبندی کو شک ہوگا۔ قاضی صاحب کی کتاب ''رحمت کائنات'' سے کون دیوبندی ناواقف ہوگا اور کون سا حیاتی دیوبندی ہوگا جو ''رحمت کائنات'' پر ناز نہ کرتا ہوگا۔ قاضی صاحب نے حسین احمد ٹانڈوی صاحب کی سوانح بنام ''چراغ محمد'' لکھی ہے اور اس پر دیوبندی اکابرین کی تصدیقات موجود ہیں۔ قاضی صاحب پتہ نہیں کیسے اپنے آباؤ اجداد کے عقائد و نظریات چھوڑ بیٹھے حالانکہ آپ کے والد صاحب حضرت غلام گیلانی (جیلانی) قدس سرہ صحیح العقیدہ سنی تھے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم فرماتے تھے اور نہایت ادب و احترام سے آپ کا نام لیتے تھے جب کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رجوع فرماتے اور رہنمائی حاصل فرماتے۔ فتاویٰ رضویہ میں آپ کے استفسارات موجود ہیں مگر شاید فتاویٰ رضویہ کے حوالے بعض دیوبندیوں کو ہضم نہ ہوں اسی لئے دیوبندیوں کی مرتب کردہ کتاب ملاحظہ ہو جس میں لکھا ہے کہ آپ حسام الحرمین کو پاکیزہ اور عمدہ کتاب فرماتے تھے۔

"اقول، اس بیت حیث خبیث کے سبب فاضل بریلوی مجدد مأتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے مرزا پر اپنی کتاب مستطاب حسام الحرمین میں حکم کفر و ارتداد فرمایا۔ جس کی حقیقت کی وجہ سے علمائے مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفاً وکرامۃً وغیرہ نامی نامی بزرگان دین نے اس مرزا کی کفر پر مہریں کر دیں۔ جن حضرات کی تعداد چالیس تک ہے۔"

(احتساب قادیانیت، ج ۲۸، ص ۲۷۔ طبع، ۲۰۰۹ ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔ تصنیف: تیغ غلام گیلانی برگردن قادیانی مصنف: غلام جیلانی)

ملاحظہ فرمائیں کس تعظیم کے ساتھ آپ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے لکھتے ہیں۔ اور حسام الحرمین کتاب کو "مستطاب" لکھتے ہیں۔ یعنی حسام الحرمین کو پاک، سعید، عمدہ، افضل، جمیل، نیک اور مبارک کتاب سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ یہ سب معنی مستطاب کے ہیں۔ اور قادیانیوں کے کفر پر حسام الحرمین پیش کر کے اکابر دیوبند کی وجہ سے کوئی نقد بھی نہیں فرماتے۔ اگر آپ کو حسام الحرمین سے مکمل اتفاق نہ ہوتا تو ضرور حسام الحرمین کے ذکر کے ضمن میں اکابر دیوبند کا دفاع فرماتے۔ مگر حضرت غلام جیلانی صاحب تو اعلیٰ حضرت کو عالم اہل سنت و جماعت اور مجدد مائۃ حاضرہ تسلیم کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے اور لکھتے وقت کن القابات اور دعاؤں سے یاد فرماتے ملاحظہ فرمائیں۔

"عن بعض تصنیفات عالم اهل السنت و الجماعة مجدد المائة الحاضرة مولانا البریلوی الشیخ احمد رضا خان رضی عنه الرب السبحان۔"

(احتساب قادیانیت ج ۲۸، حاشیہ، ص ۱۱۔ طبع، ۲۰۰۹۔ ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ

ملتان۔تصنیف: تیغ غلام گیلانی برگردن قادیانی۔مصنف: غلام جیلانی)

اکابر دیوبند کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دیوبندی مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندی کراچوی صاحب نے بھی تعصب بھرے انداز میں لکھا ہے کہ:

''ایک معروف و مشہور اہل بدعت عالم جو اکابر دیوبند کی تکفیر کرتے تھے اور ان کے خلاف بہت سے رسائل میں نہایت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے ان کا ذکر آ گیا تو فرمایا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ان کے متعلق معذب ہونے کا گمان نہیں کیونکہ ان کی نیت سب چیزوں سے ممکن ہے کہ تعظیم رسول ہی کی ہو۔''

(مجالس حکیم الامت صفحہ ۱۲۵، دارالاشاعت)

عبدالحفیظ مکی صاحب خلیفہ مولوی زکریا کاندھلوی ''اکابر کا مسلک و مشرب'' کے مقدمے میں یہی حوالہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ایک معروف و مشہور اہل بدعت عالم جو اکابر دیوبند کی تکفیر کرتے تھے اور ان کے خلاف بہت سے رسائل میں نہایت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے ان کا ذکر آ گیا تو فرمایا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ان کے متعلق معذب ہونے کا گمان نہیں کیونکہ ان کی نیت سب چیزوں سے ممکن ہے کہ تعظیم رسول ہی کی ہو۔''

(اکابر کا مسلک و مشرب صفحہ ۱۳۱، خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

عبدالحفیظ مکی صاحب نے بھی مفتی شفیع کے تعصب بھرے انداز کو اپنا کر نام تو نہیں لکھا مگر یہ بتایا ہے کہ:

''ایک مشہور و معروف اہل بدعت عالم''، مگر صاحبِ ''سیرت اشرف'' نے بھی اس مضمون کو بیان کیا ہے جس میں باقاعدہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھا گیا ہے اور اہل بدعت کے تعصب سے نکل کر بریلویوں کا بڑا امام لکھا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''مولانا احمد رضا خان بریلویوں کے سب سے بڑے امام گزرے ہیں۔ جو اہل حق سے بے حد دشمنی رکھتے تھے اور حضرت تھانوی کے سخت ترین مخالف تھے۔ یہاں تک کہ حدود تہذیب سے بھی تجاوز کر جاتے تھے۔ مگر تھانوی صاحب کی ان کی ذات اور ان کی جماعت کے متعلق یہ رائے تھی۔ ''ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو۔'' یہ فرما کر اپنے مخلصین کو اپنے مخالفین کی مخالفت سے باز رکھتے تھے۔'' (سیرت اشرف، ج ۲ ص ۱۶۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

اسی مضمون کو صاحبِ ''اشرف السوانح'' یوں نقل کرتے ہیں کہ تھانوی صاحب کا معمول تھا کہ کوئی امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف برا بھلا کہتا تو بڑے شد و مد کے ساتھ رد کرتے اور امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کرتے اس کا اعتراف صاحبِ اشرف السوانح یوں کرتے ہیں:

''مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی بھی جن کی سخت ترین مخالفت اہل حق سے عموماً اور حضرت والا سے خصوصاً شہرہ آفاق ہے ان کے برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر تک حمایت فرمایا کرتے ہیں اور شد و مد کے ساتھ رد فرمایا کرتے ہیں کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو۔''

(اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۳۲، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

''تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند'' میں لکھا ہے:

''(۱۰) مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو جب مولانا احمد رضا خان کے انتقال کی خبر ملی تو آپ نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا: فاضل بریلوی نے ہمارے بعض بزرگوں اور اس ناچیز کے بارے میں جو فتوے دیئے ہیں وہ سب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے جذبے سے مغلوب ہو کر دیئے ہیں۔ اس لئے عنداللہ معذور و مرحوم و مغفور ہوں گے۔ میں اختلاف کی وجہ سے بدگمانی نہیں کرتا۔''

(تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند، ص، ۱۸۔ مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی)

کفایت اللہ دہلوی، انور شاہ کشمیری، محمد اصغر حسین دیوبندی، شبیر احمد عثمانی، محمد حبیب الرحمٰن دیوبندی، مولوی احمد سعید دہلوی، اعزاز علی دیوبندی، سید محمد عابد دیوبندی صاحبان کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کتاب رحمۃ للعالمین کے مصنف سید محمد عابد صاحب نے امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام حدائق بخشش سے بھی استفادہ کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

''اور جس گلی کوچہ سے سے آپ گزر فرماتے وہاں خوشبو بس جاتی

جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں   ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں''

(رحمۃ للعالمین، ص ۸۸، محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل کراچی)

اسی کتاب ''رحمۃ للعالمین'' کے ۷۹ اور ۸۰ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پوری نعت شریف ''سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی'' لکھی گئی ہے۔ مگر نعت شریف کے آخری شعر میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام کو اس طرح حذف کیا ہے:

''غمزدوں کو مژدہ دیجئے کہ ہے بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی''

(رحمۃ للعالمین، ص، ۸۰، محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل کراچی)

حالانکہ امام مجدد اعلیٰ حضرت کا یہ شعر کچھ یوں ہے

''غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی''

(حدائق بخشش، صفحہ، ۷۰)

یہ کتاب محمد سعید اینڈ سنز ناشران وتاجران کتب قران محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی سے شائع کی گئی ہے۔اس کتاب پر اکابر دیوبند کی تقاریظ وتصدیقات موجود ہیں جن میں یہ اکابر سرفہرست ہیں مفتی کفایت اللہ دہلوی، انور شاہ صاحب کشمیری صاحب، محمد اصغر حسین دیوبندی صاحب، مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب، محمد حبیب الرحمٰن دیوبندی صاحب، مولوی احمد سعید دہلوی صاحب، مولوی اعزاز علی دیوبندی صاحب۔ یہ سب دیوبندی حضرات امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شاعری سے متاثر تھے جو عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی تھی۔ کیونکہ کسی کتاب پر تقریظ اس کتاب کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ دیوبندی حکیم الامت بیان کرتے ہیں:

''مجمل مطالعہ تقریظ کے لئے کافی نہیں کیونکہ تقریظ شہادت ہے اس لئے اس میں واقعہ کی پوری کیفیت معلوم ہونا شرط ہے''

(ملفوظات حکیم الامت، ج ۶ ص ۷۰، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: محرم ۱۴۲۴ھ)

شعر میں تحریف کے ذمہ دار کون ہیں کاتب یا مصنف؟ یا یہ دیوبندی اکابر؟ مگر یہ بات تو طے ہوگئی کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری ان سب کے ہاں مقبول اور قابل مطالعہ

ہے۔

عظیم صوفیا عاشقانِ رسول شعراء میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام

محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے صاحبزادے اعلیٰ حضرت امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا شمار کس انداز میں عشاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کرتے ہیں۔ میاں محمد صدیقی صاحب فرزند محمد ادریس کاندھلوی صاحب اپنی اس تصنیف میں "عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کا باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عشق رسول کا سب بڑا مظہر نعت گوئی کو سمجھا گیا ہے، اس کا آغاز خود حضور اقدس کے دور ہی سے ہوتا ہے۔ مشہور صحابی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس کی خدمت میں اپنا منظوم نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کیا۔ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ جیسے جلیل القدر ائمہ اور علماء نے منظوم نذرانۂ محبت وعقیدت پیش کیا۔ عربی، اردو، اور فارسی میں مسلم شعراء نے حضور کے عشق کے لازوال نغمے تخلیق کئے اور نعت کے ایسے ایسے لعل و گُہر پیش کئے جن کی مثال دنیا کا ذخیرہ شعر وادب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مولانا روم، مولانا جامی، شیخ فریدالدین عطار، امیر خسرو، امیر مینائی، حاجی امداد اللہ، مولانا احمد رضا خان، اور علامہ اقبال ایسی بلند پایہ ہستیوں نے بارگاہِ رسالت میں محبت اور عقیدت کے ایسے نذرانے، اور نعت کے ایسے سدابہار پھول پیش کئے جن کے امامِ جاں فزا سے عاشقانِ رسول قیامت تک سرور وکیف میں ڈوبے رہیں گے۔"

(تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، ص ۱۶۶۔ مصنف: میاں محمد صدیقی، ناشر: مکتبہ عثمانیہ جامعہ

اشرفیہ لاہور۔طبع اول۔جولائی ۱۹۷۷ء)

آپ اندازہ لگائیں کہ محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے صاحبزادے کن کن عظیم شخصیات واولیاء عظام،امام اعظم،امام شافعی،مولانا روم،مولانا جامی،شیخ فریدالدین عطار اور امیر خسرو جیسے عاشقان میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کر رہے ہیں۔اور کمال کی بات تو یہ ہے کہ ان عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صوفیہ کرام میں کسی بھی دیوبندی عالم کا ذکر نہیں۔

اصاغرِ دیوبند اپنے اکابر کے ان اقوال پر غور کریں۔کیونکہ یہ اکابرِ نہ تو امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کافر،مشرک سمجھتے تھے اور نہ کسی نئے فرقے کا بانی اور نہ بریلوی مکتبہ فکر کو نیا فرقہ سمجھتے تھے۔بلکہ امام مجدد اعلیٰ حضرت کو امام اہلسنت،اعلیٰ حضرت،عالم دین،بزرگ، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،فقیہ اور اسلام کا عظیم اسکالر مانتے تھے۔اور آپ کو دعائیہ کلمات سے یاد کرتے تھے۔

اکابر یوبند کے کفریہ عبارات پر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دیا بعض دیوبندی ان عبارات میں تاویل کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو موردالزام ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ عبارات ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔مگر دیوبندی اصاغر کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اکابر دیوبند پر کفر کا فتویٰ دے کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔اسی وجہ سے معاذ اللہ اعلیٰ حضرت کافر ہوئے۔مگر اکابر دیوبند کا نظریہ ان اصاغر سے بالکل مختلف ہے وہ اکابر دیوبند پر کفر کے فتوے سے وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہیں سمجھتے۔

انور شاہ صاحب کشمیری کا اعتراف کہ اکابرِ دیوبند کی تکفیر کی وجہ سے دیوبندی اکابر، علماء بریلوی کی تکفیر نہیں کرتے

انور شاہ صاحب کشمیری کا فرمان ان کے داماد احمد رضا بجنوری صاحب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مختار قادیانی نے اعتراض کیا کہ علماء بریلوی، علمائے دیوبند پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور علمائے دیوبند بریلوی پر۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا: میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند ان کی تکفیر نہیں کرتے۔'' (ملفوظاتِ کشمیری ص ۶۱، ادارہ تالیفات اشرفیہ،)

یہی اعتراف انوار الحسن شیر کوٹی دیوبندی ان الفاظ میں رقم کرتا ہے:

''جس زمانے میں بہاولپور میں ایک قادیانی مرد اور مسلمان عورت سے نکاح کے سلسلے میں طلاق کا معاملہ عدالت میں پیش تھا اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ دیوبندی مسلمانوں کی طرف سے وکالت فرما رہے تھے تو قادیانی وکیل نے کہا کہ دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کا کافر کہتے ہیں لہٰذا قادیانیوں کے خلاف کفر کا فتویٰ بھی قابل رد ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: ''میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی طرف سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔ اہلسنت و جماعت مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے اور علمائے دیوبند اور بریلوی میں واقعات کا اختلاف ہے قانون کا نہیں چنانچہ فقہا نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلمۂ کفر کسی شبہ کی بنا پر کہتا

ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ (حیات امداد، ص ۳۹، شعبہ تصنیف تالیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاون کراچی، طباعت: ۱۹۶۵ء)

ایسا ہی ایک حوالہ نثار احمد خان فتحی اپنی کتاب تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند میں بھی نقل کرتے ہیں:

''بہاولپور میں ایک عورت کا شوہر قادیانی ہوگیا تھا عورت نے شوہر کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے فسخ نکاح کا دعویٰ کر دیا۔ مقدمے کے دوران مرزائی وکیل نے کہا بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں اور دیوبندی بریلوی حضرات کو کافر کہتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت علامہ سید انور شاہ کاشمیری نے جواب دیا'' میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔ مسلمانوں اور مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے جبکہ علمائے دیوبند اور علمائے بریلوی میں واقعات کا اختلاف ہے۔ قانون کا نہیں۔ چنانچہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلمہ کفر کسی شبہ کی بنا پر کہتا ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔''

(تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند ص ۹۴، مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی)

مفتی حمید اللہ جان دیوبندی کا اپنے اکابر کی تکفیر کے باوجود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر سے کف لسان

''مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جس نے اکابر دیوبند کی تکفیر کی ہے، اکابر نے اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا ہے، اس لئے ہم بھی ان مولوی صاحب

موصوف کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ان کے کلام کو صحیح محمل پر محمول کرتے ہوئے ان کو مسلمان ہی کہیں گے۔"

(ارشاد المفتیین ج ۲ ص ۱۶۷، مکتبۃ الحسن لاہور، اشاعت: ستمبر، ۲۰۱۶ء)

مولانا غریب اللہ صاحب دیوبندی کے نزدیک علمائے بریلوی کو دیوبندی تکفیر سے ثواب

اس کے بعد مولانا غریب اللہ صاحب نے ایک سوال و جواب قائم کر کے نقل کیا ہے سوال و جواب ملاحظہ ہو:

"سوال: اگر علماء بریلی نے نیک نیتی سے ٹھیک سمجھ کر علماء دیوبند پر یہ الزامات لگائے ہوں تو ان کا کیا حکم ہے؟ جواب: ایسی صورت میں علمائے بریلی کو ثواب حاصل ہوگا" (ضربِ شمشیر صفحہ ۶۲، مکتبہ مجددیہ مانکی)

"مولانا محمد صاحب نے مزید فرمایا کہ: مقدمہ بہاولپور میں شمس مرزائی نے علماء پر یہ اعتراض کیا تھا کہ دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں۔ حضرت مولانا انور شاہ نے جواب دیا کہ جج صاحب! لکھو میں تمام علمائے دیوبند کی طرف سے اور جو حضرات یہاں موجود ہیں ان سب کی طرف سے وکیل ہو کر کہتا ہوں کہ ہم بریلویوں کی تکفیر نہیں کرتے۔ اور فرمایا کہ بریلوی حضرات جو علم غیب کے بارے میں تاویلات کرتے ہیں، کچھ نصوص ایسی ہیں جو ان معانی کی موہم ہیں۔ نیز ان معانی کی طرف سلف صالحین میں سے بھی بعض حضرات گئے ہیں، لیکن مرزائی جو تاویل کرتے ہیں، اس معنی کی مؤید کوئی نص نہیں ملتی اور نہ سلف میں سے اس معنی کی طرف کوئی گیا ہے۔

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت اور قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات، ص ۳۵،۳۶، مکتبہ رحمۃ للعالمین ٹوپی صوابی پشاور)

اسی مضمون کا ایک واقعہ مولوی غریب اللہ صاحب بانی دارالعلوم مجددیہ مانکئ صوابی اپنی کتاب ''ضربِ شمشیر'' میں اس انداز سے نقل کررہے ہیں:

''بہاولپور میں کافی عرصہ قبل مسلمانوں اور مرزائیوں کا ایک مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ مرزائیوں کی طرف قادیان کی پوری طاقت اس مقدمہ کی پشت پناہ بن گئی ۔ اور مسلمانوں کی طرف سے حضرت سیّد محمد انور شاہ کاشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بمعہ علماء کرام کی جماعت کے مقدمہ کی پیروی کررہے تھے۔ بحث تھی ۔ مرزائیوں کے کفر کی ۔ تو اثنائے بحث میں خلط مبحث کرنے کیلئے مرزائیوں کے وکیل جلال الدین شمس نے ایک اشتہار علمائے بریلی کا شائع کردہ عدالت میں پیش کردیا۔ اس اشتہار کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا کہ ''چونکہ علمائے دیوبند نے حضور علیہ السلام کی توہین کی ہے اس لئے یہ کافر ہیں'' ۔ اس اشتہار کے جواب میں حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہوکر کہا کہ یہ اشتہار ہمارے مخالف نہیں۔ بلکہ ہم بھی اس کی تائید کرتے ہیں کیونکہ اشتہار میں ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ جو شخص انبیاء یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرے وہ کافر ہے تو ہمارا بھی بالکل یہی عقیدہ ہے اور ایمان ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کی توہین کرے وہ کافر ہے تو مسئلہ کے اس حصے میں ہم دیوبندی علمائے بریلی کے ساتھ بالکل متفق ہیں ہمارا اور حضرات علمائے بریلی کا اختلاف ارتکاب جرم میں ہے ۔ یعنی علمائے بریلی کا خیال یہ ہے کہ ہم نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے اور ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم نے اس جرم قبیح کا ہرگز ارتکاب نہیں کیا ۔ مگر مرزائیوں کے بارے میں تو ہم مسلمانوں کے

دونوں فریق دیوبندی، بریلوی اس بات پر بالکل متفق ہیں کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی ہے لہٰذا وہ قطعی کافر ہیں۔ (ضربِ شمشیر، صفحہ ۶۱، ۶۲، مکتبہ مجددیہ مانکی)

نوٹ: غریب اللہ صاحب مانکی، مظاہر العلوم اور دیوبند سے پڑھے ہوئے ہیں تفصیل کیلئے تذکرہ علماء صوابی ملاحظہ ہو۔

مفتی شفیع صاحب کا بیان کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فرض تھا کہ وہ اکابر دیوبند کی تکفیر کرے پر ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے

''احمد رضا خان بریلوی نے دیوبندیوں پر فتویٰ کفر کا دیا ہے۔ اس پر بعض علماء دین کی مہریں بھی ثبت ہیں۔ ہم احمد رضا خان بریلوی کے فرقہ کو کافر نہیں کہتے۔ احمد رضا خان کو بھی کافر نہیں کہتے۔ اس کے اقوال کی تاویل کرتے۔ ممکن ہے کہ احمد رضا خان نے دیوبندیوں کو کافر کہتے وقت تحقیقات کی ہو۔ ان کا فتویٰ اس خبر کی بنا پر یا اس تحقیق کی بناء پر واقع ہوا کہ دیوبندیوں نے کسی ضرورت دین کا انکار کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان کا فرض تھا بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے شخص کو کافر کہے جو کسی ضرورت دین کا منکر ہو۔ اس لئے ان کا فتویٰ اپنی تحقیق کی بناء پر تھا۔''

(مقدمہ بہاولپور، ج ۱ ص ۱۲۸، ۱۲۹، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اشاعت سوم، نومبر ۲۰۲۰ء)

ابوالوفا شاہجہانپوری کا اقرار کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فرض تھا کہ وہ اکابر دیوبند کی تکفیر کرے پر ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے

''احمد رضا خان صاحب کے اقوال کو کفر نہیں کہتے۔ ممکن ہے ان کا فتویٰ اس بناء پر

ہو کہ دیوبند والوں نے کسی ضروریات دین کا انکار کیا ہو ہمارے نزدیک ان کا فرض تھا بلکہ ہر ایک کا فرض ہے کہ ضروریات دین کے منکر کو کافر کہے۔"

(مقدمہ بہاولپور ج ۳ ص ۳۹۲، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اشاعت سوم، نومبر ۲۰۲۰ء)

شبیر عثمانی صاحب علمائے اہلسنت بریلوی کی تکفیر نہ کرتے تھے بلکہ ان کی وکالت کرتے

دیوبندی قاسم ثانی اپنی کتاب "الشہاب لرجم الخاطف المرتاب" میں محمد علی مرزائی کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

"آپ یقین کیجئے کہ ہم کو مرزا صاحب یا کسی ایک کلمہ گو کے کافر اور مرتد ثابت کرنے میں کوئی خوشی نہیں ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ نہ ہم غیر مقلدین کو کافر کہتے ہیں نہ تمام شیعوں کو نہ سارے نیچریوں کو حتیٰ کہ ان بریلویوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں۔ اور ہماری تمنا تھی کہ کوئی صورت ایسی نکل آتی کہ مرزائیوں کی تکفیر سے بھی ہم کو زبان آلودہ نہ کرنی پڑتی۔"

(تالیفات عثمانی، ص ۵۲۲، الشہاب لرجم الخاطف المرتاب، ص ۱۶، ادارہ اسلامیات لاہور، طباعت اول ستمبر ۱۹۹۰ء)

اسی حوالے کو انوار الحسن شیر کوٹی دیوبندی اپنی کتاب "حیات امداد" میں شبیر احمد عثمانی کے اس اعتراف کو ان الفاظ میں زیر قلم لاتا ہے۔

"حتیٰ کہ ان بریلویوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں۔"

(حیات امداد، ص ۳۹، شعبہ تصنیف تالیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاون کراچی، طباعت: ۱۹۶۵ء)

دیوبندی مناظر مرتضیٰ حسن در بھنگی کہتے ہیں کہ اگر اعلیٰ حضرت عبارات کو گستاخی سمجھ کر کفر کا فتویٰ نہ دیتے تو خود کافر ہو جاتے

اکابر دیوبند کے مناظر مرتضیٰ حسن چاند پوری لکھتے ہیں:

"اصل میں یہ عرض کرنی تھی کہ بریلوی تکفیر اور علماء اسلام کا مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو کافر کہنا اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے اب اس کو کبھی منہ پر نہ لانا اگر (امام احمد رضا) خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"

(اشد العذاب ص ۱۳، احتساب قادیانیت، ج ۱۰، ص ۲۵۹، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

واضح ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ عین شریعت کے مطابق تھا۔ اور کفر کا فتویٰ نہ دیتے تو خود کافر ہو جاتے۔

تھانوی صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا جذبہ قابل قدر اور اسی جذبہ کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی نجات

"مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ بھئی! مولانا احمد رضا خاں صاحب ہم لوگوں کو برا کہتے ہیں غصہ ہے ان کو۔ شائد وہ یہی سمجھتے ہوں کہ ہم گستاخی کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اس وجہ سے وہ غصہ کرتے ہیں یہ جذبہ اللہ کے یہاں بڑا قابل قدر ہے۔ کیا بعید ہے کہ یہی جذبہ ان کیلئے ذریعہ نجات بن جائے۔"

(مسلک علماء دیوبند اور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۵۴، ۵۵، رحمت اللہ کشمیری، مکتبہ دار العلوم رحیمیہ

بانڈی پورہ کشمیر، رمضان، ۱۴۱۱ھ)

تھانوی کا بیان میری تکفیر پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ثواب ملے گا

محمد علی جالندھری گواہی دیتے ہوئے کہتے ہیں:

''حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے مولانا احمد رضا خان کی نسبت فرمایا کہ میری تکفیر پر مولانا احمد رضا کو ثواب ملے گا۔ انہوں نے اپنے خیال میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مجھے کافر کہا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مجھے مواخذہ نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے جس وجہ سے مجھے کافر کہا وہ مجھ میں نہیں پائی جاتی۔ مولانا کے اس ارشاد کا میں خود گواہ ہوں۔''

(تحریک ختم نبوت، ۱۹۳۴ء تا ۱۹۵۳ء، ج ۱، ص ۶۱۲، مرتب، اللہ وسایا، عالمی مجلس تحفظ نبوت)

تھانوی صاحب کا اعتراف کہ میں نے اعلیٰ حضرت کے جواب میں ایک سطر بھی نہیں لکھی

''خان صاحب نے ساری عمر اسی میں صرف کی کہ مجھ کو برا بھلا کہا مگر الحمد للہ میں نے ایک سطر بھی جواب میں نہیں لکھی۔''

(ملفوظاتِ حکیم الامت ج ۸ ص ۷۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت، صفر المظفر ، ۱۴۲۵ھ)

اس حقیقت کا اظہار صاحب ''سیرت اشرف'' نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

''احمد رضا خان بریلوی کے جواب میں کبھی ایک سطر بھی نہیں لکھی۔''

(سیرت اشرف ج ۱ ص ۳۴۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

پھر آگے منشی صاحب ''سیرت اشرف'' میں لکھتے ہیں:

"ممکن ہے اس شخص (اعلیٰ حضرت) کی نیت اچھی ہو۔ مثلاً امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ اس لئے معذور ہو گو ہم بھی اس لئے معذور ہوں کہ اپنے کو حق پر سمجھتے ہوں یا اپنی غلطی بھی نظر میں ہو۔" (سیرت اشرف ج ۱ ص ۳۴۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

معروف دیوبندی عالم محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فتویٰ تکفیرِ دیوبند پر اعلیٰ حضرت کی بخشش کا بیان

مشہور دیوبندی مصنف محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے اعتراف کو مولانا کوثر نیازی صاحب نے یوں نقل کیا ہے:

"میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم و مغفور سے لیا ہے۔ کبھی کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آجاتا تو مولانا کاندھلوی فرمایا کرتے "مولوی صاحب (یہ مولوی صاحب ان کا تکیہ کلام تھا) مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو ان فتوؤں کے سبب ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "احمد رضا! تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین کی تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔""

(امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۴، ۵، مشاہدات و تاثرات: روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۰ نومبر ۱۹۸۱ء)

کوثر نیازی صاحب کے آڈیو بیانات بھی موجود ہیں۔ بعض اصاغر دیوبند کوثر نیازی صاحب سے اس بیان پر برات کا اظہار کرتے ہیں آیئے دیوبندی سوانح نگار کوثر نیازی صاحب کے بارے میں کیا لکھتے ہیں ملاحظہ کرتے ہیں:

"دارالعلوم تعلیم القرآن میں ایک قرآن کانفرس منعقد ہوئی سعودی عرب کے سفیر الشیخ ریاض الخطیب جو قرآنی علوم کے بہت بڑے ماہر تھے مہمان خصوصی تھے۔ اس عہد کے جید علماء نے کانفرس میں شرکت کی مذہبی امور کے وزیر کوثر نیازی نے بھی تفسیر کے اسلوب پر ایک عالمانہ مقالہ پیش کیا۔ (حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، ص ۵۸، مولانا حسین علی اکادمی صادق آباد راولپنڈی، اپریل ۲۰۰۶ء)

"حکومت نے اپنی جماعت اور اپوزیشن جماعت کے سرکردہ رہنماؤں کو قتل کرنے کا منصوبہ بھی تیار کیا اس کا پہلا ہدف شیخ القرآن (غلام خان) کو بننا تھا۔ مولانا کوثر نیازی کی بروقت اطلاع پر انہوں نے گھر چھوڑ دیا اور دوسری جگہ منتقل ہو گئے یوں جان بچ گئی۔

(حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، ص، ۵۹، مولانا حسین علی اکادمی صادق آباد راولپنڈی، اپریل ۲۰۰۶ء)

"مولانا کوثر نیازی جو وفاقی وزیر اور مولانا (غلام خان) کے ذاتی دوست تھے نے وزیر اعظم سے ملاقات کا انتظام کیا۔"

(حیات شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، ص ۵۸، مولانا حسین علی اکادمی صادق آباد راولپنڈی، اپریل ۲۰۰۶ء)

دیکھئے کہ دیوبندی سوانح نگار کس طرح کوثر نیازی کی وفاداری اور اور غلام خان صاحب سے دوستی کے چرچے اپنی کتاب میں نقل کر رہے ہیں۔ ان واقعات کے بعد کس طرح دیوبندی حضرات کوثر نیازی صاحب سے برات کا اظہار کر سکتے ہیں؟ کیا غلام اللہ خان صاحب ایک بدعتی اور شرکیہ عقیدے رکھنے والے کو دوست رکھتے تھے؟

اب ادریس کاندھلوی صاحب کے ساتھ کس درجے کا تعلق تھا کیا ان کے استاد شاگرد کا

تعلق تھا؟ اور کیا واقعی کوثر نیازی صاحب نے ادریس کاندھلوی صاحب سے فیض حاصل کیا تھا؟ تو آیئے یہ جاننے کیلئے محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے صاحبزادے کا بیان دیکھتے ہیں:

''نیازی صاحب جب جماعت اسلامی میں تھے اس وقت بھی والد صاحب کے پاس آتے، اور جماعت سے علٰیحدگی اختیار کی، جب بھی آتے رہے، پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے جب آنا جانا رہا، اور پھر جب وزیر بنے تب بھی آئے۔ وہ کیونکہ والد صاحب کو استاد کی طرح سمجھتے، اور ان کا اتنا ہی احترام کرتے جتنا ایک بیٹا باپ کا کرتا ہے، اس لئے والد صاحب نے بھی ہمیشہ ان سے ایسی ہی شفقت کی جیسی جیسی اولاد کیساتھ کی جاتی ہے۔''

(تذکرہ مولانا ادریس کاندھلوی، ص ۲۱۹، ۲۲۰۔ مصنف: میاں محمد صدیقی، ناشر: مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ لاہور۔ سن اشاعت: طبع اول۔ جولائی ۱۹۷۷ء)

کیا کوئی اپنے ایسے استاد جس کو وہ اپنے باپ کی طرح سمجھتا ہو ان پر جھوٹ باندھ سکتا ہے؟ پھر کوثر نیازی صاحب یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ میں نے ادریس کاندھلوی صاحب سے فیض حاصل کیا۔

''مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ مولانا ادریس کی وفات سے میرا ذاتی نقصان بھی ہوا ہے کیونکہ میں نے ان سے کسب فیض بھی کیا ہے۔ مولانا ادریس میرے ذاتی اصرار پر اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل ہوئے تھے۔''

(تذکرہ مولانا ادریس کاندھلوی، ص ۳۴۸۔ مصنف: میاں محمد صدیقی، ناشر: مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ

لاہور۔سن اشاعت: طبع اول۔جولائی ۱۹۷۷ء)

''انہوں (کوثر نیازی) نے کہا کہ میرے لئے یہ ایک ذاتی غم بھی ہے کیونکہ میں نے قیام لاہور کے دوران مولانا مرحوم سے دینی تعلیم میں کافی عرصے تک کسب فیض کیا ہے۔'' (تذکرہ مولانا ادریس کاندھلوی، ص ۳۵۰۔مصنف: میاں محمد صدیقی، ناشر: مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ لاہور۔سن اشاعت: طبع اول۔جولائی ۱۹۷۷ء)

اسی کوثر نیازی صاحب کا ایک مقالہ محمد اکبر شاہ بخاری صاحب نے بیس علمائے حق میں شامل کیا ہے وہاں بھی نیازی صاحب مفتی شفیع صاحب کے حوالے تحریر کرتے ہیں۔

مفتی شفیع صاحب کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''دوسرے مسلک کے اکابر کا ہمیشہ احترام کرتے میں نے بارہا ان کی زبان سے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار و اعتراف سنا۔'' (بیس علمائے حق، ص ۲۹۱، مکتبہ رحمانیہ)

اگر کوثر نیازی کے حوالے سے اطمینان نہ ملا ہو تو پچھلے صفحات میں محمد ادریس کاندھلوی کے بیٹے کا حوالہ دوبارہ دیکھ لیں کہ کتنے بڑے بڑے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شمار کیا ہے۔آیئے محمد ادریس کاندھلوی صاحب کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمایئے:

''شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی شیخ الجامعہ اشرفیہ لاہور فرماتے ہیں کہ جن علماء نے ہمارے بزرگوں کے متعلق کفر کے فتوے دیئے ہیں ہم ان حضرات کے بارے میں نیک گمان رکھتے ہیں اور یہ نیک گمان حسن ظن کے طور پر نہیں ہے ہماری تحقیق یہی ہے کہ یہ حضرات سچے مؤمن اور مسلمان ہیں چونکہ نوعیت مسلمہ یہ ہے

کہ آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی ہمارے اور ان کے نزدیک متفقہ کفر ہے۔ان بعض عبارات سے اس قسم کا وہم ہوا ہے اور انہوں نے حضور ﷺ کی محبت میں مغلوب ہو کر کہا اور مجذوب ہو یا مغلوب دونوں ہی مرفوع القلم ہیں۔"

(تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند،ص ۱۸،۱۹،مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی)

ادریس کاندھلوی کے نزدیک اکابر دیوبند کی تکفیر سے علمائے بریلی کی تکفیر جائز نہیں

"عدالت عالیہ نے والد صاحب کو بھی بیان کیلئے بلایا،تحقیقاتی بنچ دو ججوں پر مشتمل تھا۔جسٹس محمد منیر اور جسٹس کیانی مرحوم ، دورانِ بیان جسٹس منیر نے مختلف سوالات کئے۔ایک سوال یہ کیا کہ "مولانا! ترمذی میں ایک حدیث آتی ہے جس میں یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہے تو اس کا کفر کہنے والے پر لوٹتا ہے۔بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء دیوبندی علماء کو کافر کہتے ہیں،اس حدیث کی رو سے ان کا کفر خود بریلوی علماء پر لوٹا اور وہ لوگ کافر ہوئے؟'والد صاحب نے جواب دیا کہ:'ترمذی کی حدیث تو صحیح ہے، مگر آپ اس کا مطلب نہیں سمجھے ، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ وہ مسلمان ہے دیدہ ودانستہ کافر کہے تو اس کا کفر کہنے والے پر لوٹے گا ،جن بریلوی علماء نے بعض دیوبندی علماء کو کافر کہا انہوں نے دیدہ ودانستہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کو غلط فہمی ہوئی جس کی بنا پر انہوں نے ایسا کہا انہوں نے منشا تکفیر تجویز کیا ہے کہ ایسے علماء نے آنحضرت ﷺ کی توہین کی ہے۔اگر چہ ان کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ وہ اگر ذرا بھی غور وفکر کرتے یا ان ہی

کی وہی کتابیں اور عبارتیں دیکھ لیتے جس سے بریلوی علماء کو
یہ خیال ہوا تو خود ہی اس کا ازالہ ہو جاتا پھر بھی ہم اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ان حضرات نے بعض علماء دیوبند کی تکفیر اس بنیاد یعنی توہین رسول کے مزعومہ پر کی ہے۔لہٰذا یہ کفر کہنے والے پر نہیں لوٹے گا کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی علماء بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اقدس کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ہم جواباً ان کی تکفیر کا طریقہ اختیار نہیں کرتے۔"

(تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، ص ۱۰۵، مصنف: محمد میاں صدیقی، ناشر مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ، طبع، اول، جولائی ۱۹۷۷ء)

اگرچہ ادریس کاندھلوی نے انصاف سے کام نہیں لیا اور اکابر دیوبند کی کتابیں اور عبارات نہیں پڑھیں اور غور نہیں کیا اگر پڑھ کر غور کر لیتے تو اکابر دیوبند کی گستاخیاں واضح ہوتیں۔مگر ادریس کاندھلوی صاحب نے یہ بھی مان لیا ہے کہ علماء بریلوی نے بلاوجہ اکابر دیوبند پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ توہین رسول ﷺ کی بنیاد پر کفر کا فتویٰ دیا ہے جس سے ان پر کفر واپس نہیں لوٹتا۔

دیوبندی فقیہ الامت محمود حسن گنگوہی کے ملفوظات کو بھی دیکھ لیں

"ایک بزرگ فرما رہے تھے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب میں اتنا زیادہ عشق رسول تھا کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عشق کے طفیل ان کو معاف کر دیں۔"

(ملفوظات فقیہ ملت، ص، ۴۰۶۔مکتبہ الحسن، طبع اول، اشاعت اپریل ۲۰۱۶ء)

ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بزرگ دیوبندی ہی ہوتے ہیں لیکن اگر یہ بزرگ دیوبندی

نہیں بلکہ بریلوی تھے تو معلوم ہوا کہ دیوبندی حضرات بریلویوں کو بزرگ مانتے ہیں۔

طارق جمیل صاحب کی بھی سنو

احقاق الحق البلیغ کے مصنف نے طارق جمیل مبلغ تبلیغی جماعت کا بیان نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''احمد رضا خان صاحب مرحوم اگر وہ اکابر دیوبند کے تکفیر کے قائل تھے تو اس سے وہ کافر نہیں ہو سکتے تو میں نے خود اپنے استاد صاحب سے سنا کہ ان کی تحریروں میں کوئی ایسی تحریر نہیں ہے جو کفر تک پہنچاتی ہو یا بالکل گمراہی تک پہنچاتی ہو۔''

(شاہراہ تبلیغ معہ احقاق الحق البلیغ فی ابطال ما احدثہ جماعت التبلیغ، ص ۶۱)

جیسا کہ دیوبندی اکابر کے حوالوں سے ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت سے نسبت رکھنے والے بریلوی علماء پر اکابر دیوبند نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا دیوبندی اکابر تو بریلوی مکتبہ فکر کو نیا فرقہ بھی ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں بلکہ بریلوی مکتبہ فکر کو اہل السنۃ والجماعت سوادِ اعظم مانتے ہیں اور ان کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم دین، فقیہ تھے اور اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ اور تصانیف سے اکابر دیوبند اپنی کتابوں میں ان کے حوالہ جات اور فتاویٰ بطور استدلال نقل کرتے ہوئے پیش کرتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا کہ دیوبندی اکابر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو عاشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیم کرتے تھے بلکہ اعلیٰ حضرت کا بعض اکابر دیوبند پر کفر کا فتویٰ بھی حق سمجھتے ہوئے اس فتویٰ کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیلئے فرض، نجات وثواب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اب ایک سچا مسلمان جو اہل سنت و جماعت سوادِ اعظم کا عالم دین بھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہو گیا اکابر دیوبند کے نزدیک ایسے عالم

دین کی توہین جائز ہے؟ کیا اکابر دیوبند کے نزدیک ایسے عالم دین کی طرف کفر کی نسبت جائز ہے جس پر ان کے اکابر میں کسی نے کفر کا فتویٰ نہ دیا ہو۔ بالکل بھی جائز نہیں کفر تو در کنارا اکابر دیوبند تو آپ کے نام کی بے ادبی اور توہین کو بھی جائز نہیں سمجھتے تھے اختصار کے طور پر اکابر دیوبند کے کتب سے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

اکابر دیوبند کے نزدیک اعلیٰ حضرت امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخی جائز نہیں اکابر دیوبند کے نزدیک جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کرے اسے توبہ کرنی چاہئے

سوال (۵۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو شخص حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور امام احمد رضا کو کافر کہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ زید صحیح کہتا ہے یا غلط؟ اگر زید غلطی پر ہے تب زید کو کیا کرنا چاہئے اور زید صحیح کہتا ہے تو کیوں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ الجواب و باللہ التوفیق: یہ دونوں شخصیتیں مسلمان ہیں، اور کسی مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے، زید کو توبہ کرنی چاہئے اور تکفیر سے باز آنا چاہئے۔"

(کتاب النوازل ج ۱ ص ۴۴۱، ۴۴۲۔ المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد، اشاعت اول، ستمبر ۲۰۱۴ء)

"احمد رضا خان کو کافر کہنا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ احتیاط رکھنی چاہئے۔"

(کتاب النوازل ج ۱ ص ۴۴۳، المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد، اشاعت اول، ستمبر ۲۰۱۴ء)

مفتی محمد حسن بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کے نزدیک بریلوی مکتب فکر کی تکفیر جائز نہیں

"(مفتی محمد حسن) علماء دیوبند کے ہم مشرب تھے۔ دیوبندی بریلوی مخاصمت سے حتی الوسع اجتناب فرماتے تھے۔ دونوں میں باہمی تکفیر کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ

اگر کوئی جماعت دوسری جماعت کی تکفیر کرتی تو بلا خوف لومۃ لائم صاف صاف اس سے برأت کا اظہار فرماتے۔ چنانچہ اپنی ہی جماعت کے ایک عالم جو اس معاملہ میں تشدد کا پہلو اختیار فرمائے ہوئے ہیں۔ جب کبھی مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کے اس رویہ کے متعلق اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اتنی سختی ہمارے بزرگوں حضرت مولانا قاسم صاحب، حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور وحکیم الامت حضرت تھانوی کے مسلک کے بالکل خلاف ہے۔''

(تذکرہ حسن، ص ۱۱۵، وکیل احمد، ناشر، جامعہ اشرفیہ لاہور، اشاعت باراول، سن ۱۳۸۱ھ)

دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب اور دیوبندی حکیم الامت کے نزدیک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی اور توہین جائز نہیں

دیوبندی حکیم الاسلام کے ''خطبات'' میں اور محمد اسحٰق ملتانی صاحب کے ''اسلاف کی باہمی محبت کے حیرت انگیز واقعات'' میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی اور توہین کو ناجائز لکھا ہے:

''دل لگی، تمسخر جاہلوں کا کام ہے، عالموں کو مناسب نہیں کہ تمسخر کریں۔ اس لئے کہ ادب کے خلاف ہے۔ تو ایک ہے رائے کا اختلاف اور کسی عالم سے مسلک کا اختلاف اور ایک ہے بے ادبی، بے ادبی کسی حالت میں جائز نہیں۔ اختلاف جائز ہے۔ میں نے مولانا تھانوی کو دیکھا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم سے بہت سی چیزوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ قیام، عرس میلاد وغیرہ مسائل میں

اختلاف رہا۔ مگر جب مجلس میں ذکر آیا تو فرماتے ۔مولانا احمد رضا خان صاحب۔
ایک دفعہ مجلس میں بیٹھنے والے ایک شخص نے کہیں بغیر مولانا کے احمد رضا کہہ دیا۔
حضرت نے ڈانٹا اور خفا ہو کر فرمایا کہ: عالم تو ہیں، اگر چہ اختلاف رائے ہے۔ تم
منصب کی بے احترامی کرتے ہو، کس طرح جائز ہے؟ رائے کا اختلاف اور چیز
ہے، یہ الگ بات ہے کہ ہم ان کو خطا پر سمجھتے ہیں اور صحیح نہیں سمجھتے۔ مگر ان کی توہین
اور بے ادبی کرنے کا کیا مطلب؟ مولانا تھانوی نے ''مولانا'' نہ کہنے پر برامانا۔''
(خطبات حکیم الاسلام ج ۳ ص ۱۷۶، ندوۃ المصنفین لاہور، اشاعت: اپریل ۲۰۱۷ء۔ اسلاف کی
باہمی محبت کے حیرت انگیز واقعات، ص ۳۵۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: ربیع الاول ۱۴۳۸ھ)

قاری طیب صاحب نے صرف ایک بار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی اور توہین کو منع نہیں
کیا بلکہ بار بار اس کا اظہار کیا چنانچہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

دیوبندی حکیم الاسلام کے نزدیک ''بریلوی عالم کی توہین درست نہیں'' چنانچہ یہی عنوان
قائم کر کے لکھتے ہیں:

''بریلوی عالم کی توہین بھی درست نہیں۔''

(خطباتِ حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۰۸، ندوۃ المصنفین لاہور، اشاعت: اپریل ۲۰۱۷ء)

اسی عنوان کے تحت آگے لکھتے ہیں:

''اب مولانا احمد رضا خان صاحب ہیں۔ ایک دن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس
میں غالباً خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے یا کسی اور نے یہ لفظ کہا کہ ''احمد
رضا یوں کہتا ہے'' بس حضرت بگڑ گئے فرمایا'' عالم تو ہیں ہمیں توہین کرنے کا کیا حق
ہے۔ کیوں نہیں تم نے مولانا کا لفظ کہا۔ غرض بہت ڈانٹا ڈپٹا۔ بہر حال ہم تو اس

طریق پر ہیں کہ قطعاً ان کی بے حرمتی جائز نہیں سمجھتے۔ کافر فاسق کہنا تو بڑی چیز ہے"

(خطباتِ حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۰۸، ندوۃ المصنفین لاہور، اشاعت: اپریل ۲۰۱۷ء)

اسی حوالے کو "اکابر کا مسلک و مشرب" میں اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

"ایک دن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں غالباً خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے یا کسی اور نے یہ لفظ کہا کہ "احمد رضا یوں کہتا ہے" بس حضرت بگڑ گئے فرمایا" عالم تو ہیں ہمیں توہین کرنے کا کیا حق ہے۔ کیوں نہیں تم نے مولانا کا لفظ کہا۔ غرض بہت ڈانٹا ڈپٹا۔ بہر حال ہم تو اس طریق پر ہیں کہ قطعاً ان کی بے حرمتی جائز نہیں سمجھتے۔ کافر فاسق کہنا تو بڑی چیز ہے"

(اکابر کا مسلک و مشرب ص ۳۵، ناشر: خانقاہ اقبالیہ کوچہ سید احمد شہید ٹیکسلا)

دیکھئے اکابر دیوبند تو محض اعلیٰ حضرت کا نام بغیر مولانا کے کہنے پر ناراض ہوتے تھے اور بگڑ جاتے تھے اور اسے بے ادبی اور توہین سمجھ کر ناجائز قرار دیتے تھے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو عالم مانتے تھے۔ اور مسلک کے اختلاف کے باوجود بے ادبی جائز نہیں سمجھتے۔ تو پھر اہل سنت بریلوی کے لئے دیوبندیوں کی طرف سے رضا خانی الفاظ استعمال کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ تھانوی صاحب تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے وقت مولانا ضرور ساتھ لگاتے ہوئے نام لیتے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا محض نام بغیر القاب کے لینے کو بھی بے ادبی اور توہین سمجھتے ہوئے اس پر ناراض ہوتے تھے اور ایسی بے ادبی اور توہین کرنے والوں سے لڑ پڑتے تھے۔

اسی دیوبندی حکیم الاسلام کے خطبات میں "اپنے کام سے کام" کے عنوان میں یہی مضمون پھر دہرایا ہے اور لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہنا نہ جائز سمجھتے ہیں اور نہ

کبھی کہا ہے:

"ہم تو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہم مولانا احمد رضا کو کوئی برا بھلا کہنا جائز سمجھتے ہیں نہ کبھی کہا۔"

(خطباتِ حکیم الاسلام ج ۷ ص ۴۴۸، ندوۃ المصنفین لاہور، اشاعت: اپریل ۲۰۱۷ء)

"مولانا تھانوی اور مولانا احمد رضا خاں (مرحومان)۔"

(خطبات حکیم الاسلام ج ۳ ص ۲۷۵)

یعنی دونوں کیلئے ایک ساتھ بریکٹ میں "مرحومان" لکھا ہے۔ اب جو معنی تھانوی صاحب کیلئے وہی معنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیلئے ہوگا کیونکہ دونوں کیلئے جمع کے الفاظ سے دعائیہ کلمات استعمال کئے ہیں نہ کہ الگ الگ مرحوم لکھا گیا ہے جس میں تاویل کی گنجائش بھی نہیں جو تاویل تھانوی کیلئے ہوگی وہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیلئے اور جو معنی اعلیٰ حضرت کیلئے مراد لیں گے وہ تھانوی کیلئے بھی مراد لیں گے۔

اور پھر یہ کہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بے حرمتی اور توہین کو جائز ہی نہیں سمجھتے اور لکھتے ہیں

"بہرحال ہم تو اس طریق پر ہیں کہ قطعاً ان کی بے حرمتی جائز نہیں سمجھتے۔ کافر فاسق کہنا تو بڑی چیز ہے"

تو جو دیوبندی اصاغر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور انہیں کافر مشرک اور بے دین کہتے اور لکھتے آرہے ہیں وہ ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچ لیں کہ ان کے حکیم الاسلام اور حکیم الامت دونوں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی، بے حرمتی اور توہین کو ناجائز سمجھتے تھے تو پھر ان اصاغر کے ہاں یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے یقیناً یہ اصاغر اکابر دیوبند کے باغی ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

اجداداعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

(مجاہد اہل سنت پروفیسر ممتاز تیمور قادری حفظہ اللہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب الغلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین امابعد!

اس کائنات عرضی میں بسنے والی مخلوقات میں حضرت انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے، جس کا سبب خداوند عالم کی ودیعت کردہ عقل سلیم ہے۔ جس کی بدولت نہ صرف اللہ رب العزت کی اس مخلوق کو دیگر مخلوقات پر امتیاز حاصل ہے بلکہ یہی صفت انسان کو اعمال صالح کا مکلف کرتی ہے اور اسے نیک راستے کی پیروی پر کاربند رہنے کی یاد دہانی کراتی ہے۔ یہی عقل سلیم ہے جس نے انسان کو سوچنے پر مجبور کیا کہ اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ آخر اس کائنات میں اس کے معرض وجود میں آنے کے کیا اسباب ہیں؟ یہی سوالات یونانی فلسفی حضرات کے اذہان کے دریچوں پر بھی ابھرے جو اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ کائنات کے نظام کے مشاہدے سے انسانی عقل ان سوالات کو ضرور جنم دیتی ہے، اور خالق کائنات نے ان سوالات کا جواب دینے اور راہ ہدایت کا راستہ دکھانے کے لئے انبیاء کو ان حیوان ناطق کی رہنمائی کے لئے مبعوث کیا۔ یہ سلسلہ انسان اول حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے شروع ہو کر خاتم المعصومین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا ۔اب انبیاء کا سلسلہ اپنی انتہاء کو پہنچ چکا۔ کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا مگر اس امت میں مجدد حضرات ضرور آئیں گے جو دین میں پڑی گرد کو صاف کر کے اس کے واضح اور صراط مستقیم

پر مبنی نظریات سے امت کو آگاہ کریں گے۔اس کی نشان دہی خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔انہی مجددین میں سے ایک نامور شخصیت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جنہوں نے گمراہی کے تاریک دور میں ہدایت کے چراغ جلا کر امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت کی۔اس سلسلہ میں آپ کی کاوشوں نے جہاں بہت سے ناقدین کو جنم دیا وہیں پر آپ سے والہانہ محبت رکھنے والے اشخاص کی بھی ایک خاصی تعداد ہے،جنہیں آپ سے عقیدت کا دم بھرنے کا دعویٰ ہے۔ان محبین نے امام اہل سنت کی عظمت کے ترانے بھی پڑھے ہیں،آپ کی خدمات کے تذکروں سے ہزاروں صفحات کو منور بھی کیا ہے ،جن کی اکثریت سوانح عمری کے معیار پر پورا اترتی ہے۔قبل اس کے کہ ہم نفس موضوع پر قلم کو جنبش دیں،ہم اس مضمون کا پس منظر بھی قارئین کے روبرو پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں ۔آج سے کچھ عرصہ قبل ہمارے مہربان اور حکیم موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ سے وابستہ جناب غلام رسول صاحب نے بندہ ناچیز کی کتاب "کنزالایمان اور مخالفین" کی ورق گردانی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے جہاں کنزالایمان پر اٹھنے والے اعتراضات کا جواب قلم بند کیا ہے وہیں پر آپ کو اس ترجمہ کے خصائص پر بھی قلم اٹھانا چاہیئے،بندہ ناچیز نے ان کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے حامی بھری اور بعد ازاں انہی کے مشورے سے یہ موضوع محض کنزالایمان تک محدود نہ رہا بلکہ دیگر علوم میں بھی اعلیٰ حضرت کے تخصصات کے احاطے تک وسیع ہوگیا اور اس سلسلہ میں جو تحریر معرض وجود میں آئی اسے تخصصات اعلیٰ حضرت کے عنوان سے موسوم کیا گیا۔کتاب ہذا پر ناقدانہ نظر ڈالنے کے لئے جب ہم نے اپنے مہربان علامہ ایان احمد رضوی صاحب کی خدمت میں مسودہ پیش کیا تو موصوف

نے یہ مشورہ دیا کہ کتاب کے آغاز میں اعلیٰ حضرت کی سوانح عمری ضروری درج ہونی چاہئے مگر اس کی تیاری میں بنیادی ماٗخذ پیش نظر رکھیں جائیں۔ہم نے ان کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سوانح حیات اعلیٰ حضرت پر کام شروع کیا۔اس سلسلہ میں جب آباؤ اجداد کا تذکرہ پڑھا تو وہاں مؤرخین نے یہ بات درج کی ہے:

عالی جاہ شجاعت جنگ بہادر جناب مستغنیٰ عن الالقاب شاہ سعید اللہ خاں صاحب قندھاری بزمانہ سلطان محمد شاہ نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے اور منصب شش ہزاری پر فائز ہوئے (حیات اعلیٰ حضرت ج 1 ص 98)

نیز اسی میں ہے:

قارئین! تاریخ کا طالب علم اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ نادر شاہ کا تعلق ایران سے تھا اور اعلیٰ حضرت کے آباؤ اجداد افغانستان کے علاقہ میں رہائش پذیر تھے، یہ بات بعید از حقیقت ہے کہ ایرانیوں کے ساتھ افغانستان کا کوئی باشندہ ہندوستان میں داخل ہوا ہو، اس لئے کہ ایرانی اور افغانی آپس میں باہم دست وگریبان تھے اور نادر شاہ کے حملہ کی بدولت بہت سے افغانیوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی اور یہ لوگ روہیل کھنڈ کے علاقہ میں آکر آباد ہوئے۔اس لئے یہ بات ہرگز درست نہیں کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد نادر شاہ کے ہمراہ ہندوستان میں متمکن ہوئے۔اصل میں یہاں مصنفین کو اشتباہ لگا ہے۔

قارئین! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد سعادت یار خاں صاحب نے نہیں بلکہ وہ سعادت خاں دوسرے ہیں جنہوں نے روہیل کھنڈ کی بغاوت کو کچلا تھا، ان کا اصل نام محمد

امین تھا پہلے ان کے والد ایران سے نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے بعد ازاں امین صاحب ایران سے پہلے پٹنہ پھر تلاش روزگار کے لئے دہلی آئے اور یہیں سے انہیں فرخ سیر کی فوج میں ملازمت ملی اور مختلف مہمات سرانجام دیں جس کے نتیجہ میں آپ کو اودھ و گرد و نواح میں بغاوت کو کچلنے کا فریضہ سونپا گیا، جسے بخوبی آپ نے سرانجام دیا۔ انہی خدمات کے لئے آپ کو دیگر مناصب کے ساتھ شش ہزاری کے منصب پہ فائز کیا گیا، کیوں کہ اسم گرامی دونوں حضرات کے یکساں ہیں اس لئے مؤرخین کو اشتباہ لگا اور انہوں نے اس سعادت خاں کو جو ایران سے آیا تھا افغانی سعادت یار خاں سے بدل دیا۔ ہماری اس تحقیق انیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ مؤرخین کا یہ کہنا کہ سعید اللہ خاں نادر شاہ کے ہمراہ آئے ہرگز درست نہیں، اس وضاحت سے معاندین امام اہل سنت کا اعتراض بھی ھباءً منثورا ہوجاتا ہے، جو کچھ یوں اپنی راگنی الاپتے ہیں:

> برادران اسلام! اس معتبر ثبوت سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا خاندان نادر شاہ ایرانی کی شیعہ فوج میں شامل تھا اور لڑائی کے لئے آیا تھا، چنانچہ لاہور کے شیش محل پر غاصبانہ قبضہ بھی جما لیا تھا۔ (نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی ص66، اشاعت اول، 2020، جمعیۃ اھل السنۃ والجماعۃ)

ہم واضح کر چکے ہیں کہ یہ مفروضہ ہرگز درست نہیں، جن مورخین کے قلم سے یہ بات صفحہ قرطاس کی زینت بنی، ان حضرات کو اشتباہ لگا اور وہ دو اشخاص کے یکساں نام ہونے کی بناء پر مغالطے کا شکار ہوگئے۔ جب کہ حقیقت یہی ہے کہ ایرانیوں کے شر سے بچنے کے لئے افغانیوں نے ہندوستان میں پناہ لی۔ ہمارے معاند کی پسند دیدہ کتاب جس کے کافی

سے زائد حوالہ جات موصوف نے نقل کئے ہیں، ہماری بات کی تائید کرتی ہے۔ مولوی عبد العزیز لکھتے ہیں:

تاریخ میں یہ بھی عام طور پر مشہور ہے کہ روہیلے نادر شاہ کے خوف سے جانیں بچا کر ہندوستان آ رہے تھے۔

(تاریخ روہیل کھنڈ ص 26، اشاعت اول، 1963، مکتبہ علم وفکر، فریر مارکیٹ، کراچی)

پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ جس کتاب کا سہارا لے کر ہمارے معاند نے نادر شاہ کو شیعہ رافضی ثابت کیا ہے، اسی میں یہ بات بھی موجود ہے:

حق کا زور دیکھو صداقت کی طاقت ملاحظہ کرو وہی نادر شاہ جو شیعہ مذہب کو کُل جہان میں فروغ دینا چاہتا تھا صدق وراستی کے سامنے اس قدر مجبور ہوا کہ نہ صرف خود سنی بن گیا۔ بلکہ اس نے حکم دیا کہ شیعہ مذہب میں جو کفریات بھرے ہیں دیا جائے اور خطبوں میں بڑے زور سے حضرت علی سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین کے نام کی منادی ہو۔ چنانچہ یہ حکم نادری نافذ ہوتے ہی عمل پذیر ہو گیا۔ (مناظرہ نادرہ مابین سنی وشیعہ ص 3)

ہم پورے وثوق سے اور علی وجہ البصیرت یہ بات عرض کرتے ہیں کہ موصوف نے یہ بات ملاحظہ کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی ہوگی، کیونکہ موصوف نے یہ مضمون حرف بہ حرف اپنے پیشرو کی کتاب سے نقل کیا ہے، جس کی مکمل تفصیل ہم نے اعلیٰ حضرت ترجمان اسلام جلد دوئم میں عرض کر دی ہے۔ الغرض نقل کردہ مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوا کہ وہی نادر شاہ آخر کار سنی ہو گیا تھا، اور بالفرض ہمارے معاندین کا قائم کردہ مفروضہ تسلیم بھی

کرلیا جائے تو یہ ہمارے بزرگوں کی کرامت ثابت ہوگی کہ ان کی برکت سے کہ ایک ظالم جابر شخص ایمان کی دولت سے مالا مال ہوگیا۔ اس کے بعد ہمارے معاند نے اعلیٰ حضرت کے جدامجد حافظ کاظم علی خان کے حوالہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ نواب آصف الدولہ کے وزیر کیوں بنے؟ چنانچہ لکھتے ہیں:

ایسے غالی رافضیوں کا ایک سنی مسلمان کس طرح وزیر بن سکتا ہے؟

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی ص69)

قارئین! یہی اعتراض ہمارے معاند کی جانب سے نور سنت کے کنز الایمان نمبر میں بھی کیا گیا جس کا انتہائی معقول جواب ہم نے اپنی کتاب "کنز الایمان اور مخالفین" میں درج کیا تھا، مگر معاند کیونکہ متعصب ہے اس لئے ان سے معقولیت کی امید محض عبث ہے، اس وجہ سے ہم اس اعتراض پر کچھ تفصیل سے کلام کرتے ہیں۔ علامہ تفتازانی کے متعلق جناب عبد الجبار قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

781 ہجری میں جب شاہ تیمور لنگ نے خوارزم پر حملہ کیا تو فتح کے بعد علامہ تفتازانی کو بھی اپنے ساتھ سمرقند لے گیا۔ چونکہ علامہ کے علم وفضل کا شہرہ عام تھا جس کا علم بادشاہ کو بھی ہو چکا تھا۔ جلد ہی شاہ تیمور نے علامہ کے علم وفضل (سے) متاثر ہوکر مقربین خاص میں داخل کرلیا، بادشاہ خود علامہ کی بڑی عزت کرتا تھا۔

(ماہنامہ انوار مدینہ، مارچ، 2000، لاہور ص32)

وقاص رفیع لکھتے ہیں:

بہرحال علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ تیمور لنگ کے دربار کے صدر الصدور اور بے پناہ اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ (حضرت معاویہ اور عبارات اکابر ص474)

اب اس تیمور لنگ کے متعلق قاری محمد افضل ممتاز رحیمی رقم طراز ہیں:

ایشیائی تاریخ کا فاتح اعظم امیر تیمور چنگیز خان کی طرح ظالم اور اقتدار پسند تھا، جس نے اسلامی سلطنتوں کو برباد کر کے رکھ دیا۔ مغل خاندان غلامان کے دورِ حکومت سے لے کر فیروز شاہ تغلق کے عہد تک ہندوستان پر مسلسل حملے اور لوٹ مار کرتے رہے تھے۔ سنہ 1336ء میں تاتاری ترکوں کے سردار ترغی خان کا بیٹا تیمور پیدا ہوا جو نہایت ذہین، بہادر، نڈر اور باہمت نوجوان ثابت ہوا۔ اپنی بہادری اور غیر معمولی ذہانت سے 36 برس کی عمر میں وہ چغتائی ترکوں کا سربراہ بن گیا اور اپنی بے نظیر جنگی قابلیت کی بنا پر چند برسوں میں ہی اس نے سمرقند میں اپنی مضبوط حکومت قائم کر لی۔ تیمور نے اپنے 36 سالہ دورِ حکومت میں پورے ایشیا کو روند کر رکھ دیا۔ اس کی فتوحات میں خوارزم، ترکستان، خراسان، مصر، شام، روم اور روس کے بیشتر علاقے شامل تھے۔ ہندوستان بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں رہا۔ 1398ء میں اس کی طوفانی فوجوں نے دہلی پر قبضہ کر لیا اور بے قصور انسانوں کا خون بہایا اور بے اندازہ دولت لوٹ کر پورے شمالی ہندوستان کو تاخت وتاراج کر کے 1399ء میں اپنے وطن واپس چلا گیا (امت کے روشن چراغ ج2 ص58)

وقاص رفیع لکھتے ہیں:

تیمور لنگ رافضی اور انتہائی سفاک، ظالم اور درندہ صفت انسان واقع ہوا تھا اس نے مسلمانوں کا بے دریغ قتل کیا اور کم وبیش بارہ لاکھ مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کئے تھے۔ تیمور لنگ چوں کہ رافضی تھا اس لئے سب سے پہلا تعزیہ اسی

نے رکھا تھا (حضرت معاویہ اور عبارات اکابر ص473)

قارئین! ہم اپنے معاند کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ اگر تحقیق کا منہج یہی ہے اور انہی اصول وقوانین کی بنیاد پر آپ نے رافضیت کے فتوے لگانے ہیں تو حضرت ذرا ہمت کیجئے اور تیمور جیسے متعصب شیعی کے مقرب خاص کو بھی شیعہ کہنے کا شرف حاصل کیجئے، پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ خود علماء دیوبند کے نزدیک علامہ تفتازانی شیعی پروپیگنڈہ کا شکار ہوئے ہیں، مسعود الرحمٰن عثمانی لکھتے ہیں:

بسا اوقات دشمن کا پھیلایا ہوا فتنہ اتنا مؤثر اور کارگر ثابت ہوتا ہے کہ بڑے بڑے صاحب علم و دانش وتقویٰ بھی اس کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔ ایسے ہی بہت سی بلند پایہ ہستیاں آپ کو ملیں گی۔ کہ جو شیعہ کے لٹریچر سے متاثر ہو کر صحابہ کرام کے متعلق بہت کچھ کہہ دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب علامہ سعد الدین تفتا زانی ہیں۔ (اسم معاویہ ص115)

لیجئے! اب تو مہر ثبت ہو گئی کہ سعد الدین تفتازانی شیعہ تھے کیونکہ نہ صرف وہ متعصب شیعہ کے وزیر تھے بلکہ ان کے قلم سے صحابہ کرام کے متعلق گستاخانہ جملے بھی ہدیۂ قرطاس ہوئے ہیں، لہٰذا موصوف شیعہ تھے۔ اب بتایئے اس استدلال کا آخر کوئی معقول جواب ہے؟ یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو منہج آپ نے قائم کیا ہے وہ محض ضد و ہٹ دھرمی پر مشتمل ہے، اس کا حقیقت سے کچھ علاقہ نہیں۔ پھر موصوف نے جو تبصرہ اعلیٰ حضرت کے جد امجد حافظ کاظم علی خان صاحب کے متعلق کیا ہے وہ بخوبی علامہ سعد الدین پر بھی چسپاں ہوتا ہے ، چنانچہ لکھتے ہیں:

اندازہ لگائیں کہ نواب احمد رضا خان صاحب کے دادا کاظم علی خان اس قسم کے بد قماش آدمی کا وزیر تھا، کیا کوئی شریف و نیک شخص اس قسم کے آدمی کے ساتھ وزارت کے معاملات چلا سکتا ہے؟ آصف الدولہ کی یہ زندگی کاظم علی خاں صاحب کی نجی زندگی کے بارے میں بھی بہت کچھ بتلاتی ہے۔

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی ص70)

قارئین! اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ محض کسی کا وزیر ہونا اس کے نظریات سے متفق ہونے کو مستلزم نہیں، ہم نے یہاں محض ایک مثال عرض کی ہے، تاریخ کا دامن ایسی امثال سے لبریز ہے۔ ہمارے معاند کے قائم کردہ اصول کی بیخ کنی کے بعد مزید گفتگو کی حاجت تو نہیں مگر مضمون کو تشنگی سے بچانے کے لئے ہم نواب آصف الدولہ کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

قارئین! تاریخ مورخ کا آئینہ ہے، اس کا قلم واقعات کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جس سمت میں چاہے موڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور واقعاتی ترتیب کے ساتھ پروپیگنڈہ کے زور سے قاری کے ذہن کے دریچوں میں اپنے نظریئے کو تاریخی واقعات کے سہارے مرتسم کرنے کی سعی نامحمود سرانجام دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیل میں جائے بغیر ہم صرف اس بات کی وضاحت کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں کہ نواب آصف الدولہ پر اکثر الزامات انگریزی سامراج کی پیداوار ہیں، جن کو پھیلانے میں انگریزی آلہ کاروں کی کاوشیں اوراق تاریخ کو سیاہ کر رہی ہیں۔ امجد علی خاں صاحب رقم طراز ہیں:

نواب آصف الدولہ ان تمام خوبیوں کے باوجود انگریزی پروپیگنڈے سے بچ نہ

سکے۔ انگریزوں اور ان کے زرخرید ہندوستانی مؤرخین نے نواب آصف الدولہ کے کردار کو مسخ کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ جن میں ابو طالب لندنی آصف الدولہ کا سب سے بڑا مخالف تھا اور انگریزوں کا بڑا طرف دار تھا۔ ابو طالب لندنی نے ایک کتاب تفضیح الغافلین کے نام سے لکھی اس کتاب میں نواب آصف الدولہ کی برائیاں ہی برائیاں ہیں اور کسی ایک بھی اچھائی کا ذکر نہیں۔

(تاریخ اودھ کا مختصر جائزہ ص 108، واجد علی شاہ اکادمی، لکھنؤ)

اس لئے مؤرخین کے تعصب پر مبنی الزامات اپنے اندر کوئی اصلیت نہیں رکھتے، لہٰذا جب آصف الدولہ کی شخصیت کو ہی ہمارے معاند کسی ٹھوس اور تحقیقی دستاویز سے ان افعال قبیحہ میں ملوث ثابت نہ کر سکے، جس کے وہ مدعی ہیں تو حضرت حافظ کاظم علی خاں رحمۃ اللہ علیہ پر الزام کس طرح صحیح ہوسکتا ہے؟۔ بہرحال ہماری اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ محض کسی شیعہ کا وزیر ہونے سے شیعہ ہونا لازم نہیں آتا، اس اصول کو تسلیم کرلیا جائے تو اکابر کا دامن بھی شیعیت کے الزام سے داغ دار ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆

﴿تھانوی کا مدینہ منورہ کے حرم ہونے کا انکار﴾

ہمارے نزدیک تو صرف مکہ معظّمہ حرم ہے بس اور نجدیوں کے نزدیک مدینہ منورہ بھی حرم ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت ج ۱۴ ص ۲۵۱، ۲۵۲ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

راعی کہنے پہ اعتراض

مجاہد اہل سنت عبید الرضا ارسلان قادری حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین اما بعد!

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کا راعی کہنے کے مسئلہ پر دیابنہ نے دل کھول کے اعتراضات کئے ہیں مولوی الیاس گھمن نے "حسام الحرمین اور اسکا تحقیقی جائزہ" دست وگریبان کے علاوہ مولوی ساجد خان نے "دفاع اہل السنۃ"، عبد الرشید نعمانی نے "الشہاب الثاقب" کے مقدمہ میں اور مولوی مجاہد نے اپنی کتاب میں اعتراض کیا اس کا ہم نے تفصیل کے ساتھ الگ رسالے میں جواب لکھا ہے جو یہاں پیش کر دیتے ہیں اگر انصاف کے ساتھ اس جواب کو دیکھ لیں تو ان شاء اللہ کسی دیوبندی کو دوبارہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی امت کہنے پر اعتراض نہ ہوگا۔ الحمد للہ فقیر نے اس ایک اعتراض کے جواب میں درجنوں حوالے تیار رکھے ہیں جو ان شاء اللہ وقت آنے پر پیش کئے جائیں گے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی امت کہنے پر اعتراض کا جواب

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی امت کہا تو اس پر چند فتنہ پرور لوگوں نے طرح طرح کے اعتراضات شروع کر دیئے۔ ان کے جارحانہ انداز سے پتا چلتا ہے کہ وہ لوگ کس قدر علمی یتیم اور تعصب اور بغض سے بھرے

ہوئے ہیں۔اس کا اندازہ آپ کوان شاءاللہ یہ مکمل تحریر پڑھنے کے بعد ہوگا۔

امام اہل سنت نے اپنے مشہورزمانہ تصنیف لطیف ''جزاءاللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ'' میں امت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوایمان کے ڈاکوؤں سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اللہ کے محبوب امت کے راعی کس قدر پیار سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھ رہے تھے''۔

ایک اورمقام پرفرمایا:

اس کے سچے راعی محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔(فتاوی رضویہ جلد15)

اگرحقیقتاً دیکھا جائے تو''راعی امت'' کہنے میں نہ کوئی شرعی قباحت ہے نہ ہی معاذ اللہ یہ کہنے میں کوئی اہانت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مگرجن لوگوں نے خوداللہ عزوجل اورانبیاءکرام علیہم السلام کے شان اقدس میں بے باکیاں کی ہیں ان سے ایسے اوچھے ہتھکنڈوں کی ہی امید کی جاسکتی ہے کہ جوشخص ساری عمرناموس مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہرے داررہا،ان کی عظمت اوررفعت کے گن گا تارہا اسی کومعاذاللہ یہ لوگ گستاخ قراردینے لگے۔حالانکہ حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے۔جن لوگوں نے ''تقویۃ الایمان'' جیسی توہین آمیز کتاب کوعین اسلام کہا ہو۔''تحذیرالناس'' میں ختم نبوت پرڈالے گئے ڈاکے کاازالہ ایسے توممکن نہیں،''حفظ الایمان'' میں علم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوچوپایوں سے تشبیہ،پاگل مجنوں کے علم سے تشبیہ اورہرکس وناکس کے علم سے تشبیہ کی جسارت کاخمیازہ ایسے توادانہیں ہونا۔

براہین قاطعہ میں شیطان لعین کے علم کومعاذاللہ علم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قراردینے کی

توہین ان بناوٹی اصولوں کی نظر تو نہیں ہو گی۔ خیر علماء کرام ان عنوانات پہ سیر گفتگو فرما چکے ہیں۔

القصہ مختصر یہ کہ ان لوگوں نے اپنے اکابرین کے توہین آمیز جملوں کا جواب تو نہ دیا "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کے تحت ان کی گنگا ہی الٹی بہنا شروع ہو گئی جن احباب نے ان دشناموں کی دشنام طرازیوں کا رد بلیغ کیا ان کی ضربات قاہرہ سے بچنے کی خاطر انہوں نے ان پر ہی الزامات کی بارش شروع کر دی۔ اسی اعتراض میں سے یہ بھی ایک اعتراض ہے۔ ان شاء اللہ اگلی چند سطور پڑھنے کے بعد آپ لوگوں پہ یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ اس تار عنکبوت کی کیا حیثیت ہے جو وہ لوگ دن رات بن رہے ہیں۔

ہم نے ہمیشہ یہی بات کی ہے کہ امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ہر بات قرآن وحدیث اور جمہور امت کے عین مطابق ہوتی ہے۔ معاندین کے امام اہل سنت پر اعتراض کم علمی کی وجہ سے ہوتے ہیں یا بغض وعناد کی وجہ سے۔

اس اعتراض کے جواب کے متعلق چند امور ذہن نشین فرما لیں:

- معترضین کے اعتراضات۔
- اعتراضات کا تنقیدی جائزہ۔
- اعتراض کا جواب قرآن وحدیث سے۔
- اعتراض کا جواب جمہور امت سے۔
- اعتراض کا جواب معترضین کے اکابر سے۔

ان کے اصولوں سے ان کے اپنوں کے خودساختہ ایمان کا خون۔

معترضین کے اعتراضات

سیدی امام اہل سنت کی اس عبارت پر جہلاء نے انتہائی سوقیانہ انداز میں اعتراضات کئے اوران اعتراضات میں یہودیت کی جومثال پیش کی تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ان کے متکلم اسلام الیاس گھمن صاحب اپنی کتاب "تحقیقی وتنقیدی" جائزہ میں انہی عبارات کونقل کرنے کے بعد یوں گل افشانی کرتے ہیں:

"یعنی اب جونبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوراعی کہے وہ کافر ہے" (ص ۷۴)

آگے چل کے لکھتے ہیں:

راعنا کا معنی ہماراچرواہااورراعی کا معنی چرواہااورہماراچرواہا کہنے سے صرف چرواہا کہنازیادہ سخت ہے۔(ص75)

اسی طرح مولوی ابوعیوب نے "راعی امت" کہنے پہ یوں ہرزہ سرائی کی ہے۔

"راعی کا معنی چرواہاہے" (دست وگریبان ج ا ص ۲۰۰)

اسی طرح راعی امت کہنے پر جوفتوے مولوی ابوعیوب نے لگائے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

کافرہیں......توبہ کرے......تجدیدایمان کر...... نبی علیہ السلام کے لئے توہین آمیزالفاظ نقل کررہاہے......(دست وگریبان ج ا ص ۲۰۱)

اسی طرح مولوی ساجد خان نے "دفاع اہل السنۃ والجماعۃ" میں اسی پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ:

مگرتمہاراامام اس حکم کاانکارکرتے ہوئے نبی کومعاذاللہ چرواہااورامت کوبکریاں

کہہ رہا ہے کیا یہ گستاخی نہیں؟ اگر یہ دانت دکھانے کے نہیں تو تاویلات فاسدہ کرنے کے بجائے اپنے امام پر حکم شرعی لگاؤ (دفاع اہل السنۃ ص ۱۵۵)

عبدالرشید نعمانی نے ''الشہاب الثاقب'' کے مقدمہ میں یہی اعتراض کیا اور امت کی جگہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لیا کہ صحابہ کو بکریاں کہا گیا۔

یہاں تک ان کی کتب سے چند اعتراضات آپ کے گوش گزار کئے ان اعتراضات کا خلاصہ اتنا ہے کہ معاذ اللہ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی امت کہہ کر توہین کی۔ ان کے بقول ''راعی'' بمعنی ''چرواہا''۔ اس کا جواب ان شاء اللہ اپنے مقام پر دیا جائے گا۔ اب ان کے جملہ اعتراضات کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جائے گا جس سے اعتراضات کی علمی حیثیت تمام پر آشکار ہو جائے گی کہ کس طرح ان نام نہاد مبلغین نے یہودیت کی روش اختیار کی اور عدل وانصاف کا خون کیا۔

اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

مولوی الیاس گھمن نے علامہ شاہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا قتل'' سے حوالہ نقل کیا ملاحظہ فرمائیں۔

صریح توہین میں نیت کا اعتبار نہیں راعنا کہنے کی ممانعت کہ اگر کوئی صحابی توہین کی نیت کے بغیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعنا کہتا ہے تو و اسمعوا و للکافرین عذاب الیم کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔ (تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص 75)

اس پر گھمن صاحب لکھتے ہیں:

''یعنی جواب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی کہے وہ کافر ہے''

اس کے بعد امیر دعوت اسلامی مولانا الیاس عطار قادری کے افادات ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب'' سے ایک حوالہ نقل کیا جس میں ایک سوال اور اس کا جواب درج ہے۔ ملاحظہ ہو:

سوال: اگر کوئی شخص سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کا چرواہا کہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: یہ توہین آمیز لفظ ہے کہنے والا توبہ اور تجدید ایمان کرے۔ ایضاً

اس کے بعد علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''بے ادب بے نصیب'' سے حوالہ نقل کیا:

اللہ جل شانہ کو گوارا نہ ہوا اس لئے راعنا بولنے سے نہ صرف روک دیا بلکہ آئندہ یہ لفظ بولنے والا نہ صرف کافر بلکہ سخت عذاب میں مبتلا کی وعید شدید بتائی اور سنائی۔ (تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص۷٦)

اس پہ تبصرہ کرتے ہوئے گھمن صاحب لکھتے ہیں:

راعی کا لفظ بولنے پر اویسی صاحب کفر کا فتوی دے رہے ہیں۔ ایضاً

آگے فرماتے ہیں:

اب بریلوی کبھی اس اصول کی طرف نہیں آئیں گے کیونکہ پتا ہے کہ جس لفظ پہ فتوی کفر ہم نے دیا ہے وہ تو فاضل بریلوی نے لکھا ہے یہ ہے عشق انکے ومحبت کے جھوٹ کی داستان شاید کوئی کہے کہ فتوی کفر تو لفظ راعنا پر ہے اور فاضل بریلوی نے راعی لکھا ہے تو جواباً عرض ہے کہ راعنا کا معنی ہمارا چرواہا اور راعی کا معنی چرواہا، اور ہمارا چرواہا کہنے سے صرف چرواہا کہنا زیادہ سخت ہے۔

یہاں تک گھمن صاحب کے اعتراضات مکمل ہوئے۔ اب ابوعیوب صاحب کے دجل کا

نمونہ بھی پیش خدمت ہے، کاظمی شاہ صاحب کا حوالہ درج کر کے لکھتے ہیں:

تو فاضل بریلوی واجب القتل اور کافر کیوں نہیں؟ کیا یہ صحابہ سے زیادہ عظمت رکھتا ہے۔ ہوسکتا ہے بریلوی ان کو انبیاء سے بڑھ کر مانتے ہوں۔ اگر یہی بات ہے تو بتائیں ورنہ پھر اس فاضل بریلوی کو واجب القتل اور کافر تو لکھ دیں۔

(دست وگریبان ص ۲۰۱)

یہاں تک ان کے تمام دجل آپ کے سامنے پیش کئے ان لوگوں نے انصاف کا کیسے خون کیا ان شاء اللہ اگلی چند سطور میں واضح ہو جائے گا۔

ان لوگون نے جن علماء کے حوالہ جات نقل کئے ہیں ان سب میں فتوی ''راعنا'' پر ہے۔ جب کہ سیدی امام اہل سنت نے ''راعی امت'' فرمایا۔ یہ آگے جا کر بیان ہوگا کہ اکابرین امت میں سے کون کون اور خود کتنے دیوبندی مولوی ان کے دجل کی زد میں آ گئے۔ اب یہ دجل کرنا یہودیت کے نقش قدم پر چلنا ہے کہ نہیں؟

''راعی'' کا معنی چرواہا کرنا بھی ان کے دجلوں میں سے ایک دجل عظیم ہے، عربی لغت کی معتبر ترین لغت ''المنجد'' جس پر ان کے اکابر سرفراز صفدر جیسے بندے کو بھی اعتماد ہے اس میں ''راعی'' کے معنی ملاحظہ ہوں: ''بہت الفت کرنے والا حاکم قوم''۔

اب جو معنی لغت میں درج تک نہیں ان کو زبردستی اس لفظ پر منطبق کرنے کے معنی ماسوائے اس کے کیا ہو سکتے ہیں کہ سیدی امام اہل سنت کی لگائی ہوئی ضربیں آج بھی ان کو تکلیف دے رہی ہیں ورنہ یہ کبھی ایسی گھٹیا حرکت نہ کرتے۔

ان کا سب سے بڑا دجل یہ کہ یہ بریلوی علماء کے ہی فتوے تھے جن سے احمد رضا خان کافر ثابت ہوگیا۔ حالانکہ یہ ان کا محض دھوکہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''راعی امت'' فرمایا جبکہ ان تمام عبارات میں فتوی ''راعنا'' کہنے پہ ہیں۔

گھمن صاحب نے جیسا کہ خود بھی لکھا ہے:

شاید کوئی کہے کہ فتوی کفر تو لفظ راعنا پر ہے اور فاضل بریلوی نے راعی لکھا ہے تو جواباً عرض ہے کہ راعنا کا معنی ہمارا چرواہا اور راعی کا معنی چرواہا، اور ہمارا چرواہا کہنے سے صرف چرواہا کہنا زیادہ سخت ہے۔

تو جناب گھمن صاحب! یہ اعتراض بھی آپ کا اور آپ کے سیانے پن نے آپ کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ دجل تو ہم نے کر دیا اب کسی کو جواب دہ بھی ہونا ہے۔ یہ تو آگے چل کے آپ کو بتائیں گے کہ آپ کے اس دجل میں کون کون آیا۔ جناب عالی! راعی کا معنی اوپر بیان ہو چکا اس کے بعد آپ کا دھوکہ نہیں چلنے والا عوام کو آپ جیسے ایمان کے ڈاکوؤں سے بچانے کے لیے ابھی تک علماء حقہ اور دین کے خادم موجود ہیں۔ اب یہاں آپ نے اپنے اس اعتراض کو خود ہی ٹھکرا دیا۔

اب بریلوی کبھی اس اصول کی طرف نہیں آئیں کیونکہ ان کو پتا ہے کہ جس لفظ پہ فتوی کفر ہم نے دیا ہے وہ تو فاضل بریلوی نے لکھا ہے۔ کیونکہ نہ ہی اس پر فتوی ہمارا نہ ہی اس کو ہم نے گستاخی قرار دیا۔

الحمدللہ! علماء اہل سنت کا معیار فتوی ابھی تک اتنا گھٹیا نہیں ہوا کہ جس کو دل کیا گستاخی بنا کر رگڑ دیا۔ آپ لوگوں کے آبا کے کرتوتوں کے باعث ان کی حتمی، قطعی، جزمی اور التزامی تکفیر علماء اہل سنت نے کی۔ اسے اصول تکفیر کے تمام اصولوں پر پرکھ کے فتوی دیا جو کہ

صدیوں سے علماء حقہ کی شان چلی آ رہی ہے۔

پھر آنجناب کا جھوٹ ''کہ جس لفظ پر ہم نے فتویٰ دیا'' اب گھمن اوران کی تمام ذریت کو قیامت تک کا چیلنج ہے کہ جو حوالہ جات انہوں نے پیش کئے کسی ایک میں بھی لفظ ''راعی امت'' پہ فتویٰ کفر دکھادیں منہ مانگا انعام پائیں۔اوراگر نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین'' کا وظیفہ دم کر کے اپنے اوپر پھیرلیں۔اوراپنے دجل سے توبہ کریں جو انہوں نے ''راعنا'' کہنے پر فتوے کا اطلاق ''راعی امت'' کہنے پر کیا۔

اویسی صاحب پر گھمن چمن نے الزام لگایا کہ انہوں نے ''راعی امت'' کہنے پہ کفر کا فتوی دیا۔اس پر بھی گھمن صاحب سے یہی گزارش ہیں کہ اویسی صاحب کی عبارت میں لفظ ''راعی امت'' پر فتوی کفر دکھائیں اور منہ مانگا انعام پائیں۔آگے چل کے ان شاء اللہ بیان ہوگا کہ جسے ہمارے فتوے کہہ کر ہمیں زبردستی کافر بنانے پر تلے ہیں ان کی یہی دجل بازیاں کتنوں کو لے ڈوبیں گی۔ان شاء اللہ العزیز

آنجناب ابوعیوب پادری صاحب رقمطراز ہیں:

تو فاضل بریلوی واجب القتل اور کافر کیوں نہیں؟ کیا یہ صحابہ سے زیادہ عظمت رکھتا ہے۔ہوسکتا ہے بریلوی ان کو انبیاء سے بڑھ کر مانتے ہوں۔اگر یہی بات ہے تو بتائیں ورنہ پھر اس فاضل بریلوی کو واجب القتل اور کافر تو لکھ دیں۔

(دست و گریبان ص ۲۰۱)

اس پہ جواباً عرض ہے جناب پادری صاحب! فاضل بریلوی کو ہم نہ صحابی مانتے ہیں نہ ہی نبی مانتے ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ آپ لوگ اپنے آباء کو انبیاء سے بڑھا کر خدائی کے

عہدے پہ فائز کر چکے ہیں۔جس نے اس مسئلے کی تفصیل دیکھنی ہو وہ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لاجواب ''زلزلہ'' جس کے جواب کے دعوے ابوعیوب پادری صاحب نے کئے مگران کی کتاب دیکھنے کہ بعد معلوم ہوتا ہے کہ علم کے سمندر کے آگے ایک علمی یتیم کیسے پیاسا کھڑا ہے۔

محترم! آپ کے نزدیک تو معاذ اللہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی لخت جگر سیدہ، طاہرہ خاتون جنت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کفایت تک نہیں کر سکتے (تقویۃ الایمان) مگر سید احمد بریلوی کی بیعت کرنے والا لکھو کھا ہی کیوں نہ ہو اس کی کفایت اللہ کرے گا۔(صراط مستقیم)

الیاس مولوی کے مریدوں کو درجہ صحابیت آپ لوگوں نے نوازا (مولانا الیاس اوران کی دینی دعوت) انبیاء علیہم السلام سے استمداد طلب کرنا آپ کے ہاں شرک جلی (تقویۃ الایمان) مگر تھانوی صاحب کے دادا موت کے بعد بھی اپنوں کی استمداد کے لئے آ گئے صرف آ ہی نہیں گئے بلکہ مٹھائی تک ساتھ لائے (اشرف السوانح ۱ / ۱۵ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان) بات یہاں تک ختم نہ ہوئی تو حسین احمد مدنی کو ٹانڈہ کی گلیوں میں چلتا پھرتا خدا تک لکھ دیا (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر) اس کے بعد بھی آپ ہمیں طعنہ دیں تو ہم اتنا کہیں گے۔

آپ اپنی ہی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

نہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے توہین کی نہ کسی گستاخی کا ارتکاب کیا۔علمائے اہل سنت کا ہمیشہ سے یہی مؤقف رہا اور الحمد للہ آج بھی یہی ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی بھی نبی کی شان میں توہین آمیز جملہ کہنے والا کوئی بھی ہو وہ نیچری ہو یا ندوی، مسلم لیگی ہو یا گاندھوی،

دیوبندی ہو یا بریلوی جو بھی لزوم کفر بک کر التزام کرے گا ہمارا فتویٰ وہی ہے: من شک فی کفرہ فقد کفر (الحق المبین علامہ شاہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، تحقیقات علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ)

اس بارے میں علمائے اہل سنت کا موقف دوٹوک اور واضح ہے کہ جو بھی توہین ذوات قدسیہ کا مرتکب ہوا ہمارے علماء نے ان کے بارے میں تحریر وتقریر کے ذریعے حکم شرعی جاری فرمایا۔

اس کے بعد ابوعیوب صاحب! آپ ہم کو کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کو لکھ کر دے دیں کہ معاذ اللہ، اعلیٰ حضرت کافر ہیں اور واجب القتل ہیں۔ تو جناب کیا آپ مدعی حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں؟ اگر تو آپ کے نزدیک "راعی امت" کہنا توہین ہے تو ہمت کیجیے، لگایئے فتویٰ؟ ہم سے مطالبہ کی پھر کیا ضرورت؟

اگر آپ فتوی نہیں دیتے تو دال میں کچھ کالا نہیں بلکہ ساری دال ہی کالی ہے۔ شاید آپ کو معلوم ہو چکا ہو کہ جس لفظ کو ہم گستاخی کہہ کہہ کر نہیں تھک رہے۔ جسے توہین بنانے کی زبردستی ہم نے ٹھان لی ہے وہ لفظ تو جمہور امت کی کتب میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال ہوا۔ اس کے علاوہ خود دیوبندی مولویوں نے کئی مقامات پر یہ لفظ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے استعمال کیا۔ تو اب آپ بتائیں ورنہ ہم تو اپنے مقام پر بتائیں گے ہی کہ "راعنا" کہنے پہ آپ لوگوں کے ہاں کیا کیا فتاویٰ جات موجود ہیں، تو کیا ان فتاویٰ جات کی روشنی میں جن جن علمائے امت نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "راعی" کہا، جن دیوبندی مولویوں نے یہ لفظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال کیا آگے چل کر حوالہ آئے گا کہ ان کے نزدیک تو اللہ بھی "چرواہا" ہے یہ صریح لفظ کتاب میں موجود ہیں تو کیا یہ سب لوگ کافر

ہیں؟ واجب القتل ہیں؟ کیا ان کو صحابہ سے بڑھ کے مانا جاتا ہے؟ یا انبیاء سے بڑھ کے ان کا مقام ہے؟ فماھو جوابکم فھو جوابنا

باقی ساجد خان اور عبدالرشید نعمانی کی اپنی ہی تحریروں میں مطابقت نہیں تو وہ اعتراض کیا کریں گے۔ نعمانی نے کہا کہ "صحابہ کرام کو بکریاں کہا" جبکہ ساجد خان نے کہا "امت کو بکریاں کہا" اب یہ فیصلہ اول تو دونوں آپس میں کرلیں پھر ہم سے جواب کا مطالبہ کریں۔

ساجد خان لکھتا ہے کہ:

> مگر تمہارا امام اس حکم کا انکار کرتے ہوئے نبی کو معاذ اللہ چرواہا اور امت کو بکریاں کہہ رہا ہے کیا یہ گستاخی نہیں؟ اگر یہ دانت دکھانے کے نہیں تو تاویلات فاسدہ کرنے کے بجائے اپنے امام پر حکم شرعی لگاؤ۔

نیز ساجد خان صاحب بھی بتائیں کہ جن علماء نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کا راعی لکھا کیا وہ لاتقولو راعنا کے منکر ہوئے؟ کیا وہ معاذ اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چرواہا کہہ رہے ہیں؟

اب اس اعتراض کی حقیقت قرآن وحدیث، جمہور امت اور خود دیوبندی مولویوں سے ملاحظہ ہو کہ جس لفظ کو یہ گستاخی قرار دے رہے ہیں وہ لفظ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے استعمال کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

> جمہور امت میں سے کس کس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ لفظ "راعی" کا اطلاق کیا؟
>
> دیوبندی اکابر میں سے کس کس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "راعی" کہا؟
>
> اور کیا امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیڑ بکریاں کہنا توہین ہے؟
>
> یا حدیث مبارکہ میں امت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیڑ بکریاں کہا گیا؟
>
> جمہور میں سے کس کس نے مخلوق کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھیڑ بکریاں کہا؟

دیوبندی اکابر میں سے کس کس نے امت کو بھیڑ بکریاں کہا؟

جب یہ تمام امور ثابت ہو جائیں تو انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ دیوبندی اپنے دجل سے معافی مانگیں مگر یہ ان کے نصیب میں کہاں یا پھر وہ تمام زبان درازی جو انہوں نے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کی وہ زبان درازی قرآن وحدیث، جمہور امت اور اپنے ہی ملاؤں پہ کریں۔ مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قرآن مجید وحدیث کی رو سے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومنون میں ارشاد فرمایا: والذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون (سورۃ المومنون) اللہ تعالیٰ نے مومنین کی شان بیان فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ: وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھتے ہیں۔

اسی طرح مشکوۃ شریف کتاب الامارۃ والقضاء فصل اول کے آخر میں حدیث موجود ہے

عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ فالامام الذی علی الناس راع وھو مسئول عن رعیتہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار تم میں سے ہر ایک شخص راعی ہے اور اس سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

تفسیر درمنثور سورۃ الاعراف کی آیت فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین

کے تحت یہی حدیث ذکر فرمائی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے امت کے راعی ہیں۔

اب ہم گھمن، ساجد، ابوعیوب وغیرہ سے پوچھتے ہیں کیا وہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا پیشوا، حاکم تسلیم کرتے ہیں کہ نہیں؟ وہ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کے مدعی ہیں کہ نہیں؟ اگر کرتے ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے راعی ہوئے کہ نہیں؟

حدیث مشکوۃ اور فتاویٰ دار العلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند والوں سے سوال ہوا کہ: حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کا راعی کہنا کیسا ہے؟ تو اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1439/M=12/1230-Fatwa:1350

راعی بمعنی نگہبان اور ذمہ دار اس معنی کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کا راعی کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں ہے کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتوی نمبر: ۱۶۴۵۵۹

تاریخ اجراء: ۱۲ ستمبر ۲۰۱۸

لیجیے جناب گھمن اینڈ پارٹی صاحبان! اب ہمارے موقف کی تائید ہم نے آپ کے گھر سے پیش کردی۔ اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔ آپ تو چلے تھے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو معاذ اللہ کافر بنانے مگر آپ کے فتوے تو معاذ اللہ العیاذ باللہ قرآن و حدیث تک جا پہنچے۔ اس سے بڑھ کے ذلت و رسوائی اور کیا ہوگی کہ جس لفظ کو آپ گستاخی قرار دے چکے اسی کو دار العلوم والوں نے حدیث سے ثابت کر دیا۔ اب آپ کے خود ساختہ اصولوں اور دجل کی بھینٹ تو دار العلوم والے چڑھ گئے۔ گھمن صاحب! کدھر گئیں آپ کی لن ترانیاں کہ راعنا کہنے سے تو راعی کہنا زیادہ سخت ہے۔ اب اس سختی کا ذرا ہمت کر کے مظاہرہ اپنے ہی مسلک کے مفتیوں پر کیجیے۔

ابو عیوب صاحب! اب ذرا بتائیں کہ دار العلوم کیوں کافر اور واجب القتل نہیں ہوئے؟ کیا آپ ان کو صحابہ اور انبیاء سے بڑھ کر مانتے ہیں؟ اب دیوبندی کبھی بھی اس بات کی جانب نہیں آئیں گے کہ دجل سے جسے ہم نے کفر بنانے کی کوشش کی وہ تو ہمارے بزرگ لکھ چکے ہیں۔ اب اگر ان میں ذرہ برابر انصاف ہے تو جو خرافات سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بکی ہیں وہی اپنے دار العلوم کے مفتیوں کے بارے میں بھی بول دیں۔

سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام اور راعی امت

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں ایک طویل حدیث ذکر کرتے ہیں جس کے مندرجہ ذیل الفاظ ہمارے دعویٰ کی تائید کے لیے کافی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رعیت کے راعی ہیں:

ایک صاحب ابو السوار اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار نبی پاک

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جا رہے تھے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جا رہے تھے وہ بھی ان میں شامل ہو گئے ۔ کچھ لوگ دوڑنے لگے جن میں سے کچھ پیچھے رہ گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قریب پہنچ کر ان کو کسی ٹہنی یا مسواک کے ساتھ ہلکی سی ضرب ماری جس سے ان کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ رات ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مارا یقیناً اللہ کی جانب سے کسی وجہ سے حکم ہوا ہوگا۔ سوچا صبح جب بارگاہ نبوت میں جاؤں گا تو عرض کروں گا۔ ادھر جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔ فقال انک راع لا تکسرن قرون رعیتک

(حدیث نمبر 22877 ص 515 جلد 10 مکتبہ رحمانیہ لاہور)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راعی ہیں، لہٰذا اپنی رعیت کے سینگ نہ توڑیں"

(مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جلد 10 ص 516)

جناب گھمن، ساجد، ابو عیوب اینڈ پارٹی ! اب ہم پوچھتے ہیں اب لگایئے فتویٰ سیدنا جبرائیل الامین علیہ السلام پر جو فرما رہے ہیں کہ آپ اپنی رعیت کے راعی ہیں ان کے سینگ نہ توڑیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا جبرائیل علیہ السلام اپنی مرضی سے آئے تھے یا حکم الٰہی سے آئے تھے؟ یقیناً حکم الٰہی سے آئے تھے۔ تو اب اللہ نے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رعیت کا راعی فرمایا؟ تو آپ کا فتویٰ فقط جبرائیل علیہ السلام پہ ہی نہیں بلکہ اتنی جسارت کہ یہ فتویٰ ذات الٰہی تک جا پہنچا۔ العیاذ باللہ۔

اس سے بڑھ کے دیدہ دلیری اور کیا ہو سکتی ہے؟ اب ذرا ساجد صاحب اور نعمانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ کے بقول امت کو یا صحابہ کو بکریاں کہا تو یہاں کس کے سینگوں کا

ذکر ہورہا ہے؟ کیا صحابہ کے سینگ ہوتے تھے؟ یا محاورتاً یہ جملہ استعمال کیا گیا؟
اب ذرا لگے ہاتھوں ایک اور حدیث ملاحظہ ہو۔ مسند امام احمد بن حنبل میں ہی حدیث ذکر ہے:

عن معاذ بن جنبل عن نبی اللہ ﷺ قال ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ القاصیت والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ والمسجد (حدیث نمبر 22379 جلد 10 ص 344)

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جس طرح بکریوں کے لئے بھیڑیا ہوتا ہے اسی طرح انسان کے لئے شیطان بھیڑیا ہے۔ جو اکیلی رہ جانے والی اور سب سے الگ تھلگ رہنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، اس لئے تم گھاٹیوں میں تنہا رہنے سے خود کو بچاؤ، اور جماعت المسلمین کو، عوام کو اور مسجد کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

اب یہ تو واضح حدیث ہے۔ اب ذرا امام اہل سنت مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میرا مقصد اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوال باطلہ کی شناعت بائلہ انہیں جتاؤں کہ او بے پرواہ بکریو! کس نیند سورہی ہو گلا دور پہنچا، سورج ڈھلنے پہ آیا گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان تھپک رہا ہے کہ ذرا جھٹپٹا ہو اور اپنا کام کرے چوپایوں میں تمہاری بے جا ہٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے بہت حکم لگا چکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے

خارج ہیں بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے، ہمیں کچھ کام نہیں، اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنی خاص گلے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے، ہیہات ہیہات اس بے ہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔ پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلے کی بکری تھا۔ حقیقی بھیڑیے نے جب اسے شکار کیا اپنے مطلب کو دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنالیا، اب وہ بھی اکے دکے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑوں کو لگا کر لے جاتا ہے، للہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو اس گرگ و نائب گرگ سے بھاگو جسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ **ید اللہ علی الجماعۃ** (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے) اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آ کر ملوں کہ امن چین کا راستہ چلو اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو۔

(سبحان السبوح ۷۱، ۷۲)

سبحان اللہ! اسے کہتے ہیں امت کا درد۔ تمام کفریات گنوانے کے بعد بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کس پیارے انداز میں جو لوگ جماعت سے الگ ہو گئے ان کو واپس جماعت کی طرف بلا رہے ہیں۔ پھر مسند امام احمد بن حنبل کی حدیث اعلیٰ حضرت کی تائید کے لئے کافی ہے۔ کہ بھیڑیا اسی بکری کو پکڑتا ہے جو اپنی جماعت سے الگ ہوتی ہے اور انسان بکریوں کی طرح ہے شیطان بھیڑیا ہے۔ جو انسان جماعت سے الگ ہوا وہ شیطان کا شکار ہوا اگر وہ بچنا چاہتا ہے تو جماعت کا رخ اختیار کرے۔ یہی بات تو امام اہل سنت نے بیان کی اگر

یہ توہین ہے تو اس فتوے سے تو معاذ اللہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی محفوظ نہ رہی۔
اس پر آگے چل کے مزید تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوگی۔ان شاء اللہ

اب یہاں چند احادیث مزید ملاحظہ کیجیے۔یہ تمام احادیث مولوی ادریس کاندھلوی کی کتاب "سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" سے پیش کیں جائیں گی۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ بکریاں چرایا کرتے تھے (کہ جس سے آپ کو یہ معلوم ہو) آپ نے فرمایا کہ ہاں کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

(سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد اول ص 94 بحوالہ بخاری کتاب الاطعمہ)

ایک اور حدیث ذکر کر رہے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا موسیٰ نبی بنا کر بھیجے گئے بکریاں چرانے والے تھے اور داؤد نبی بنا کر بھیجے گئے وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے اور میں نبی بنا کر بھیجا گیا میں بھی اپنے گھر والوں کی بکریاں مقام اجیاد میں چرایا کرتا تھا۔

(سیرت مصطفیٰ ج اول ص 95 فتح الباری جلد 4 ص 464)

اگر یہ اعتراض ہو کہ ان احادیث سے راعی کہنا کیسے ثابت ہوا تو ان شاء اللہ اپنے مقام پر انہی احادیث کے ضمن میں ایک ایسا حوالہ پیش کیا جائے گا کہ تمام قصر دیابنہ میں زلزلہ برپا ہوگا۔

یہاں چند امور واضح ہوئے کہ:

☆......اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکریاں چرایا کرتے تھے۔بکریاں چرانا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔

☆......اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے راعی ہیں۔

☆......امت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رعیت ہے۔

☆......اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی فرمایا۔

☆......جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی کہا۔

بھیڑ بکریوں کی مثال امت کے لئے احادیث نبویہ میں بیان کی گئی ہیں۔بھیڑ بکریوں کی مثال بیان کرنے کی حکمت بھی ان شاء اللہ اپنے مقام پر بیان کی جائے گی۔

لہٰذا دیابنہ کے دجل سے تو نہ قرآن محفوظ رہا نہ ہی احادیث۔

جمہور امت اور راعی امت کہنا

جس نے حق تسلیم کرنا ہو اس کے لیے ایک حوالہ ہی کافی ہوتا ہے۔جس نے حق قبول نہ کرنا ہو اس کے لئے دفتر کے دفتر بے سود و بے کار۔

قرآن و حدیث کے دلائل کے بعد اب کسی دلیل کی گنجائش تو رہتی نہیں مگر متلاشیان حق کے لئے اور صداقت امام اہل سنت عظیم البرکت کشتۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معجزۂ من معجزات مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے لئے چند حوالہ جات اکابرین امت کی کتب سے ملاحظہ ہو، تا کہ یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ جس عظیم ہستی کے بغض میں یہ آج تک جل رہے ہیں ان کی پشت پر جمہور امت کا ہاتھ ہے۔امام اجل امام قسطلانی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف لطیف ''المواہب اللدنیہ'' میں باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسم مبارک ''صاحب الهراوه'' تحریر فرماتے ہیں:

فلما کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راعیا للخق سائقا لجیعھم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیع مخلوق کے راعی ہیں۔

امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ''النوادر الاصول'' میں تحریر فرماتے ہیں:

فالرسول علیہ الصلوۃ والسلام ھو راعی الخلق والخلق غنمہ بعث لیرعاھم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیع مخلوق کے راعی ہیں اور تمام مخلوق ان کی بکریاں وہ انکی رعیت کے لئے مبعوث ہوئے۔

امام یوسف النبہانی ''جواہر البحار'' میں فرماتے ہیں:

الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث الی الخلق بمنزلۃ امیر المومر یعطی الامارۃ والویاۃ والرعایۃ بمنزلۃ راعی یرعی غنمہ (جواھر البحار اول ص ٦٠)

آگے چل کر فرمایا:

فالرسول علیہ الصلوۃ والسلام ھو راعی الخلق والخلق غنمہ بعث لیرعاھم

لیجیے جناب! اب تو قصر دیوبند میں زلزلہ ہی برپا ہوگا۔ امام نبھانی نے تو ایسا ایٹم بم گرایا جس سے ان کے ایوان لرزا اٹھے تمام مخلوق کا راعی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلیم کیا گیا تمام مخلوق کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بکریاں تسلیم کیا گیا اور بات یہاں تک ختم نہیں ہوئی یہ بھی فرمایا کہ آپ ان کی رعیت کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔ اب انصاف دیکھتے ہیں ان کا کہ کیا جو فتاویٰ جات انہوں نے امام اہل سنت پر داغے ہیں کیا وہی فتاویٰ امام بہانی، امام قسطلانی اور حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں بھی دیں گے؟ امام بہانی اور حکیم ترمذی کی عبارت کافی طویل اور جامع مضمون پر مشتمل ہے ان شاء اللہ العزیز اپنے مقام پر اس پہ بھی تفصیلی گفتگو آئے گی۔

یہ چند حوالہ جات نمونے کے طور پر پیش کئے ہیں۔ اگر کبھی موقع ملا تو جمہور کی کتب سے

درجنوں حوالے ان شاء اللہ العزیز فقیر پیش کرے گا۔

اکابرین دیوبند اور راعی امت کہنا

گزشتہ اوراق میں ہم نے قرآن وحدیث جمہور امت اور اس کی تائید میں چند دیوبندی حوالہ جات سے بحمد اللہ یہ ثابت کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے سچے راعی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تھا کہ ہم اپنی تائید میں چند دیوبندی علماء کے حوالہ جات بھی پیش کریں گے تاکہ حق سب پر واضح ہو جائے۔

دیوبندی جماعت کے حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اپنی تصنیف ''حقانیت اسلام'' میں لکھتے ہیں:

"راعی بندگان خدا، کمبل پوش حراء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (حقانیت اسلام ص ۱۳۱ مکتبہ حکیم الامت)

اب کہیے جناب گھمن اینڈ کمپنی صاحب! راعنا کہنے سے تو راعی کہنا زیادہ سخت ہے تو تھانوی صاحب آپ کے بقول تو پکے کافر ہوئے؟ ساجد صاحب! کیا تھانوی صاحب حکم الٰہی کے منکر ہو کر کافر ہوئے کہ نہیں؟ ابوعیوب صاحب! کیا تھانوی صاحب کو آپ صحابہ سے بڑھ کے انبیاء کے عہدے پہ فائز کرتے ہیں؟ یہ گستاخی کر کے وہ کافر اور واجب القتل کیوں نہیں ہوئے؟

ان کے شیخ الحدیث ادریس کاندھلوی صاحب اپنی کتاب ''سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں ایک طویل مضمون ذکر کرتے ہیں:

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا بکریاں چرانا امت کی گلہ بانی کا دیباچہ اور پیش خیمہ تھا (ص95)

اب بتایئے ذرا کہ" گلہ بانی" کے کیا معنی ہیں؟ لغت کی کتابیں اٹھا کر دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ گلہ بانی کہا جاتا ہے ریوڑ چرانے کو۔ تو یہاں ریوڑ کس کو کہا گیا اور گلہ بان کس کو کہا گیا؟ بات یہاں نہیں رکی کاندھلوی صاحب آگے چل کے لکھتے ہیں:

اونٹ اور گائے کا چرانا اتنا دشوار نہیں جتنا کہ بکریوں کا چرانا دشوار ہے بکریاں کبھی اس چراہ گاہ میں جاتی ہیں تو کبھی دوسری چراہ گاہ میں اس لحظہ میں اگر اس جانب ہیں تو دوسرے لحظہ میں دوسری جانب دوڑتی نظر آتی ہیں۔ گلہ کی کچھ بکریاں اس جانب دوڑتی ہیں اور کچھ دوسری طرف اور راعی ہے کہ ہر طرف دیکھتا ہے کہ کوئی بھیڑیا یا درندہ تو ان کی فکر میں نہیں۔ چاہتا ہے کہ سب بھیڑیں اور بکریاں مجتمع رہیں مبادا کہ کوئی بکری گلہ سے علیحدہ رہ جائے اور بھیڑیا اس کو پکڑ لے جائے صبح سے شام تک راعی اسی فکر میں ان کے پیچھے سرگرداں اور پریشان رہتا ہے یہی حال انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا امت کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان کی اصلاح وفلاح میں لیل ونہار سرگرداں رہتے ہیں۔ امت کے افراد تو بھیڑوں اور بکریوں کی طرح اِدھر اُدھر بھاگتے ہیں۔

آگے چل کے کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:

جس طرح بھیڑیں بھیڑیوں اور درندوں کے خونخوار حملوں سے بے خبر ہوتی ہیں۔ اسی طرح امت نفس اور شیطان کے مہلکانہ حملوں سے بے خبر ہوتی ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر وقت تاک میں رہتے ہیں کہ کہیں نفس اور شیطان انکو اچک نہ لے جائیں۔

اب لیجیے جناب! بنظر انصاف اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

میرا مقصد اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوال باطلہ کی شناعت بائلہ انہیں جتاؤں کہ او بے پرواہ بکریو! کس نیند سورہی ہو گلا دور پہنچا، سورج ڈھلنے پہ آیا گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان تھپک رہا ہے۔ کہ ذرا جھٹپٹا ہو اور اپنا کام کرے چوپایوں میں تمہاری بے جاہٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے بہت حکم لگا چکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے خارج ہیں، بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے، ہمیں کچھ کام نہیں، اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنی خاص گلے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے، ہیہات ہیہات اس بے ہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو واللہ! وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔ پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلے کی بکری تھا۔ حقیقی بھیڑیے نے جب اسے شکار کیا اپنے مطلب کو دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنالیا، اب وہ بھی اکے دکے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑوں کو لگا کر لے جاتا ہے، اللہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو اس گرگ و نائب گرگ سے بھاگو جسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ یدُ اللہ علی الجماعۃ (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے) اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آکر ملو کہ امن چین کا راستہ چلو اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو (سبحان السبوح 72,71)

الفاظ کے فرق کے علاوہ کیا ہے؟ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان فرما

رہے ہیں کہ امت بھولی بھالی بھیڑوں کی مانند ہے اور کاندھلوی صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ امت بھیڑوں بکریوں کی مانند ہے۔

اعلیٰ حضرت بھی فرمارہے ہیں کہ ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کو درندے لے جاتے ہیں اور کاندھلوی صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت یہی فرمارہے ہیں کہ جماعت سے الگ ہونے والے کو شیطان اپنا شکار کر لیتا ہے یہی بات کاندھلوی صاحب نے کی۔

اعلیٰ حضرت فرمارہے ہیں اس جماعت کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کاندھلوی صاحب نے بھی راعی کا ذکر کر کے کہا یہی حال انبیاء علیہم السلام کا اپنی امت کے ساتھ ہوتا ہے کہ ان کی فکر میں پھرتے ہیں کہ کہیں شیطان یا نفس کا شکار نہ ہو جائیں۔

پھر ہم پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ اعلیٰ حضرت پر فتویٰ اور کاندھلوی کو گلے سے لگانا یہ انصاف کا خون نہیں تو اور کیا ہے؟

یہاں انبیاء علیہم السلام کے بکریاں چرانے کی حکمت بھی بیان کر دی کہ امت کی تربیت کرنا۔ کیونکہ امت بکریوں کی مانند ادھر ادھر گھومتی ہے اور انبیاء ان کو یکجا کرتے ہیں۔ یہاں اب ساجد نعمانی صاحب بھی بتائیں کہ امت کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھیڑ بکریاں کہا گیا کیا یہ توہین نہیں؟ اگر یہاں توہین نہیں تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر توہین کا الزام لگاتے شرم نہیں آتی؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

یہاں تک ہم نے تفصیل کے ساتھ "راعی امت" کہنے کو قرآن وحدیث، جمہور امت اور

اکابرین دیوبند کی کتب سے ثابت کیا اس پر پیش کرنے کو تو درجنوں حوالے موجود ہیں مگر متلاشیان حق کے لئے یہی حوالہ جات کافی ہیں۔ اب شاید کوئی مولوی یہ کہے کہ ہم نے تو احمد رضا خان کو انہی کے گھر کے مولویوں سے کافر ثابت کیا لہٰذا ان حوالہ جات کا کوئی مقصد نہیں تو یہاں اس پہ بھی تفصیلاً بحث کی جائے گی۔

اوّل تو دیابنہ نے جو دجل کیا ہے ہم نے اس کا ذکر پہلے ہی کر دیا کہ ہمارے علماء میں سے کسی نے بھی راعی امت کہنے پر فتویٰ کفر نہیں دیا۔

چرواہا کہنے اور راعنا کہنے پہ حکم تکفیر موجود ہے۔ جبکہ راعی امت کہنے اور راعنا کہنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہم ان سے سوال کرتے ہیں جیسا کہ ساجد خان صاحب نے کہا

مگر تمہارا امام اس حکم (لاتقولوا راعنا) کا انکار کرتے ہوئے نبی کو معاذ اللہ چرواہا اور امت کو بکریاں کہہ رہا ہے کیا یہ گستاخی نہیں؟ اگر یہ دانت دکھانے کے نہیں تو تاویلات فاسدہ کرنے کے بجائے اپنے امام پر حکم شرعی لگاؤ۔ (دفاع اہل السنۃ ۱۵۵)

اب ساجد صاحب اور دیگر بتائیں کہ اس حکم قرآنی کے انکار کا اطلاق تم لوگوں نے کس لفظ پر کیا؟

اسی لفظ پر جو قرآن وحدیث، جمہور امت اور اکابرین دیوبند نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کیا؟ اب اس لفظ کا ترجمہ آپ نے جب چرواہا کیا تو بتائے وعھدھم راعون میں چرواہا مراد ہے؟ انک راع سے چرواہا مراد ہے؟ کلکم راع میں کیا چرواہا مراد ہے؟ امام نبہانی، امام قسطلانی، حکیم ترمذی نے کیا چرواہا کہا؟ دیوبند والوں نے کیا راعی امت سے چرواہا مراد لیا؟

تھانوی وکاندھلوی نے کیا انبیاء کو چرواہا کہا؟ اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ معاذ اللہ گستاخ ہیں تو یہ حضرات تو بدرجہ اولیٰ توہین کے مرتکب ہوئے؟

جو حوالہ جات انہوں نے ہماری کتب سے ذکر کئے ان سب میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 104 لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا سے استدلال کیا۔

اس پر ہمارا پہلا سوال ان سے یہ ہے کہ کیا اس حکم الٰہی کے دیوبندی منکر ہیں؟ کیا وہ اس فتویٰ کو تسلیم نہیں کرتے؟

ساجد خان صاحب نے جو لکھا:

مگر تمہارا امام اس حکم کا انکار کرتے ہوئے نبی کو معاذ اللہ چرواہا اور امت کو بکریاں کہہ رہا ہے کیا یہ گستاخی نہیں؟ اگر یہ دانت دکھانے کے نہیں تو تاویلات فاسدہ کرنے کے بجائے اپنے امام پر حکم شرعی لگاؤ۔

تو اب ساجد صاحب ہی بتائیں کہ "اس حکم" کے انکار پر جو وہ گستاخی کا فتویٰ دے چکے ہیں تو اب یہی فتویٰ قرآن وحدیث تک جا پہنچا کہ نہیں؟

ان کے اس فتوے کی زد میں معاذ اللہ خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا جبرائیل علیہ السلام آئے کہ نہ آئے؟ ان کا یہ فتویٰ امام قسطلانی، حکیم ترمذی، امام نبہانی پر لگا کہ نہ لگا؟

اس سے بڑھ کے اور کیا انصاف ہوگا یہ انصاف ان کا نہیں اس خدا کا ہے جس کے ولی سے عداوت کی آگ میں یہ جل رہے ہیں جس لفظ پر دجل سے انہوں نے کفر کا فتویٰ دیا وہ انہی کے گھر کے بزرگ لکھ چکے ہم کل تک کہتے تھے کہ اپنی گستاخانہ عبارات کی بنا پر وہ کافر ہیں ان کو تسلیم نہ تھا آج ان کے کفر کی اقبالی ڈگری یہ خود ہی جاری کر چکے اور گستاخ بھی

ایسے جو حکم الہی کے منکر، واجب القتل، یہود سے بدتر۔

دیوبندی شیخ الکل وشیخ الاسلام کا فتویٰ

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی صاحب اپنی دشنام طرازیوں سے بھرپور تصنیف ''الشہاب الثاقب'' اور ان کے شیخ الکل رشید احمد گنگوہی صاحب اپنی تصنیف ''لطائف رشیدیہ'' میں لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

دربارہ استعمال لفظ بت یا صنم یا آشوب ترک یا فتنہ عرب بہ نسبت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معانی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرمایا اور انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا الخ۔ (الشہاب الثاقب ص229 فتاویٰ رشیدیہ ص204 لطائف رشیدیہ ص2)

اس کے بعد ٹانڈوی صاحب لکھتے ہیں:

اس بحث کو نہایت بسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور جن الفاظ میں ایہام گستاخی اور بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذاء جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر کیا اور آخر میں ارشاد فرمایا کہ بس ان کلمات کے بکنے والوں کو منع کرنا شدید چاہیئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیئے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریاء تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

اب ذرا گھمن، ساجد، ابوعیوب صاحب کے جملہ اعتراضات مدنظر رکھیں اور فیصلہ آپ

پر کہ ''راعی امت'' کہنا اگر ایسا ہے جیسا کہ راعنا کہنا تو اب وہ ہی بتائیں کہ جتنے حوالہ جات ہم نے پیش کئے کیا ان سب پر یہ فتوے لگیں گے؟

آپ کو کافر کافر کا کھیل کھیلنے کا شوق تو بہت تھا مگر یہ معلوم نہ تھا کہ اس آگ کی چنگاریاں کون کون سے آشیانے جلانے والی ہیں۔

اگر اب بھی کوئی دجال کہے کہ یہ فتوے ہمارے تو نہیں تو اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ ''چلّو بھر پانی میں ڈوب مرو''۔

کیونکہ کسی نے ''راعنا'' کی ممانعت سے ''راعی امت'' کہنا منع نہیں کیا۔ یہ جسارت تم لوگوں نے ہی کی بلکہ گھمن صاحب نے تو تمام حدیں کراس کر دیں یہاں تک جسارت کی کہ ''راعنا'' کہنے سے راعی کہنا زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ راعنا کا معنی ہمارا چرواہا اور راعی کا معنی صرف چرواہا۔

تو ہم عرض کرتے جناب! یہ قاعدے آپ کے یہ کلیے آپ کے استدلال اور یہ دجل بازیاں آپ کی آپ کو ہی مبارک ہوں۔ مگر اب گنگا الٹی بہنا شروع ہو گئی ہے ''لاتقولوا راعنا'' راعنا سے بھی سخت لفظ گھمن صاحب کے بقول راعی ہے۔ تو اول تو گھمن صاحب! وہاں فقط راعی نہیں کہا جا رہا امت کا راعی کہا جا رہا ہے اب جب آپ اسے راعنا سے زیادہ گستاخی کہہ چکے ہیں تو اب گنگوہی وٹانڈوی صاحبان کے فتاوٰی سے تو وہ سب جنہوں نے راعی کہا اللہ عزوجل، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا جبرائیل علیہ السلام، امام قسطلانی، امام نبہانی، حکیم ترمذی، دیوبندی ادریس کاندھلوی، تھانوی یہ سب تو

☆......ایذاء اللہ عزوجل کے موجب بنے

☆......کلمات کفر بکنے والے

☆......ان کو روکنا چاہیے
☆......اگر باز نہ آئیں تو واجب القتل ہیں
☆......موذی و گستاخ اللہ عزوجل کا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

اب خود ہی اندازہ لگائیں کہ سیدی امام اہل سنت پر بھونکنے والے کس طرح اپنوں ہی کے فتاویٰ جات، اپنے ہی دجل کی وجہ سے کس کس کو گستاخ و بے ادب اور واجب القتل بنا چکے ہیں۔

رشید احمد گنگوہی مزید لکھتے ہیں:

حق تعالی نے راعنا بولنے سے صحابہ کو منع فرمایا انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا حالانکہ مقصود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہرگز وہ معنی جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھی مگر ذریعہ شوخی یہود کا اور موہم اذیت و گستاخی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا لہٰذا حکم ہوا لا تقولوا راعنا ...... اور علی ہذا حضرات صحابہ کا پکار کر مجلس شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہرگز بوجہ اذیت و گستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسب عادت وطبع تھا مگر چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اس میں ایہام تھا یہ حکم ہوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ......کیا صاف حکم ہے کہ اگر تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے تمہارے اعمال حبط ہو جاویں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰۴)

لیجیے جناب! اب تو مذکورہ بالا حوالہ سے گنگوہی صاحب نے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ اب ذرا سی ہمت دکھائیں کہ جس طرح دجل سے امام اہل سنت کے راعی امت کہنے پر انہوں نے ''لا تقولوا راعنا'' کے حکم کا زبردستی اطلاق کیا اور سہارا ہماری کتابوں کا لیا اب ذرا دیکھتے ہیں کہ اپنوں کے فتوؤں کی تلوار سے کب ان ہستیوں پر فتویٰ دیں گے جنہوں نے راعی

امت کہا۔

یہاں گنگوہی صاحب نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی صاف لکھ دیا کہ اگر وہ بھی راعنا کہتے تو اسی حکم میں شامل ہوتے ان کی آواز بارگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اونچی ہوتی ان کے اعمال بھی حبط کر لئے جاتے تو اب جناب گھمن چمن صاحب، اعظم بستی کے ساجد صاحب، ابوعیوب صاحب اور مجاھد صاحب بتائیں کیا امام قسطلانی، امام حکیم ترمذی ، امام نبہانی کو اپنے بزرگوں تھانوی و کاندھلوی اور مفتیان دارالعلوم کو کیا صحابہ سے بڑھ کے مانتے ہیں؟ ان کو کیا انبیاء کے درجے سے بڑھ کے مانتے ہیں جو ان پر ان کی غلیظ زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں اگر بھونکتی نظر آتی ہیں تو صرف اور صرف ذاتِ امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، شیخ الاسلام والامت، مجدد مائۃ ملۃ، معجزۃ من معجزات مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پہ۔ یہ فقط ان کے بغض میں جلنے کے سبب ہے اپنے کفری عقائد چھپانے کی غرض سے ان لوگوں نے ایک نیا محاذ کھول لیا۔ حالانکہ یہ بیچارے صدی سے مقروض چلے آرہے ہیں۔ جو ضربیں ان کو ان کے کبراء کو لگیں تھیں آج تک چیخ رہے ہیں،

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

یہاں تک ہم نے الحمد للہ مختصراً چند حوالہ جات کے ساتھ ان کے لایعنی اور لغو اعتراض کا جواب دیا ہے جس میں ان کے اعتراضات کے دجل کو آشکار کیا اور امام اہل سنت کے دفاع میں نہ صرف قرآن وحدیث، جمہور امت بلکہ خود دیابنہ کے اکابرین کے حوالہ جات سے سید الوریٰ، سید الانس والجان، باعث تخلیق کائنات، باعث موجود کائنات، سرکار کائنات، وجہ کائنات، رحمۃ اللعالمین، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کا راعی کہنا نہ صرف ثابت کیا بلکہ

ان کے جملہ دجل انہی کے اصولوں اور ضابطوں کے تحت انہی پر لوٹا دیئے۔

ہم منتظر رہیں گے کہ جس انصاف و تفصیل کے ساتھ ہم نے ان کے اس اعتراض کا جواب دیا کوئی ان کا بندہ میدان میں آئے اور اسی طرز میں ہمیں جواب دے۔ یا حق کو تسلیم کرتے ہوئے سر تسلیم خم کر لے۔ یہ نمونے کے طور پر ہم نے چند حوالہ جات پیش کئے ہیں وگرنہ درجنوں دلائل الحمد للہ، حضور اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راعی امت ہونے میں موجود ہیں۔

ان شاء اللہ جب موقع آیا تو اس موضوع پر مزید تفصیل کے ساتھ معروضات پیش کروں گا۔ اللہ عزوجل صدقہ اپنے پیارے حبیب، راعی امت جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور کل بروز قیامت ان کی رعیت میں اٹھائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆☆☆..................☆☆☆
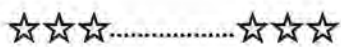
فرمانِ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ:

شریعت طریقت حقیقت معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین، شریعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال ہیں۔ اور طریقت حضور کے افعال، اور حقیقت حضور کے احوال، اور معرفت حضور کے علوم بے مثال۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ الٰی مالایزال (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۴۶۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رد مرزائیت میں خدمات

مولانا افضال نقشبندی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین امابعد!

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ردّ مرزائیت میں خدمات کا اعتراف دیوبندی علماء کے قلم سے

دیوبندی مسلک کے "مولانا" عماد الدین محمود دیوبندی (خطیب مرکزی جامع مسجد چودھوان) نے سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ردّ مرزائیت میں خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے "فاضل بریلوی تڑپ اٹھے" عنوان کے تحت لکھا ہے:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم اور بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شمع جرأت جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لئے گرز محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہے"۔

فاضل بریلوی کا فتویٰ:

"قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بنا پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ:

"قادیانی مرتد اور منافق ہیں، مرتد منافق وہ ہے کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرنا یا ضرورت دین میں سے کسی شے کا منکر ہے، اس کا ذبح محض نجس، مردار اور حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔"

(احکام شریعت ص ۱۱۲، ۲۲، ۱۷۷، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی)

مزید فرمایا کہ: "اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے ان سے قطع کردیں، بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔" (فتاویٰ رضویہ ص ۵۱ ج ۶، مولانا احمد رضا خان بریلوی)

(عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان افروز واقعات ص ۱۲۸ بار چہارم مارچ 2009ء مطبوعہ ادارہ تالیفات ختم نبوت کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، دوسرا ایڈیشن ص ۲۲۸، ۲۲۹، بار سوم جنوری 2011ء مطبوعہ القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ)

اس قتباس سے چند باتیں بڑی کھل کر سامنے آجاتی ہیں:

《1》 نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تڑپ اٹھے۔

《2》 سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچایا۔

《3》 سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علَم حق بلند کرتے

ہوئے اور شمع جرأت جلاتے ہوئے مرزائیوں کے خلاف ایسا فتویٰ دیا جو قادیانیت کے لئے گرز محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

﴿نوٹ﴾ اس کتاب پر دیوبندی مسلک کے مولوی عبدالقیوم حقانی نے "پیش لفظ" لکھا ہے جس میں مذکورہ کتاب کے متعلق یوں لکھا ہے:

"پیش نظر کتاب میں مولانا عماد الدین نے تاریخ کے اوراق سے ان لوگوں کا تذکرہ محفوظ کیا ہے جنہوں نے اپنی جان حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قربان کردی۔ یہ کتاب عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفیر ہے۔"

(عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان افروز واقعات ص ۲۴ مطبوعہ ادارہ تالیفات ختم نبوت کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، دوسرا ایڈیشن ص ۲۴ مطبوعہ القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ)

اسی کتاب پر "حرف اولین" دیوبندی مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام دارابن کلاں ضلع ڈیرہ غازی خان کے مہتمم قاضی خلیل احمد دیوبندی نے اس کتاب کے مؤلف کے متعلق لکھا ہے کہ:

"مولانا کو درس وتدریس کا بھی شوق ہے اور تقریر وتحریر سے شغف بھی، ان کا انداز تقریر وتحریر بے لاگ ہے، جو بات بھی اپنی حد تک درست یا غلط نظر آئے تو اسے کہنے میں بے باک نہیں ہوتا نہ کوئی مصلحت آڑے آتی ہے۔ مولانا عماد الدین کو مشہور مصنف اور بین الاقوامی خطیب برادرِ محترم عبدالقیوم حقانی مدظلہ العالی سے تعلق ونسبت اور سرپرستی ورہنمائی حاصل ہے۔ مولانا عماد الدین محمود کی پہلی کاوش "اکابر کی شام زندگی" کے منظر عام پر آنے سے ان کے ذوق وشوق کو مزید تقویت ملی اور بہت جلد نقشِ ثانی "عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان افروز واقعات" نذرِ

قارئین کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں"۔

(عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان افروز واقعات ص ۷۲ مطبوعہ ادارہ تالیفات ختم نبوت کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، دوسرا ایڈیشن ص ۲۸ مطبوعہ القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ردقادیانیت پر لکھی گئی کتب کا تعارف

دیوبندیوں کے "شاہین ختم نبوت" مولوی اللہ وسایا نے ردمرزائیت پر لکھی گئی کتب کے تعارف پر مشتمل ایک کتاب لکھی جس میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ردقادیانیت پر لکھی گئی نہایت علمی و تحقیقی اور گراں قدر کتب کا تعارف بھی کروایا ہے، ذیل میں (مولوی اللہ وسایا دیوبندی نے) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پر جو تبصرہ کیا ہے وہ ایک ایک کر کے پیش خدمت ہے۔

《1》 مولوی اللہ وسایا دیوبندی نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" پر یوں تبصرہ کیا ہے:

"قادیانی مرتد پر خدائی خنجر" اس کے نام کا ترجمہ ہے، ۳ محرم سنہ ۱۳۴۰ھ کو حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق شاہ میر خان قادری نے ایک سوال بھیجا جس کے جواب میں مصنف نے یہ رسالہ تحریر کیا، ۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ کو مصنف کا انتقال ہوا۔ اس لحاظ سے مصنف کی یہ آخری تصنیف ہے، اس میں حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ضروری مفید بحث آگئی ہے۔"

《2》 یہی مولوی اللہ وسایا دیوبندی "السوء و العقاب علی المسیح الکذاب" کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"یہ کتابچہ دراصل ایک فتوی ہے جس میں روشن دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت و رسالت، انبیاء علیہم السلام کی توہین کے ارتکاب کے باعث ضروریات دین کے انکار کے بموجب مرتد تھا، وہ اور اس کے ماننے والے سب دائرہ اسلام سے خارج کافر و مرتد ہیں۔ ان سے نکاح شادی میل جول کے تمام وہی احکام ہیں جو مرتد کے ہوتے ہیں"۔

《3》اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "السوء و العقاب علی المسیح الکذاب" پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی اللہ وسایا دیوبندی لکھتا ہے:

"جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب" اس کے نام کا اردو ترجمہ ہے، امرتسر سے مولانا عبدالغنی نے سوال کیا تھا کہ کیا کسی خاوند کے مرزائی ہوجانے پر مسلمان عورت اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے؟ اس کا مولانا نے جواب تحریر کیا جس میں مرزا قادیانی کے دس وجہ کفر کو بیان کر کے متعدد فتاویٰ جات کے حوالے درج کئے اور ثابت کیا کہ ایسی صورت میں نکاح باطل ہوجائے گا۔"

(قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت ص ۱۰۷ سن اشاعت اکتوبر 1990ء ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڑ ملتان)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرزائیت کے خلاف قلمی جہاد کا اقرار

دیوبندی مسلک کے "شاہین ختم نبوت" مولوی اللہ وسایا دیوبندی نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرزائیت کے خلاف قلمی جہاد کا اقرار یوں کیا ہے:

"مولانا احمد رضا خان نے ردقادیانیت پر پانچ رسائل تحریر کئے،

﴿1﴾ 1899ء میں "جزاء اللہ عدوہ باباٸہ ختم النبوۃ" یعنی دشمن خدا کے ختم نبوت کے انکار کرنے پر خدائی مار۔

﴿2﴾ السوء و العقاب علی المسیح الکذاب یہ 1902ء میں تحریر فرمائی، مولانا عبدالغنی نے امرتسر سے ایک سوال بھیجا تھا کہ ایک مرد قادیانی ہوگیا ہے تو اس کی زوجیت کا کیا حکم ہے؟ اس میں آپ نے مرزا قادیانی کے دس وجوہات کفر بیان کئے ہیں۔

﴿3﴾ 1905ء میں رسالہ "قھر الدیان علی مرتد بقادیان" تحریر کیا اس میں مرزا قادیانی کے الہامات کورد کر کے عظمت اسلام کو اجاگر کیا ہے۔

﴿4﴾ 1908ء میں آپ نے "المبین ختم النبیین"

﴿5﴾ 1921ء میں الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی تحریر فرمایا اور یہ آپ کی زندگی کی آخری تصنیف ہے آپ کی ان پانچوں کتابوں پر مشتمل مجموعہ بھی بازار میں مل جاتا ہے۔ یاد رہے کہ آپ کا مرتب کردہ متذکرہ فتویٰ "السوء و العقاب علی المسیح الکذاب" فتاویٰ ختم نبوت جلد سوم میں بھی شامل ہے۔"

(چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ ج ۲ ص ۵۸۷ باراول اپریل 2016ء مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائیت کے خوب بخئیے ادھیڑے ہیں

دیوبندی مسلک کے "شاہین ختم نبوت" مولوی اللہ وسایا نے امام احمد رضا خان قادری کی کتاب "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی سزا اس کے نام کا ترجمہ ہے، ختم

نبوت کے عنوان پر مفید بحث ہے، مرزائیت کے خوب بخیئے ادھیڑے گئے ہیں۔
آخر میں مختلف علماء کرام کے فتاویٰ جات شامل ہیں۔"

(قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت ص ۵۷ سن اشاعت اکتوبر 1990ء ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ وقت کے جید عالم دین ہیں اور قادیانیت کو غیر مسلم قرار دیا

آج T.V کے اینکر پرسن حمزہ علی عباسی نے 13 جون 2016ء کی رمضان ٹرانسمیشن میں نہ صرف مذہبی بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آئینی سرحدوں کو پامال کیا، حمزہ علی عباسی کو شاید علم نہیں تھا کہ ابتدائی جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف سب سے پہلے ایک اسلامی ریاست "ریاست مدینہ" نے ہی فیصلہ کیا تھا۔ بہرحال اس ناگہانی واقعہ کے بعد نیوز ون T.V پر عشق رمضان پروگرام کے میزبان شبیر ابوطالب نے حضرت علامہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی سے اس مسئلہ پر رائے لی تو حضرت علامہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی نے حمزہ علی عباسی کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔

دیوبندی مسلک کے "شاہین ختم نبوۃ" مولوی اللہ وسایا نے حمزہ علی عباسی کے خلاف قانونی کاروائی کے مطالبہ کے لئے جو کھلا خط چیئرمین پیمرا کے نام شائع کیا اس میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ردقادیانیت میں خدمت کا یوں اقرار کیا ہے:

جناب عالی! جب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اس روز سے علماء کرام مولانا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ...... مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ...... اور مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ ایسے اپنے وقت کے جید علماء کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو مسلم امت سے علیحدہ قرار دیا۔"

(ماہنامہ لولاک ملتان، ج ۲۰ شمارہ نمبر ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ ستمبر 2016ء ص ۳۸)

اس اقتباس میں مولوی اللہ وسایا دیوبندی نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ "رحمۃ اللہ علیہ" بھی لکھا ہے اور آپ کو جید عالم دین بھی قرار دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولوی اللہ وسایا دیوبندی کے نزدیک سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تحفظ ختم نبوت کے علمبردار تھے۔

☆☆☆..................☆☆☆

سوال: کیا شاہ اربل المظفر نے پہلی بار سرکاری طور پر محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد کیا تھا یا ان سے پہلے بھی کسی مسلمان حکمران سے سرکاری طور پر یہ اہتمام ثابت ہے؟

جواب: ۴۸۴ھ میں جلال الدولہ سلطان ملک شاہ سلجوقی حکمران نے بغداد میں ایک تاریخی محفل میلاد کا اہتمام کیا تھا۔

(الکامل فی التاریخ، اشاعت دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، ج ۸ ص ۴۷۴، ۴۷۵)

دیابنہ سے مناظرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ اسمعیلیہ اپنے اصولوں وتحریرات کے مطابق چیلنج کریں

فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ اسمعیلیہ کے بعض فتنہ بازایرے غیرے نتھو خیرے نام نہاد مناظر حضرات اکثر اپنے اسٹیجوں پر بیٹھ کر یا سوشل میڈیا پر ''اہل حق اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی'' کو مناظرے کا چیلنج کرتے رہتے ہیں حالانکہ متعدد بار ہم اہل سنت و جماعت کی طرف سے ان وہابیہ دیابنہ کے چیلنج کو قبول کیا گیا لیکن بعد میں فرقہ وہابیہ کے نام نہاد مناظر دُم دبا کر بھاگ نکلے۔ آج ہم فیصلہ کن بات کرتے ہیں کہ اگر فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ اسمعیلیہ میں ہمت و جرأت ہے اور بزبان بعض علما دیوبند وہ حلالی دیوبندی ہیں تو اپنے اصولوں اور تحریرات کے مطابق مناظرہ کا چیلنج کریں۔

(1) ...... کیونکہ خود آپ کے نام نہاد مناظر محمد الیاس گھمن صاحب کی کتاب "اصول مناظرہ" کی تقدیم کے تحت ''دیوبندیوں کی تنظیم کے مرکزی امیر منیر احمد منور نے لکھا ہے کہ:

> "جب مناظرہ کا چیلنج دیں تو ان کو کہا جائے کہ اپنی جماعت کے لیٹر پیڈ پر یہ چیلنج تحریری طور پر دیں جس پر ان کے چند معتبر آدمیوں کے دستخط ہوں"

(اصول مناظرہ نمبر 6 صفحہ 10)

اور گھمن نے اس اصول کی تردید نہیں کی تو اصول دیابنہ کے مطابق کامل اتفاق ٹھہرا۔

(2)...... اسی طرح دیوبندی مولوی سیف اللہ تونسوی نے اصول لکھا ہے کہ:

''جب بھی کوئی باطل فرقہ ''مناظرہ'' کا چیلنج دے تو ان سے مطالبہ کریں کہ اگر واقعی وہ ''مناظرہ'' کرنا چاہتے ہیں تو اپنے جماعتی پیڈ یا عدالتی اسٹامپ پیپر پر لکھ کر باقاعدہ چیلنج دیں، جس پر ان کے ذمہ داران کے دستخط ہوں۔ ساتھ شناختی کارڈ کی کاپی بھی ہو''...... کھلے میدان میں مناظرہ کی حکومت کی طرف سے منظوری اور امن وامان کی ذمہ داری سرکاری کاغذ پر حاصل کر کے دیں''

(مناظرہ کے اصول وآداب: باب ششم: ص 81)

(3)...... دیوبندی نام نہاد مناظر رب نواز کی کتاب میں مناظرے کے لئے یہ شرط بھی لکھی گئی ہے کہ:

"اس لیٹر ہیڈ کو ملک کے بڑے بڑے اخبارات مثلاً جنگ امت ایکسپریس وغیرہم میں شائع کروائے "(فرقہ لاثانیہ کے عقائد ونظریات: ص ۲۰۷)

تو فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ اسمعیلیہ ہمت کریں اور اپنے ان اصولوں کے مطابق چیلنج دیں

(۱)...... اپنی جماعت کے لیٹر ہیڈ پر تحریری طور پر چیلنج کریں۔

(۲)...... ساتھ عدالتی اسٹامپ پیپر پر لکھ کر باقاعدہ چیلنج دیں۔

(۳)...... جماعتی لیٹر ہیڈ اور اسٹامپ پیپر پر اپنے ذمہ دار علماء (تقی عثمانی جیسے) کے دستخط کروائیں اور شناختی کارڈ کی کاپیاں بھی ہوں۔

(۴)...... حکومت کی طرف سے مناظرے کی منظوری لیں۔

(۵)...... امن وامان کی ذمہ داری سرکاری کاغذ پر لکھ کر دیں۔

(۶)...... اس چیلنج کو ملک کے بڑے بڑے اخبارات مثلاً جنگ امت ایکسپریس وغیرہم

میں شائع کروائیں۔

فرقہ وہابیہ دیوبندیہ احمدیہ اسمٰعیلیہ اپنے ان مذکورہ بالا اصولوں اور تحریرات کے مطابق مناظرہ کا چیلنج کریں۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی آپ کے چیلنج کو قبول کریں گے۔اب اگر کوئی ایرا غیرا نتھو خیرا وہابی دیوبندی احمدی اپنے ان اصولوں کے خلاف اپنے بل میں بیٹھ کر چیلنج چیلنج کا ڈرامہ کرتا ہے تو وہ اپنے اصولوں کا باغی وغدار مانا جائے گا اور اس کا چیلنج محض ڈرامہ بازی تصور کیا جائے گا۔

نوٹ: اگر کوئی وہابی دیوبندی احمدی اسمٰعیلی یہ کہتا ہے کہ یہ اصول تو راہ فرار اختیار کرنے کا بہانہ ہے۔تو ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب یہ اصول وتحریرات خود تمہارے دیوبندی احمدی علماء کے تحریر کردہ ہیں تو اگر یہ اصول وتحریرات راہ فرار کا بہانہ ہیں تو راہ فرار کا بہانہ خود تمہارے علماء وہابیہ دیابنہ نے اختیار کیا ہے ،نیز جب یہ اصول خود تمہارے وہابی دیوبندی علماء نے لکھے ہیں تو تم ان کو بہانہ کہہ کر ان کے منہ پر تھوک رہے ہو۔لہٰذا اپنے اصولوں سے بغاوت وغداری کے بجائے ان پر عمل کریں۔

''مناظرے کا موضوع بیٹھ کر طے کرلیں گے،ان شاءاللہ''

☆☆☆..................☆☆☆